Postal Reg. No. L/P/ GDP-1, DEC 2012

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم　　نَحمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم　　وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیحِ الْمَوْعُوْد

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

جلد
60

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

سیرۃ النبیؐ و مصلح موعود نمبر

ہفت روزہ
بدر
قادیان
The Weekly
BADR Qadian

شمارہ
5-6

شرح چندہ
سالانہ 350 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
35 پاؤنڈ یا 60 ڈالر امریکن
65 کینیڈین ڈالر
یا 40 یورو

29 صفر-6 ربیع الاوّل 1432 ہجری-3/10 تبلیغ 1390 ہش-3/10 فروری 2011ء

اخبار احمدیہ

قادیان دارالامان: سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر وعافیت ہیں۔ الحمدللہ۔ احباب کرام حضور انور کی صحت وتندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین

اللھم اید امامنا بروح القدس وبارک لنا فی عمرہ وامرہ۔

رُوحانیت اور پاکیزگی کے بغیر کوئی مذہب چل نہیں سکتا

جو تبدیلی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے وحشیوں میں کی اور جس گڑھے سے نکال کر جس بلندی اور مقام تک انہیں پہنچایا اس ساری حالت کے نقشہ کو دیکھنے سے بے اختیار ہو کر انسان رو پڑتا ہے کہ کیا عظیم الشان انقلاب ہے جو آپؐ نے کیا

......ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام......

اِنَّ اللّٰہَ یُدْخِلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِہَا الْاَنْہٰرُ ط وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا یَتَمَتَّعُوْنَ وَیَاْکُلُوْنَ کَمَا تَاْکُلُ الْاَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًی لَّہُمْ O　　(سورۃ محمد آیت:13)

ترجمہ: یقیناً اللہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے دامن میں نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ جبکہ وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا عارضی فائدہ اُٹھا رہے ہیں اور وہ اس طرح کھاتے ہیں جیسے مویشی کھاتے ہیں حالانکہ آگ ان کا ٹھکانا ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس آیت کی تفسیر بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

"یَتَمَتَّعُوْنَ وَیَاْکُلُوْنَ کھاتے ہیں اور تمتّع اُٹھاتے ہیں یعنی اپنے پیٹ کی اور دوسری شہوات میں مُبتلا اور اسیر ہیں۔　　(الحکم جلد:۶، نمبر ۱۱، مورخہ: ۲۴؍مارچ ۱۹۰۲ء صفحہ: ۳)

یَاْکُلُوْنَ کَمَا تَاْکُلُ الْاَنْعَام کفار کی زندگی بالکل چوپاؤں کی سی زندگی ہوتی ہے جن کو کھانے اور پینے اور شہوانی جذبات کے سوا اور کوئی کام نہیں ہوگا۔ یَاْکُلُوْنَ کَمَا تَاْکُلُ الْاَنْعَام۔

(الحکم جلد: ۵، نمبر: ۲۹، مورخہ ۱۰؍اگست ۱۹۰۱ء، صفحہ: ۱)

عرب اور دُنیا کی حالت جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے کِسی سے پوشیدہ نہیں۔ بالکل وحشی لوگ تھے۔ کھانے پینے کے سوا کچھ نہ جانتے تھے۔ نہ حقوق العباد سے آشنا نہ حقوق اللہ سے آگاہ۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے ایک طرف کا نقشہ کھینچ کر بتلایا کہ یَاْکُلُوْنَ کَمَا تَاْکُلُ الْاَنْعَام پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک تعلیم نے ایسا اثر کیا یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّہِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا (سورۃ الفرقان: ۶۵) س: ۱۹ کی حالت ہوگئی یعنی اپنے رَبّ کی یاد میں راتیں سجدے اور قیام میں گذار دیتے ہیں۔

(الحکم جلد: ۲، نمبر: ۲۴-۲۵، مورخہ ۲۰-۲۷؍اگست ۱۸۹۸ء صفحہ: ۱۰)

چارپایوں کی طرح کھاتے ہیں اِس کے کئی پہلو ہیں:

اوّل چارپایہ کیفیت اور کمیت میں فرق نہیں کر سکتا اور جو کچھ آگے آتا ہے اور جس قدر آتا ہے کھاتا ہے جیسے کتا اِسقدر کھاتا ہے کہ آخر قَے کرتا ہے۔

دوسرا یہ کہ اَنعام حلال اور حرام میں تمیز نہیں کرتے۔ ایک بَیل بھی یہ تمیز نہیں کرتا کہ یہ ہمسایہ کا کھیت ہے اس میں نہ جاؤں۔ ایسا ہی ہر ایک امر جو کھانے کے لحاظ سے ہو نہیں کرتا کُتے کو ناپاکی، پاکی کے متعلق کوئی لحاظ نہیں اور پھر چارپایہ کو اعتدال نہیں۔

یہ لوگ جو اَخلاقی اصولوں کو توڑتے ہیں اور پرواہ نہیں کرتے کہ گویا اِنسان نہیں۔ پاک پلید کا تو یہ حال، عرب میں مُردے کُتے کھا لیتے تھے۔ اَب تک اکثر ممالک میں یہ حال ہے کہ چُوہوں اور کتوں اور بلیوں کو بڑے لذیذ کھانے سمجھ کر کھایا جاتا ہے۔

پھر یتیموں کا مال کھانے میں کوئی تردّد و تامل نہیں جیسے یتیم کا گھاس گائے کے سامنے رکھ دیا جائے بلا تردّد کھا لے ایسا ہی ان لوگوں کا دل ہے۔ یہی معنی ہیں وَالنَّارُ مَثْوًی لَّہُمْ ان کا ٹھکانہ دوزخ ہوگا۔

(الحکم جلد: ۴ نمبر ۲۵ مورخہ ۹؍جولائی ۱۹۰۰ء صفحہ: ۴)

رُوحانیت اور پاکیزگی کے بغیر کوئی مذہب چل نہیں سکتا۔ قرآن شریف نے بتلایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پیشتر دُنیا کی کیا حالت تھی۔ یَاْکُلُوْنَ کَمَا تَاْکُلُ الْاَنْعَامُ۔ پھر جب انہی لوگوں نے اِسلام قبول کیا تو فرماتا ہے یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّہِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا۔(سورۃ الفرقان: ۶۵) جب تک آسمان سے تریاق نہ ملے تو دل درست نہیں رہتا۔ انسان آگے قدم رکھتا ہے مگر پیچھے پڑتا ہے۔ قدسی صفات اور فطرت والا انسان ہو تو وہ مذہب چل سکتا ہے اس کے بغیر کوئی مذہب ترقی نہیں کر سکتا اور کرتا بھی ہے تو پھر قائم نہیں رہ سکتا۔　　(البدر جلد: ۲، نمبر ۳۷، مورخہ ۲؍اکتوبر ۱۹۰۳ء، صفحہ: ۲۹۰)

مَیں بڑے زور سے کہتا ہوں کہ خواہ کیسا ہی پکا دشمن ہو اور خواہ وہ عیسائی ہو یا آریہ، جب وہ ان حالات کو دیکھے گا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے عرب کے تھے اور پھر اس تبدیلی پر نظر کرے گا جو آپؐ کی تعلیم اور تاثیر سے پیدا ہوئی تو اسے بے اختیار آپؐ کی حقانیت کی شہادت دینی پڑے گی۔ موٹی سی بات ہے کہ قرآن مجید نے اُن کی پہلی حالت کا تو یہ نقشہ کھینچا ہے یَاْکُلُوْنَ کَمَا تَاْکُلُ الْاَنْعَامُ یہ تو ان کی کُفر کی حالت تھی پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک تاثیرات نے ان میں تبدیلی پیدا کی تو ان کی یہ حالت ہوگئی یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّہِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا یعنی وہ اپنے رب کے حضور سجدہ کرتے ہوئے اور قیام کرتے ہوئے راتیں کاٹ دیتے ہیں۔ جو تبدیلی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے وحشیوں میں کی اور جس گڑھے سے نکال کر جس بلندی اور مقام تک انہیں پہنچایا اس ساری حالت کے نقشہ کو دیکھنے سے بے اختیار ہو کر انسان رو پڑتا ہے کہ کیا عظیم الشان انقلاب ہے جو آپؐ نے کیا۔ دُنیا کی کِسی تاریخ اور کِسی قوم میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی۔ یہ نری کہانی نہیں یہ واقعات ہیں جن کی سچائی کا ایک زمانہ کو اعتراف کرنا پڑتا ہے۔　　(الحکم جلد: ۱۱، نمبر: ۳، مورخہ ۲۴؍جنوری ۱۹۰۷ء صفحہ: ۵)

ایک اِنسان جو دعا نہیں کرتا اس میں اور چارپائے میں کچھ فرق نہیں۔ ایسے لوگوں کی نسبت خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ یَاْکُلُوْنَ کَمَا تَاْکُلُ الْاَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًی لَّہُمْ یعنی چارپائیوں کی زندگی بسر کرتے ہیں اور جہنم ان کا ٹھکانا ہے۔

(الحکم جلد: ۱۱، نمبر ۳۲، مورخہ ۱۰؍ستمبر ۱۹۰۷ء صفحہ: ۶)

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

بچے نے دنیا میں ایک تہلکہ مچادیا

آج سے 124 سال قبل یعنی 1886ء کی بات ہے کہ سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدیٔ معہود علیہ السلام نے دنیا کے سامنے یہ اعلان کیا کہ اگر کوئی خدا تعالیٰ کے زندہ نشانات دیکھنا چاہتا ہے، زندہ خدا کی قدرت کا مشاہدہ کرنا چاہتا ہے تو میں اس زمانہ میں اِس عظیم الشان کام کیلئے حاضر ہوں۔ حضور کا یہ اعلان مذہبی دنیا کیلئے ایک عظیم الشان مژدہ تھا۔ اس کے نتیجہ میں دنیا نے ’’حضرت مصلح موعودؓ‘‘ جیسی عظیم الشان نعمت کو پایا۔ جس کے نتیجہ میں زندہ خدا کے زندہ نشانات روز بروز نئے نئے رنگ میں جلوہ گر ہوئے۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام نے ہوشیار پور میں ایک اشتہار شائع فرمایا۔ یہ اشتہار جماعت احمدیہ کی تاریخ میں سبز اشتہار کے نام سے مشہور و معروف ہے۔ آپ نے اس اشتہار میں اس بات کا اعلان کیا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے یہ خبر دی ہے کہ میرے گھر ۹ سال کے عرصہ میں ایک موعود بیٹا پیدا ہوگا جو دین اسلام کا شرف ظاہر کرے گا۔ اور اسلام کی حقیقت کو از سر نو دنیا کے سامنے پیش کرے گا۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ عظیم الشان پیشگوئی کا متن اخبار بدر میں دوسری جگہ پر موجود ہے۔

قارئین کرام! یہ پیشگوئی صرف ایک موعود بیٹے کی پیشگوئی پر مشتمل نہ تھی بلکہ اس پیشگوئی کے ساتھ اور کئی پیشگوئیاں مربوط تھیں۔ آیئے چند ایک پر غور و فکر کریں۔ اس پیشگوئی کے ذریعہ آپ نے یہ اعلان فرمایا کہ

☆......کم از کم ۹ سال کے عرصہ تک خدا تعالیٰ مجھے زندہ رکھے گا۔ تاکہ میری نسل کے ذریعہ خدا تعالیٰ کا نشان ظاہر ہو۔

☆......دوسری اس بات کی پیشگوئی کی گئی کہ آپ نے اعلان فرمایا کہ میرے گھر ۹ سال کے عرصہ میں موعود بیٹا پیدا ہوگا۔ حالانکہ کسی انسان کے اختیار میں نہیں ہے کہ وہ بنا خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کے از خود اعلان کردے کہ وہ صاحب اولاد بھی ہوسکتا ہے یا نہیں۔

☆......تیسری اس بات کی پیشگوئی کی گئی کہ صاحب اولاد ہی نہیں بلکہ وہ ہونے والی اولاد لڑکا ہی ہوگا حالانکہ کوئی شخص خدا تعالیٰ کی خبر کے بغیر یہ نہیں کہہ سکتا کہ اُس کے گھر ۹ سال کے عرصہ میں لڑکیاں ہی لڑکیاں نہیں ہوسکتیں۔

☆...... چوتھی اس بات کی پیشگوئی کی گئی کہ ۹ سال کے عرصہ میں آپؑ کی اہلیہ زندہ رہیں گی۔ جس کے بطن سے وہ موعود بیٹا پیدا ہوگا۔

☆...... پانچویں اس بات کی پیشگوئی کی گئی کہ وہ موعود بیٹا کم عمر میں وفات نہیں پائے گا بلکہ ایک لمبی عمر پائے گا اور اپنی طبعی عمر کے پانے کے بعد خدا تعالیٰ کے حضور حاضر ہوگا۔

☆......چھٹی اس بات کی پیشگوئی کی گئی کہ وہ موعود لڑکا نہ صرف یہ کہ بڑا ہوگا بلکہ وہ اشاعت اسلام اور دین کی پابندی کرنے والا شریف النفس ہوگا۔

اُس پیشگوئی میں موعود فرزند کی 52 علامتیں بیان فرمائی گئی ہیں، حالانکہ کوئی شخص خدا تعالیٰ کی خبر کے بغیر یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس کی اولاد بڑی ہو کر فلاں فلاں عمدہ اور بہترین کام کرے گی۔

قارئین کرام! اب ذرا ٹھنڈے دل سے غور کریں کہ کیا یہ پیشگوئی ایک عام انسان کی خود تراشیدہ پیشگوئی ہو سکتی ہے؟ غور کریں اور پھر غور کریں۔ کیا کوئی انسان اپنی طرف سے اس قسم کا اعلان کرسکتا ہے۔ مذاہب عالم کی تاریخ پر نظر دوڑا کر دیکھیں آپ کو ایک بھی مثال اس جیسی ملنا مشکل ہوگی۔

قارئین کرام! دراصل اس پیشگوئی کے ذریعہ جہاں ایک بات یہ ثابت ہوتی ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام اپنی پیشگوئی میں سچے تھے وہاں دوسری بات یہ کہ یہ پیشگوئی مخبر صادق فخر موجودات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی سچائی کی بھی ایک منہ بولتی تصویر ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اُمت محمدیہ میں آخری زمانہ میں بگاڑ پیدا ہونے کی خبر دی تھی اور اس کے ساتھ ہی اس بگاڑ کے دور کرنے کا علاج بھی آپ نے بیان فرمایا تھا۔ آپ نے اُمت کو یہ خوشخبری دی تھی کہ آخری زمانہ میں اللہ تعالیٰ مسیح موعود و مہدی معہودؑ کے ذریعہ دوبارہ اسلام کا احیاء اور تجدید کرے گا۔ آپؐ نے اُس آنے والے موعود مہدیؑ کی کئی علامتیں بیان فرمائی تھیں۔ انہیں علامات میں سے ایک علامت یہ تھی کہ وہ موعود مہدی شادی کرے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک خوشخبری کے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں۔ یَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُ۔ (مشکوٰۃ مجتبائی باب نزول عیسیٰ بن مریم) یعنی وہ شادی کرے گا اور اس کے ہاں اولاد ہوگی۔ چنانچہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی پیدائش ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء مطابق جمادی الاول ۱۳۰۶ھ کے ذریعہ مخبر صادق حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی کا ظہور ہوا۔

حضرت مصلح موعود کی ساری زندگی پیشگوئی مصلح موعود میں بیان فرمودہ علامتوں کے اظہار کی عملی تصویر تھی۔ آپ کی زندگی کا نقشہ پیش کرتے ہوئے ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

منظوم پیشگوئی مصلح موعود

(محترم صاحبزادی امۃ القدوس صاحبہ)

اٹھارہ کے اُوپر چھیاسی تھے سال	کہ گویا ہوا یوں شہِ ذوالجلال
بہت بڑھ گیا جب کہ دردِ نہاں	کہ تیری صداقت ہو سب پہ عیاں
کہ تیری جماعت یہ پھولے پھلے	زمانے پہ حق کا ہی سکّہ چلے
سو تیری دعاؤں کو میں نے سنا	ترے اس سفر کو مبارک کیا
سن اے میرے پیارے سخن دلپذیر	کہ بیٹا میں دوں گا تجھے بے نظیر
نشاں ہے جو فضل اور احسان کا	بہت مرتبہ ہے اس انسان کا
وہ فرزند دلبند ہے ارجمند	خلائق کا ہوگا بہت دلپسند
مبارک ہو فتح و ظفر کی کلید	ہے تیرے لئے یہ خوشی کی نوید
وہ ہوگا بہت ہی ذہین و فہیم	وہ رحمت کا مظہر وہ دل کا حلیم
کہ عطرِ رضا سے وہ ممسوح ہے	وہ سارے زمانے کا ممدوح ہے
وہ ہے حسن و احساں میں تیرا نظیر	کشادہ جبیں اور روشن ضمیر
علوم اس میں ہیں ظاہری باطنی	وہ دنیا میں پھیلائے گا روشنی
وہ ہوگا اسیروں کا بھی رستگار	ہے ان کے لئے مژدۂ کردگار
مبارک کہ وہ نور آتا ہے نور	ہے جس سے جلالِ خدا کا ظہور
ہے فضلِ خدا اس پہ سایہ فگن	وہ روحِ زمانہ وہ فخرِ زمن
شکوہ اور عظمت کا حامل ہے وہ	ہماری محبت کے قابل ہے وہ
زمانے میں شہرت وہ پا جائے گا	وہ آپ اپنی عظمت کو منوائے گا
مبارک ہو تجھ کو غلامِ زکی	جو ہوگا یقیناً تری نسل ہی
مبارک ہو لڑکا یہ پاک و وجیہ	جو ہوگا سراسر تیری ہی شبیہ
نواسی میں آخر بفضلِ خدا	یہ موعود بچہ تولّد ہوا
لگا جلد بڑھنے وہ ماہِ مبیں	جو سب پیشگوئیاں تھیں پوری ہوئیں

(بشکریہ خالد سیدنا مصلح موعود نمبرؓ جون رجولائی 2008ء صفحہ 121)

’’حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا دور 52 سال رہا اور ہر روز ایک نئی ترقی لیکر آتا تھا۔ کئی زبانوں میں آپ کے زمانے میں تراجم قرآن کریم ہوئے۔ بیرونی دنیا میں مشن قائم ہوئے افریقہ میں، یورپ میں مشنز قائم ہوئے اور بڑی ذاتی دلچسپی لیکر ذاتی ہدایات دے کر۔ اس زمانے میں دفاتر کا بھی انتظام اتنا نہیں تھا۔ خود مبلغین کو براہ راست ہدایات دے دے کر اس نظام کو آگے بڑھایا اور پھر اللہ تعالیٰ نے نہ صرف ہندوستان پاکستان میں بلکہ دنیا کے دوسرے ملکوں میں بھی اور خاص طور پر افریقہ میں لاکھوں کی تعداد میں سعید روحوں کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہوئیں۔ پھر دیکھیں آپ نے کس طرح انتظامی ڈھانچے بنائے۔ صدر انجمن احمدیہ کا قیام تو پہلے ہی تھا اس میں تبدیلیاں کیں، ردّ و بدل کی۔ اس کو اس طرح ڈھالا کہ انجمن اپنے آپ کو صرف انجمن ہی سمجھے اور کبھی خلافت کے لئے خطرہ نہ بن سکے۔ پھر ذیلی تنظیموں کا قیام ہے، انصار اللہ، خدام الاحمدیہ، لجنہ اماء اللہ، آپ کی دوررس نظر نے دیکھ لیا کہ اگر میں اس طرح جماعت کی تربیت کروں گا کہ ہر عمر کے لوگوں کو ان کی ذمہ داری کا احساس دلا دوں اور وہ یہ سمجھنے لگیں کہ اب ہم ہی ہیں جنہوں نے جماعت کو سنبھالنا ہے اور ہر فتنے سے بچانا ہے۔ اپنے اندر نیک تبدیلی اور پاک تبدیلی پیدا کرنی ہے۔ اگر یہ احساس پیدا ہو جائے قوم کے لوگوں میں تو پھر اس قوم کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ تو دیکھ لیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب دنیا کے ہر ملک میں یہ ذیلی تنظیمیں قائم ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے فعال ہیں۔......

تو یہ بھی ایک بہت بڑی انتظامی بات تھی جو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جماعت میں جاری فرمائی۔ پھر تحریک جدید کا قیام ہے، جب دشمن یہ کہہ رہا تھا کہ میں قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا اس وقت آپ نے تحریک جدید کا قیام کیا اور پھر بیرون ممالک میں مشن قائم ہوئے۔ پھر وقف جدید کا قیام ہے جو پاکستان اور ہندوستان کی دیہاتی جماعتوں میں تبلیغ کے لئے تھا اب تو یہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا میں پھیل گئی۔ غرضیکہ اتنے کام ہوئے ہیں اور اسی شخص کو جس کو اپنے زعم میں بڑے پڑھے لکھے اور عقلمند اور جماعت کو چلانے کا دعویٰ کرنے والے سمجھتے تھے کہ یہ بچہ ہے اس کے ہاتھ میں خلافت کی باگ ڈور ہے اور یہ کچھ نہیں کرسکتا **اسی بچے نے دنیا میں ایک تہلکہ مچادیا** اور تمام دنیا میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس الہام کو بھی پورے کرنے والے ہوگئے کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا‘‘

(مشعل راہ جلد پنجم حصہ دوم صفحہ ۱۲۔۱۳)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت مصلح موعودؓ کی توقعات پر گامزن ہونے اور آپ کی خواہش کے مطابق دین اسلام کی خدمت کرنے والا بنائے۔

(شیخ مجاہد احمد شاستری)

خطبہ جمعہ

مَیں ان تمام احمدیوں سے کہتا ہوں جو آج کل مختلف قسم کی تکالیف کے دور سے گزر رہے ہیں جو مجھے خط لکھتے ہیں اور مخالفین کی کمینی حرکات سے بچنے کے لئے دعا کے لئے کہتے ہیں کہ اپنی دعاؤں میں وہ بھی مزید توجہ پیدا کریں۔ جو لوگ براہِ راست تکلیفوں میں گرفتار نہیں ہیں وہ بھی اپنے بھائی، اپنی بہنوں اور اپنے بچوں کی تکالیف کا خیال کرتے ہوئے ان کے لئے دعائیں کریں۔

دنیا بھر کی جماعتوں کے تمام افراد کو میں خاص طور پر اپنے مظلوم اور تکلیف اور مشکلات میں گرفتار بھائیوں کے لئے دعاؤں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ ہر احمدی کم از کم دو نفل روزانہ صرف ان لوگوں کے لئے ادا کرے جو احمدیت کی وجہ سے کسی بھی قسم کی تکلیف میں مبتلا ہیں۔ جو ظالمانہ قوانین کی وجہ سے اپنی شہری اور مذہبی آزادیوں سے محروم کر دیئے گئے ہیں۔ اسی طرح جماعتی ترقی کے لئے بھی خاص طور پر دعائیں کریں۔

آج یہ ظلم کرنے والے اپنے زعم میں، اپنے آپ کو تمام طاقتوں کا مالک سمجھ رہے ہیں لیکن وقت آئے گا کہ یہی لوگ ان مومنین کے ظلم سہنے والوں کے زیرِ نگیں کئے جائیں گے۔

ہماری فتح کا ہتھیار تو یہ دعائیں ہی ہیں اور یہی ہتھیار ہے جو دشمن کے شر ان پر الٹائے گا۔ اس کے علاوہ ہمارے پاس کچھ نہیں۔ جس شدت اور تڑپ کے ساتھ ہم اس ہتھیار کو استعمال کریں گے اُسی قدر جلد ہم احمدیت کی فتح کے نظارے دیکھیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ 3/دسمبر 2010ء بمطابق 3/فتح 1389 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح ،لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

دشمن جب اپنی دشمنی کی انتہا کو پہنچتا ہے، اللہ والوں کو ختم کرنے کے لئے ہر قسم کے حیلے اور حربے استعمال کرتا ہے، مختلف طریقے سے نقصان پہنچانے کے لئے منصوبہ بندیاں کرتا ہے، جانی اور مالی نقصان پہنچانے کے لئے جو بھی اس سے بن پڑتا ہے کرتا ہے۔ ہر عمر اور ہر طبقے کے افراد کو ہر وقت ذہنی اذیتیں پہنچانے کے لئے اور ان کا ذہنی سکون برباد کرنے کے لئے گھٹیا ترین اور انسانیت سے گرے ہوئے کام کرتا ہے۔ حتیٰ کہ نہ بچے کا لحاظ، نہ بوڑھے کا لحاظ، نہ عورت کا لحاظ رہتا ہے۔ ظالمانہ اور بہیمانہ روشیں اپنا لیتا ہے تا کہ ان اللہ والوں کو اللہ کی رضا کے حصول سے دور ہٹانے کی کوشش کرے۔ تو اُس وقت صبر و استقامت دکھانے والے مؤمنین اللہ تعالیٰ کے آگے جھکتے ہوئے اس سے مدد مانگتے ہیں۔ دشمن کی اس انتہا اور اس کے نتیجے میں مومنین کی اس کیفیت کا نقشہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے ایک شعر میں یوں کھینچا ہے۔ فرمایا۔

عدو جب بڑھ گیا شور و فغاں میں نہاں ہم ہو گئے یارِ نہاں میں

پس یہ وہ نقشہ ہے جو مجبور و مظلوم مؤمنین کا اُن کی مجبوری اور مظلومیت کی حالت اور اُس کے ردّ عمل کے طور پر ہوتا ہے اور ہونا چاہئے۔ اور آج یہ کیفیت اس روئے زمین پر دنیا کے بعض مسلمان ممالک میں سوائے احمدیوں کے کہیں اور ہمیں نظر نہیں آتی اور پاکستان میں اس کی انتہا آئے دن ہمیں دیکھنے میں آتی ہے۔

اس شعر میں جہاں ایک طرف دشمن کی انتہائی حالت کا ذکر ہے تو دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنے والے اور صبر و استقامت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے حضور مزید جھکتے چلے جانے والوں کا ذکر ہے۔ دشمن پر واضح کیا گیا ہے کہ تم نے تو یہ شورشیں، یہ زیادتیاں، یہ ظلم، یہ بربریت ہم پر اس لئے روا رکھی کہ ہم تمہاری بات مان کر تمہارے پیچھے چل پڑیں گے۔ تمہارے آگے ہاتھ جوڑ کر رحم کی بھیک مانگیں گے۔ تمہارے پاؤں پڑ کر تم سے زندگی کی فریاد کریں گے لیکن یہ سب تمہاری بھول ہے۔ ہم تو اُس عظیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والے ہیں جس نے خود بھی صبر اور عالی ہمتی کا عظیم نمونہ دکھایا اور اپنے صحابہ میں بھی قوتِ قدسی سے وہ جذبہ پیدا کیا جس نے صبر و استقامت کے وہ عظیم معیار قائم کر دیئے جن کا ذکر مَیں نے گزشتہ خطبات میں کیا تھا۔ ظلم و تعدی نے اُن سے اَحد اَحد کا نعرہ تو لگوایا لیکن کسی بُت کے بڑا ہونے کا نعرہ نہیں لگوایا۔ ظلم بڑھے تو ان کی سجدہ گاہیں اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑاتے ہوئے تو تر ہوئیں، کسی بُت یا بُت کے پجاری کے آگے ماتھا ٹیک کر گڑگڑاتے ہوئے نہیں۔ پس جب ہمیں حکم ہے کہ اُن نمونوں کو پکڑو تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ہم اس اَصل کو بھول کر ان دشمنوں کے پیچھے چل پڑیں، ان مخالفینِ احمدیت کے پیچھے چل پڑیں۔ ہمیں ہمارے ایمان سے ہٹانے کی ہر کوشش اِنہی پر الٹ جائے گی۔ ان کے تمام منصوبے اکارت جائیں گے۔ ان کی خواہشات کبھی پوری نہیں ہوں گی، اس لئے کہ ہم نے اپنے سچے وعدوں والے خدا کو پہچان لیا ہے۔ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کے ساتھ خدا تعالیٰ کی فعلی شہادتوں کو پورا ہوتے دیکھ لیا ہے۔ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کو پورا ہوتے دیکھ لیا ہے تو پھر ہم ان ڈرانے والوں اور ان کے ظلموں کی وجہ سے اپنے خدا کو کس طرح چھوڑ دیں جس نے جماعت کو ہر آزمائش میں اور ہر ابتلاء سے دلوں کی تسکین پیدا کرتے ہوئے گزارا ہے۔ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے غلامِ صادق پر ایمان اور یقین میں مزید پختہ کیا ہے۔ پس یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ ہم اپنے خدا کو چھوڑ کر ان جیسوں کو جن کی ہمارے نزدیک ایک کوڑی کی بھی حیثیت نہیں ہے، خدا بنا لیں۔ اپنے ایمانوں کو ضائع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ کے دنیا و آخرت میں پیار سے محروم ہو جائیں۔ اگر یہ ان لوگوں کی سوچ ہے تو ان جیسا شائد ہی دنیا میں اور روئے زمین پر کوئی پاگل ہو۔ اگر اس سوچ کے ساتھ یہ احمدیوں پر سختیاں اور تنگیاں وارد کر رہے ہیں تو یہ ان کی بھول ہے۔ یہ مشکلات اور تکلیفیں تو ہمیں خدا تعالیٰ سے دور ہٹانے کی بجائے اس کے قریب تر کر دیتی ہیں۔ ہم تو اُن ایمان کا عرفان رکھنے والوں میں شامل ہیں اور شامل ہونے کی کوشش کرتے ہیں جن کے بارے میں قرآنِ کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے: اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاس۔ قَدْ جَمَعُوْا لَکُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ

الْوَكِيْلُ (آل عمران:174)

یہ وہ لوگ ہیں جنہیں دشمنوں نے کہا تھا کہ لوگ تمہارے خلاف جمع ہو گئے ہیں اس لئے تم اُن سے ڈرو۔ اس بات نے ان کے ایمان کو اور بھی بڑھا دیا۔ اُن کو ایمان میں اور بھی مضبوط کر دیا اور انہوں نے کہا ہمارے لئے اللہ کی ذات ہی کافی ہے اور وہ کیا ہی اچھا کارساز ہے۔ پس دشمن کا جتھہ، اُس کا ایک ہونا ہمیں ایمان میں بڑھاتا ہے۔ اس بات سے تو ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی پوری ہوتی دیکھتے ہیں۔ اُس پر مزید یقین قائم ہوتا ہے کہ مسیح موعود کے زمانے میں اللہ تعالیٰ کی تائید یافتہ جماعت کے مقابلے میں تمام دوسرے گروہ اور فرقے ایک ہو جائیں گے اور وہ ہو گئے۔ اور جب یہ ایک ہوں گے جس طرح ماضی میں انبیاء کی جماعتوں کے ساتھ ایک ہوتے رہے تو اللہ والے اُس یار میں ڈوب جاتے ہیں۔ اس کی پناہ میں جا کر یہ اعلان کرتے ہیں کہ حَسْبُنَا اللّٰهُ ۔ اللہ ہمیں کافی ہے۔ ہمیں اور کسی پناہ گاہ کی ضرورت نہیں۔ ہم صرف اور صرف اپنے خدا کی پناہ میں آتے ہیں جو حسیب ہے جو ہمارے دشمنوں کو سزا دینے کے لئے کافی ہے۔ جو دشمنوں سے بدلہ لینے کے لئے کافی ہے اور نہ صرف یہ کہ دشمن سے بدلہ لیتا ہے بلکہ اُن ظلموں اور تکلیفوں کو برداشت کرنے کی وجہ سے مومنین کو انعامات سے بھی نوازتا ہے۔ پس یہاں اللہ تعالیٰ کے حسیب ہونے کے معانی ہر پہلو کا احاطہ کئے ہوئے ہیں۔ اور کیوں اللہ تعالیٰ مؤمنین کے لئے ہر لحاظ سے کافی نہ ہو؟ وہ بہترین کارساز ہے۔ اس سے زیادہ اور کون ہے جو اپنے بندوں کے معاملات کو سمجھ سکتا ہے۔ جب بندہ مکمل طور پر اُس کے آگے جھکتے ہوئے اُس کے سامنے اپنے تمام معاملات رکھ کر اُس پر انحصار کرتا ہے تو پھر جہاں وہ اپنی طرف جھکنے والوں کے دشمنوں کی پکڑ کرتا ہے وہاں اپنے انعامات کا اعلان کرتے ہوئے بَشِّرِ الصّٰبِرِ یْنکی خوشخبری بھی دیتا ہے۔ اس کی وضاحت بھی میں گزشتہ خطبات میں کر چکا ہوں۔ اور پھر یار میں نہاں ہونے والے جو ان سب تکلیفوں کو جو خدا تعالیٰ کے حکم پر عمل کرنے کی وجہ سے انہیں دی جاتی ہیں اور وہ خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر انہیں برداشت کرتے ہیں اُن کے بارہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اُولٰٓئِکَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ (البقرۃ:158)۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر ان کے ربّ کی طرف سے برکتیں نازل ہوتی ہیں اور رحمت بھی اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔ پس جو تمام تر تکالیف میں، تمام تر مشکلات میں، ہر قسم کی ذہنی اذیتوں سے گزرنے کے باوجود خدا تعالیٰ کا دامن نہیں چھوڑتے بلکہ پہلے سے بڑھ کر اس میں نہاں ہونے کی کوشش کرتے ہیں، اس میں ڈوبنے کی کوشش کرتے ہیں، اُس سے چمٹنے کی کوشش کرتے ہیں تو اُن لوگوں کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تمہیں روحانی بلندیاں بھی ملیں گی اور مادی اور دنیاوی انعامات بھی ملیں گے۔ اور ان لوگوں کو یہ سند بھی اللہ تعالیٰ دیتا ہے کہ تمہی ہدایت پر ہو۔ اب مخالفینِ احمدیت لاکھ کہیں کہ دیکھو تمہارے بارہ میں ہم سب ایک ہیں اور تمہیں اسلام سے خارج کرنے کا ایک فیصلہ کیا ہے اور یہ ظاہر کرتا ہے کہ ہم حق پر ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابتلاؤں اور آزمائشوں میں جب مومن میری طرف جھکتے ہیں اور میری خاطر تکالیف برداشت کرتے ہیں، جتھوں کے مقابلے پر اپنے ایمان کی حفاظت کرتے ہیں اور اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَکہہ کر ہر تکلیف پر، ہر مصیبت پر، ہر ابتلا پر خاموش ہو جاتے ہیں تو یہی ہدایت یافتہ ہیں۔ مخالفین کا ایک ہونا انہیں ہدایت یافتہ ثابت نہیں کرتا بلکہ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں فرمایا تھا کہ مسیح موعودؑ کے زمانے میں تمام فرقے ایک ہو جائیں گے۔ اور ایک ہی فرقہ ہوگا جو ہدایت پر قائم ہوگا۔ پس یہ دلیل تو ان کے خلاف جاتی ہے۔ ان کا ایک ہونا جیسا کہ مَیں نے کہا اُن کو ہدایت یافتہ نہیں بناتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول اور اس کے آگے جھکنا، غموں اور دکھوں میں بجائے بدلے لینے کے صبر اور استقامت دکھاتے ہوئے انہیں برداشت کرنا اور برداشت کرتے چلے جانا اور اللہ تعالیٰ کے حضور مزید جھکتے چلے جانا، یہی باتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کی برکتوں اور رحمتوں کا وارث بناتی ہیں۔ اور یہی گروہ ہے جو آج بے شک اقلیت میں ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی نظر میں یہ ہدایت یافتہ ہے اور دنیا کی ہدایت کا باعث بننے والا ہے انشاء اللہ۔ پس اس مقام کو حاصل کرنے کے لئے، رحمتوں اور برکتوں کے حصول کے لئے، ہدایت یافتہ کہلانے کا حق دار بننے کے لئے، اپنے خدا کی رحمتوں اور برکتوں کی تلاش میں ڈوبنا ضروری ہے اور پہلا قدم بندے نے اٹھانا ہے۔ پھر بندہ خدا تعالیٰ کے انعاموں کا وارث بنتا ہے۔ جب انسان اپنے پیارے خدا میں جو اپنے آگے جھکنے والوں کو اپنے راستے دکھاتا ہے جو گو بظاہر ایک دنیا دار کو نظر نہیں آتا لیکن ہر جگہ موجود ہے۔ ایک مومن کی آنکھ تو اسے دیکھ رہی ہوتی ہے اور پھر ان پر اپنی جلوہ گری بھی کرتا ہے۔ وہ اپنے انعامات سے پہچانا جاتا ہے۔ دعاؤں کی قبولیت سے پہچانا جاتا ہے۔ جب اس کے بندے دنیا والوں کی تکالیف سے پریشان ہو کر اس کے حضور جھکتے ہیں تو وہ دوڑ کر آتا ہے اور اپنے بندوں کو اپنے حصارِ عافیت میں لے لیتا ہے۔ دشمنوں سے خود بدلے لیتا ہے اور اپنے بندے کو انعامات سے نوازتا ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ اس تمام قدرتوں والے اور برکتیں عطا کرنے والے، رحم کرنے والے، دعاؤں کو سننے والے خدا میں ڈوب جاؤ۔ اس کی پناہ میں آنے کی کوشش کرو۔ اور یہی نسخہ ہے جو مومنین کے ہمیشہ کام آتا ہے۔ پس دنیا جب بھی ان اللہ والوں کی طرف اپنے زعم میں ہر بُری چیز پھینک رہی ہوتی ہے۔ ہر قسم کی تکلیف انہیں پہنچانے کی کوشش کر رہی ہوتی ہے تو خدا تعالیٰ اور اس کے فرشتے یار میں نہاں ہونے والوں کے اوپر ہر رحمت اور برکت برسا رہے ہوتے ہیں۔ اور اللہ بھی اور فرشتے بھی یہ اعلان کر رہے ہوتے ہیں کہ اے دنیا والو! تم جتنے چاہو ان پر فتوے لگا کر اُن پر ظلم و تعدی کے بازار گرم کر و لیکن یاد رکھو کہ یہی لوگ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں کے وارث ہیں اور یہی لوگ اللہ تعالیٰ کی نظر میں ہدایت یافتہ ہیں اور اب دنیا کی ہدایت بھی انہی لوگوں سے وابستہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ ان لوگوں میں شامل ہیں جنہوں نے میری باتوں پر ایمان لاتے ہوئے زمانے کے امام کو مانا۔

پس مَیں ان تمام احمدیوں سے کہتا ہوں جو آج کل مختلف قسم کی تکالیف کے دور سے گزر رہے ہیں۔ جو مجھے خط لکھتے ہیں اور مخالفین کی کمینی حرکات سے بچنے کے لئے دعا کے لئے کہتے ہیں کہ اپنی دعاؤں میں وہ بھی مزید توجہ پیدا کریں۔ جو لوگ براہِ راست تکلیفوں میں گرفتار نہیں ہیں وہ بھی اپنے بھائی، اپنی بہنوں اور اپنے بچوں کی تکالیف کا خیال کرتے ہوئے ان کے لئے دعائیں کریں۔ صرف اپنے نفس کو ہی سامنے نہ رکھیں، صرف اپنی مشکلات جو دنیاوی مشکلات ہیں اُنہیں ہی سامنے رکھتے ہوئے پریشان نہ ہو جایا کریں بلکہ ظلم کی چکی میں پسنے والے اپنے بھائیوں، اپنی بہنوں اور بچوں کو سامنے رکھیں۔ ہمدردی کے جذبے سے کی گئی یہ دعائیں آپ کو بھی اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں کا وارث بنائیں گی۔ حقیقی ہدایت یافتہ تو وہی ہے جو حقیقی مومن ہے اور حقیقی مومن وہ ہے جو اپنے مؤمن بھائی کے درد کو بھی، اُس کی تکلیف کو بھی اپنے درد اور اپنی تکلیف کی طرح محسوس کرتا ہے۔ جس طرح جسم کا ایک عضو تکلیف میں ہو تو سارا جسم تکلیف میں ہوتا ہے اس طرح ایک مؤمن دوسرے مؤمن کی تکلیف کو محسوس کرتا ہے۔ پس ان حالات میں دنیا بھر کی جماعتوں کے تمام افراد کو میں خاص طور پر اپنے مظلوم اور تکلیف اور مشکلات میں گرفتار بھائیوں کے لئے دعاؤں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ ہر احمدی کم از کم دو نفل روزانہ صرف ان لوگوں کے لئے ادا کرے جو احمدیت کی وجہ سے کسی بھی قسم کی تکلیف میں مبتلا ہیں۔ جو ظالمانہ قوانین کی وجہ سے اپنی شہری اور مذہبی آزادیوں سے محروم کر دیئے گئے ہیں۔ اسی طرح جماعتی ترقی کے لئے بھی خاص طور پر دعائیں کریں۔

پس اگر ہر احمدی اپنے دل کی بے چینی کو خدا تعالیٰ کے حضور پہلے سے بڑھ کر پیش کرے گا تو وہ خود مشاہدہ کرے گا کہ اللہ تعالیٰ کے پیار کی نظر اس پر کس طرح پڑ رہی ہے۔ پہلے سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ ان کو اپنے حصار میں لے لے گا۔

بعض طلباء بھی مجھے خط لکھتے ہیں، طالبات بھی لکھتی ہیں کہ ہمارے کالجوں، سکولوں، یونیورسٹیوں میں ہمارے ساتھی غیر از جماعت طلباء و طالبات ہمیں تنگ کرتے ہیں، مختلف قسم کے طعنے دیتے ہیں۔ پڑھائی میں اثر انداز ہوتے ہیں۔ حتی کہ جو ٹیچرز اور پروفیسر ہیں وہ بھی اتنی گھٹیا سوچ کے ہو گئے ہیں کہ اپنے پیشے کی اخلاقیات کو بھی بھول گئے ہیں۔ ایک زمانہ تھا کہ استاد ایک خاص عزت کا مقام رکھتا تھا، اس کی ایک پہچان تھی۔ قطع نظر مذہب کے ہر طالب علم کا ہمدرد بن کر اس کے علم کی پیاس بجھانے کی کوشش کرتا تھا اور یہ ایک استاد کے فرائض تھے۔ لیکن آج اخلاقیات کے دعویدار اور اپنے آپ کو سب سے اچھا مسلمان کہنے والے اپنے معزز پیشے کی بھی دھجیاں اڑا رہے ہیں اور اس پر پھر دعویٰ بھی ہے کہ یہ مذہبی غیرت ہے جس کا اظہار ہم کر رہے ہیں۔ یہ مذہبی غیرت نہیں، یہ جہالتوں کی انتہا ہے۔ جو شخص اپنے پیشے سے انصاف نہیں کر سکتا اس نے اسلام کی بنیادی تعلیم ہی نہیں سمجھی۔ جو شخص اپنے کینے اور بُغض کی وجہ سے انصاف کو قائم نہیں رکھ سکتا وہ اسلام کی بنیادی تعلیم سے بھی روگردانی کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ

شَنَـانُ قَـوْمٍ عَـلٰٓـى اَلَّا تَعْدِلُوْا (المائدہ:9) کہ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس کام پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف سے کام نہ لو۔ پس یہ لوگ پڑھے لکھے جاہل ہیں جو جاہل ملاؤں کے پیچھے چل کر نہ صرف یہ کہ اپنے پیشے سے بے انصافی کر رہے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے واضح حکم کی بھی نافرمانی کر رہے ہیں۔ اور پھر دعویٰ یہ ہے کہ ہم وہ لوگ ہیں جو ہدایت یافتہ ہیں۔ پس ایک مومن کے لئے ان تمام ظلموں اور زیادتیوں کا ایک ہی حل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور جھک جائیں۔ یارِنہاں میں نہاں ہونے کا حق ادا کرنے کی کوشش کریں، اس میں ڈوب جائیں۔ اب یہ زیادتیاں اور یہ ظلم جو ہیں یہ صرف پاکستان تک نہیں ہیں بلکہ بعض مسلمان امیر ممالک ہیں جو اپنے تیل کی دولت کے بل بوتے پر غریب ملکوں میں بھی نفرتوں کی دیواریں کھڑی کر رہے ہیں۔ دلیل سے مقابلہ تو یہ لوگ کر نہیں سکتے۔ اگر اس سے کریں تو یہ اُن کا حق ہے کہ کریں۔ لیکن ان کے پاس دلیل ہے کوئی نہیں، اس لئے سوائے بُغض اور کینہ اور نفرتوں کی دیواریں کھڑی کرنے کے ان کا کوئی کام نہیں رہا۔ جن غریب ملکوں کو اور خاص طور پر افریقہ کے بعض ممالک کو مدد دیتے ہیں، ایڈ مہیّا کرتے ہیں تو وہاں اپنی دولت کے بل بوتے پر احمدیوں پر بعض پابندیاں لگوانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ لیکن احمدی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے مضبوط ایمان کے ہیں، ان کو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

پھر یہ دعویٰ بھی یہ لوگ کرتے ہیں کہ ہم اہلِ عرب ہیں۔ ہم سے زیادہ قرآن کو کون جانتا ہے؟ لیکن اس ایک حکم کو جس کی مَیں نے بات کی ہے کہ کسی قوم کی دشمنی تمہیں بے انصافی پر مجبور نہ کرے، اس کو تو یہ سمجھنا نہیں چاہتے اور نہ سمجھتے ہیں نہ اس پر عمل کرتے ہیں۔ قرآن جاننا ایک علیحدہ چیز ہے، بے شک جانتے ہوں گے لیکن قرآنی احکامات کو بھول گئے ہیں۔ اسی لئے اس زمانے میں مسیح و مہدی کی ضرورت تھی جو ان کو راہِ راست پر لائے جس کو یہ لوگ اب قبول کرنا نہیں چاہتے۔ یہی لوگ ہیں جنہوں نے بجائے اسلام کی خدمت کرنے کے اسلام کو بدنام کیا ہوا ہے۔ آج اسلام کے خلاف دنیا میں جو مختلف محاذ کھڑے ہو رہے ہیں اور ہوئے ہوئے ہیں اس کے ذمہ دار یہی لوگ ہیں جو اپنے زعم میں اسلام کے علمبردار بنے ہوئے ہیں۔ بلکہ اس قسم کی حرکات کر کے یہ مخالفینِ اسلام کے بھی مددگار بن رہے ہیں۔ اور کوئی بعید نہیں کہ مخالفینِ اسلام کی شہ پر ہی یہ اس قسم کی منصوبہ بندیاں کر رہے ہوں۔ اور ان کی عقل پے پردے پڑ گئے ہیں کہ اپنے پاؤں پر کلہاڑی مار رہے ہیں۔ اسلام کو بدنام کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اسلام کو یہ تو ختم نہیں کر سکتے۔ یہ دین تو اس لئے آیا تھا کہ اس نے پھیلنا ہے اور پھلنا ہے اور بڑھنا ہے اور انشاء اللہ بڑھے گا اور اسی لئے اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو مبعوث فرمایا جو جری اللہ بن کر آئے اور اب آپ کی جماعت کا یہ کام ہے کہ اس دین کے پھیلانے کے لئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام دنیا کے کونے کونے تک پہنچانے کے لئے اپنی سر توڑ کوشش کرے اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ ہم کرتے رہیں گے۔

پس پھر مَیں اپنی پہلی بات کی طرف آتا ہوں کہ دشمن کے تمام حربوں، حیلوں کا مقابلہ چاہے وہ پاکستان میں ہیں، ہندوستان کے بعض علاقوں میں ہیں، بعض افریقن ممالک میں ہیں جیسا کہ مَیں نے بتایا۔ انڈونیشیا میں گزشتہ دنوں احمدیوں کے خلاف ایک جگہ پر ایک جزیرے میں فساد اٹھایا گیا۔ وہ احمدی جن کے خلاف چند سال پہلے ظلم روا رکھا گیا تھا اور ان کے گھروں کو جلایا گیا تھا، توڑ پھوڑ کی گئی تھی، ان کو گھروں سے نکالا گیا تھا، وہ ایک عرصے کے بعد جب دوبارہ حکومت کے کہنے پر ہی اپنے گھر میں آباد ہونے کے لئے آئے تو پھر اُنہی شدت پسند مُلّاؤں نے جن کو بعض حکومتیں پیسے دے رہی ہیں اُن کے گھروں کو دوبارہ جلایا اور ان کو مارا پیٹا اور پھر آخر حکومت نے اُن کو کہا کہ تم واپس انہی جگہوں پر چلے جاؤ جہاں پر پہلے تھے اور اپنے گھر بار ان کو چھوڑنے پڑے، اپنی جائیدادیں چھوڑنی پڑیں۔ پس جب یہ ظلم روا رکھے جاتے ہیں اور رکھے جا رہے ہیں تو مومنین جو ہیں وہ تو اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے چلے جاتے ہیں اور جھکتے چلے جائیں گے اور یہی ہتھیار ہیں جو ہماری فتح کے ہتھیار ہیں۔ آج یہ ظلم کرنے والے اپنے زعم میں اپنے آپ کو تمام طاقتوں کا مالک سمجھ رہے ہیں لیکن وقت آئے گا کہ یہی لوگ ان مومنین کے، ظلم سہنے والوں کے زیرِ نگیں کئے جائیں گے۔ ہماری فتح کا ہتھیار تو یہ دعائیں ہی ہیں اور یہی ہتھیار ہے جو دشمن کے شر ان پر الٹائے گا۔ اس کے علاوہ ہمارے پاس کچھ نہیں۔ جس شدت اور تڑپ کے ساتھ ہم اس ہتھیار کو استعمال کریں گے اُسی قدر جلد ہم احمدیت کی فتح کے نظارے دیکھیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اس بارہ میں فرماتے ہیں کہ:

”یہ سب مقاصد جو ہم حاصل کرنا چاہتے ہیں صرف دعا کے ذریعہ سے حاصل ہو سکیں گے۔ دعا میں بڑی قوتیں ہیں“۔ فرمایا ”خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار بذریعہ الہامات کے یہی فرمایا ہے کہ جو کچھ ہو گا دعا ہی کے ذریعہ ہو گا۔ ہمارا ہتھیار تو دعا ہی ہے اور اس کے سوائے اور کوئی ہتھیار میرے پاس نہیں۔ جو کچھ ہم پوشیدہ مانگتے ہیں خدا تعالیٰ اسے ظاہر کر کے دکھا دیتا ہے“۔ فرمایا ”اسلام کے واسطے اب یہی ایک راہ ہے جس کو خشک مُلّا اور خشک فلسفی نہیں سمجھ سکتا۔ اگر ہمارے واسطے لڑائی کی راہ کھلی ہوتی تو اس کے لئے تمام سامان بھی مہیا ہو جاتے۔ جب ہماری دعائیں ایک نقطہ پر پہنچ جائیں گی تو جھوٹے خود بخود تباہ ہو جائیں گے“۔ فرمایا ”ہمارے نزدیک دعا سے بڑھ کر اور کوئی تیز ہتھیار ہی نہیں۔ سعید وہ ہے جو اس بات کو سمجھے کہ خدا تعالیٰ اب دین کو کس راہ سے ترقی دینا چاہتا ہے۔“ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 36 جدید ایڈیشن)

پس یہ ہتھیار ہے جس کو ہم نے استعمال کرنا ہے، یہ ہتھیار ہے جس کے استعمال کی انتہا کرنے کی ہمیں کوشش کرنی ہے۔ پس جیسا کہ مَیں نے کہا ہم یارِنہاں میں نہاں ہونے کا حق تبھی ادا کر سکتے ہیں جب اپنے فرائض کے ساتھ ہم اپنے نوافل کی ادائیگی اور دعاؤں کو اس کے نکتہ عروج پر پہنچانے کی کوشش کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

دعا کی اہمیت کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے بعض مزید ارشادات پیش کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں: ”سب سے عمدہ دعا یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی رضا مندی اور گناہوں سے نجات حاصل ہو“۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 30 جدید ایڈیشن)

(اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے، گناہوں سے نجات حاصل ہو جائے تو پھر مومن کی باقی دعائیں بھی جلدی جلدی قبولیت پاتی چلی جاتی ہیں)۔

پھر فرمایا ”ہمارا تو سارا دارومدار ہی دعا پر ہے۔ دعا ہی ایک ہتھیار ہے جس سے مومن ہر کام میں فتح پا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مومن کو دعا کرنے کی تاکید فرمائی ہے بلکہ وہ دعا کا منتظر رہتا ہے“۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 39۔ جدید ایڈیشن) (اللہ تعالیٰ تو اس بات کے انتظار میں رہتا ہے کہ کب مؤمن مجھ سے مانگے اور میں اسے دوں، بشرطیکہ دعا کا حق ادا کرتے ہوئے دعا کی جائے)

پھر ایک جگہ آپ فرماتے ہیں: ”دعا کی مثال ایک چشمۂ شیریں کی طرح ہے جس پر مومن بیٹھا ہوا ہے۔ وہ جب چاہے اس چشمہ سے اپنے آپ کو سیراب کر سکتا ہے۔ جس طرح ایک مچھلی پانی کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی اسی طرح مومن کا پانی دعا ہے کہ جس کے بغیر وہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ اس دعا کا ٹھیک محل نماز ہے جس میں وہ راحت و سرور مومن کو ملتا ہے کہ جس کے مقابل ایک عیّاش کا کامل درجہ کا سرور جو اُسے کسی بدمعاشی میں میسر آ سکتا ہے، ہیچ ہے۔ بڑی بات جو دعا میں حاصل ہوتی ہے وہ قربِ الٰہی ہے۔ دعا کے ذریعہ ہی انسان خدا تعالیٰ کے نزدیک ہو جاتا ہے اور اسے اپنی طرف کھینچتا ہے۔ جب مومن کی دعا میں پورا اخلاص اور انقطاع پیدا ہو جاتا ہے تو خدا کو بھی اس پر رحم آ جاتا ہے اور خدا اس کا متولی ہو جاتا ہے“۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 45-46۔ جدید ایڈیشن)

پھر آپؑ فرماتے ہیں:۔ ”یقیناً سمجھو کہ دعا بڑی دولت ہے۔ جو شخص دعا کو نہیں چھوڑتا اس کے دین اور دنیا پر آفت نہ آئے گی۔ وہ ایک ایسے قلعہ میں محفوظ ہے جس کے اردگرد مسلح سپاہی ہر وقت حفاظت کرتے ہیں“۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 148۔ جدید ایڈیشن)

پس اس زمانے میں دعا کا ہتھیار ہی اہم ہتھیار ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو دیا گیا ہے اور یہ دعا ہی کا ہتھیار ہے جس سے لیکھرام بھی اپنے انجام کو پہنچا تھا، جس سے ڈوئی کا بدانجام بھی دنیا نے دیکھا تھا۔ جس سے ہر مخالف جو آپ کی مخالفت میں انتہا کو پہنچا ذلت و رسوائی کا مورد بنا تھا۔ قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا دینے کا دعویٰ کرنے والوں کا مقابلہ بھی دعاؤں سے ہی کیا گیا تھا اور پھر ان کے

نونیت جیولرز
NAVNEET JEWELLERS
الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments
الیس اللہ بکافٍ عبدہ‘ کی دیدہ زیب انگوٹھیاں اور لاکٹ وغیرہ
احمدی احباب کیلئے خاص
خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

دعوے دھرے کے دھرے رہ گئے۔ احمدیت کے ہاتھوں میں کشکول پکڑوانے والوں اور احمدیت کو کینسر کہہ کر ختم کرنے والوں کا مقابلہ بھی دعاؤں سے ہی ہوا تھا اور ان کے نام ونشان مٹ گئے۔ آج بھی انشاء اللہ تعالیٰ مخالفتوں کی آندھیاں ان دعاؤں کی وجہ سے ہی مخالفین پر الٹیں گی۔ اور دنیا دیکھے گی کہ کس طرح احمدیت فتوحات کی نئی منزلیں طے کرتی ہے۔ پس آج بھی ہمارا کام ہے کہ دعاؤں کی طرف ایک خاص توجہ اور رغبت پیدا کریں۔

جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے دعاؤں کا ٹھیک محل نماز ہے۔ ہم اپنی نمازوں میں خوبصورتی پیدا کریں۔ اور پھر جیسا کہ مَیں نے کہا خاص طور پر کم از کم دو نفل جماعت کی ترقی اور مظلوم احمدیوں کے لئے ادا کریں۔ ہر احمدی یہ اپنے اوپر فرض کرے۔ ایک وقت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے بھی کہا تھا کہ کم از کم دو نفل اپنے اوپر ضرور فرض کرو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے اس فقرے کو ہمیشہ یاد رکھیں اور یاد رکھنا چاہئے کہ ''جب مومن کی دعا میں پورا اخلاص اور انقطاع پیدا ہو جاتا ہے'' (پوری توجہ پیدا ہو جاتی ہے، ہر سوچ اللہ تعالیٰ کی طرف جاتی ہے، یار میں جب انسان نہاں ہو جاتا ہے ''تو خدا تعالیٰ کو بھی اس پر رحم آجاتا ہے''۔ پس یہ اخلاص اور انقطاع پیدا کرنے کی اگر ہر احمدی کوشش کرے تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں کو پہلے سے بڑھ کر قریب تر پائے گا۔ یہ اخلاص اور انقطاع پیدا کرنے کے لئے یارِ نہاں میں نہاں ہونے کی ضرورت ہے، اُس یار میں ڈوبنے کی ضرورت ہے۔ اور جب ہماری یہ حالت ہو جائے گی تو دنیا والوں کے ہر شر سے ہم محفوظ ہو جائیں گے۔ انشاء اللہ۔ اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ ایک ایسے قلعہ میں محفوظ ہو جائیں گے جس کے ارد گرد مسلح سپاہیوں کا پہرہ ہے۔ اللہ ہمیں اس اہم نکتے کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آخر میں پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا ایک اقتباس پیش کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:۔ ''یاد رکھو کوئی آدمی کبھی دُعا سے فیض نہیں اُٹھا سکتا جب تک وہ صبر میں حد نہ کر دے''۔ (جب تک وہ صبر میں حد نہ کر دے) اور استقلال کے ساتھ دُعاؤں میں نہ لگا رہے۔ اللہ تعالیٰ پر کبھی بدظنی اور بدگمانی نہ کرے۔ اُس کو تمام قدرتوں اور ارادوں کا مالک تصور کرے، یقین کرے پھر صبر کے ساتھ دُعاؤں میں لگا رہے۔ وہ وقت آجائے گا کہ اللہ تعالیٰ اُس کی دُعاؤں کو سُن لے گا اور اسے جواب دے گا۔ جو لوگ اس نسخہ کو استعمال کرتے ہیں وہ کبھی بدنصیب اور محروم نہیں ہو سکتے بلکہ یقیناً وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی قدرتیں اور طاقتیں بے شمار ہیں۔ اس نے انسانی تکمیل کے لئے دیر تک صبر کا قانون رکھا ہے۔ پس اس کو وہ بدلتا نہیں اور جو چاہتا ہے کہ وہ اس قانون کو اس کے لئے بدل دے وہ گویا اللہ تعالیٰ کی جناب میں گستاخی کرتا اور بے ادبی کی جرأت کرتا ہے۔ پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ بعض لوگ بے صبری سے کام لیتے ہیں اور مداری کی طرح چاہتے ہیں کہ ایک دم میں سب کام ہو جائیں۔ مَیں کہتا ہوں کہ اگر کوئی بے صبری کرے تو بھلا بے صبری سے خدا تعالیٰ کا کیا بگاڑے گا۔ اپنا ہی نقصان کرے گا۔ بے صبری کر کے دیکھ لے وہ کہاں جائے گا''۔ (ملفوظات جلد دوم صفحہ 151۔ جدید ایڈیشن)

اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیں اپنے آگے صبر و استقامت دکھاتے ہوئے، صبر و استقامت دکھاتے ہوئے جھکائے رکھے اور دعائیں کرنے میں نہ ہم کبھی تھکیں، نہ ماندہ ہوں۔ کبھی صبر کا دامن ہمارے ہاتھ سے نہ چھوٹے۔ صبر کا مطلب ہی یہی ہے کہ استقلال سے دعائیں کرتے چلے جانا اور جو ہماری ذمہ داریاں ہیں ان سے کبھی پیچھے نہ ہٹنا۔ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا بھی کریں کہ وہ ہماری دعاؤں میں، ہماری عبادتوں میں ترقی عطا فرمائے۔ ہماری عبادتوں میں اپنی محبت ڈال دے۔ جب یہ معیار ہم حاصل کریں گے تو ہم دیکھیں گے کہ مخالفین کی عارضی خوشیاں جلد حسرتوں میں بدل جائیں گی، انشاء اللہ۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے جو انشاء اللہ ضرور پورا ہوگا۔

آخر میں ایک قرآنی دعا پڑھتا ہوں:

رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ (البقرۃ 251)۔ اے ہمارے ربّ! ہم پر صبر نازل کر اور ہمارے قدموں کو ثباتِ قدم بخش اور کافر قوم کے خلاف ہماری مدد کر۔

☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

''مظہر اول و آخر مظہر حق وعُلا''

(تنویر احمد ناصر۔ ایم اے، قادیان)

پیشگوئی مصلح موعود حق کو دیکھ کر — سامنے آنکھوں کے آجاتا ہے وہ فرخ گُہر
قدرتوں اور رحمتوں اور قربتوں کا اک نشاں — فضل و احسانِ خداوندی کا بحرِ بیکراں
اک کلید فتح و ظفر ہے خدا نے کی عطاء — شرف دیں کا تا ہو ظاہر اور قرآں کا مرتبہ
حق آئے برکتوں کے ساتھ ہو باطل فرار — کاذبوں اور مجرموں کی راہیں ہوں ظاہر ہزار
خوبصورت پاک لڑکا بن کے آیا میہماں — عنموائیل و بشیر و نور و رشک قدسیاں
فضل ربانی ، مسیحا نفس، عظیم و پرشکوہ — پا گیا اس سے شفا ، بیماریوں سے اک گروہ
کلمۃ اللہ ہے خدائے ارحم و غیور نے — خود اُسے بھیجا ہے اپنے کلمۂ تمجید سے
ظاہری اور باطنی علموں سے پُر اُس کو کیا — ذہن و فہم و حلم بخشا دل کو روشن کردیا
مظہر اوّل و آخر مظہر حق و عُلاء — اُتر آیا گو زمیں پر آسماں سے خود خدا
نور آیا ہوگیا ظاہر جلالِ ایزدی — ہوکے راضی رب نے اس میں روح اپنی پھونک دی
سر پہ تھا اُس کے ہمیشہ سایۂ ربّ الوریٰ — تھے سبھی حیرت میں گم ، وہ اس قدر جلدی بڑھا
پاک تھا وہ رجس سے اور اک مقدس روح تھا — وہ رضائے ایزدی کے عطر سے ممسوح تھا
کر گئے اکثر اسیروں کو رہا فضل عمرؓ — ہوگئے مشہور عالم حضرت فضل عمرؓ

کر دیا ہر ذرہ اپنا راہ مولیٰ پر فدا
بھیجتا ہے آپؓ پر رحمت ہر اک چھوٹا بڑا

یوم تبلیغ و مجلس سوال و جواب منجانب جماعت احمدیہ کولکاتا

۵ دسمبر ۲۰۱۰ کو جماعت احمدیہ کولکاتا کی طرف سے یوم تبلیغ منایا گیا جس میں زیر تبلیغ دوستوں، اور تعلیم یافتہ غیر احمدیوں کو پیغام حق پہنچایا گیا۔ بعد ازاں ایک مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی جس میں غیر احمدی حضرات کے سوالوں کے جواب دیئے گئے۔ بفضلہٖ تعالیٰ یوم تبلیغ کے نتیجہ میں بیعتیں بھی ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے بہتر مزید نتائج ظاہر فرمائے۔ آمین **دورہ برائے خدمت خلق:** اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کولکاتا غرباء کی مالی امداد کرتی رہتی ہے۔ امسال صوبہ بنگال میں خدام الاحمدیہ و مجلس انصار اللہ کولکاتا کی طرف سے غرباء میں تقسیم کمبل کا پروگرام بنایا گیا۔ چنانچہ ۱۹ دسمبر کو پہلا وفد سندر بن کے علاقہ عطاپور گیا۔ جہاں ۷۰ افراد کو کمبل تقسیم کئے گئے۔ دوسرا وفد ۱۸ جنوری کو ہاوڑہ کے علاقہ میں گیا۔ اسی طرح کولکاتا کے غیر احمدی مستحقین کو بھی کمبل دیئے گئے۔ (سید آفتاب احمد نیرّ مبلغ انچارج کولکاتا)

اعلان بابت تدوین تاریخ انصار اللہ بھارت

دفتر مجلس انصار اللہ بھارت کی طرف سے 1947ء کے بعد کی تاریخ انصار اللہ بھارت کی تدوین کا کام شروع کر دیا گیا ہے۔ جملہ ناظمین، زعماء اعلیٰ و زعماء مجالس و دیگر عہدیداران کی خدمت میں التماس ہے کہ اس سلسلہ میں اپنے اپنے علاقہ کی مجالس انصار اللہ کے حالات و کوائف و اجتماع جیسی اہم کارگزاریوں، عمارتوں، دفاتر، اخبار و رسائل و دیگر جملہ امور کے بارہ میں معلومات بہم پہنچائی جائیں تا کہ تدوین تاریخ انصار اللہ میں مد ثابت ہوں۔ اسی طرح فوٹوز وغیرہ بھی بھجوائیں۔ جملہ معلومات دفتر انصار اللہ بھارت، قادیان کو بھجوا کر ممنون فرمائیں۔ جزاکم اللہ۔ (صدر مجلس انصار اللہ بھارت)

اعلان بابت ہفتہ قرآن کریم

تمام جماعت ہائے بھارت کی آگاہی کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال سے سال میں دو مرتبہ ہفتہ قرآن کریم کا انعقاد کیا جائے گا۔ انشاء اللہ۔ اس کے لئے ماہ اپریل کا پہلا ہفتہ اور ماہ ستمبر کا دوسرا ہفتہ مقرر کیا گیا ہے۔ تمام جماعتیں اس کے مطابق اپنی اپنی جماعتوں میں پروگرام بنا کر اس کا انعقاد کریں اور اس کی بروقت رپورٹ بھی دفتر ہذا کو ارسال کریں۔ جزاکم اللہ۔ (نظارت اصلاح وارشاد تعلیم القرآن وقف عارضی قادیان)

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں

الفضل جیولرز
چوک یادگار حضرت اماں جان ربوہ
فون 047-6213649

أليس الله بكاف عبده

کاشف جیولرز
گولبازار ربوہ
047-6215747

بنی نوع انسان پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم احسانات

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب (مرحوم) سابق ناظرِ اعلیٰ و امیر مقامی قادیان

آج سے چودہ سو سال قبل نوعِ انسان پر ایک زمانہ ایسا آیا جو کہ تنزّل اور انحطاط کے لحاظ سے سب زمانوں سے زیادہ ابتر اور بھیانک تھا۔ مذہبی تمدنی، معاشرتی، اخلاقی غرض انسانی زندگی کے ہر پہلو کے لحاظ سے فساد برپا ہو چکا تھا۔نوعِ انسان کے بگاڑ کے بارہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

’’دنیا شرک اور بت پرستی سے بھری ہوئی تھی کوئی پتھر کی پُوجا کرتا تھا اور کوئی آگ کی پرستش میں مشغول تھا اور کوئی سورج کے آگے ہاتھ جوڑتا تھا کوئی پانی کو اپنا پرمیشر خیال کرتا تھا اور کوئی انسان کو خدا بنائے بیٹھا تھا۔علاوہ اس کے زمین ہر قسم کے گُناہ اور ظلم سے بھری ہوئی تھی ۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ کی موجودہ حالت کے بارے میں قرآن شریف میں خود گواہی دے دی ہے اور فرماتا ہے ظھر الفساد فی البر والبحر یعنی دریا بھی بگڑ گئے اور خشک زمین بھی بگڑ گئی ۔ مطلب یہ کہ جس قوم کے ہاتھ میں کتاب آسمانی تھی وہ بھی بگڑ گئی اور جن کے ہاتھ میں کتاب آسمانی نہیں تھی اور خشک جنگل کی طرح تھے وہ بھی بگڑ گئے اور یہ امر ایک ایسا سچا واقعہ ہے کہ ہر ایک ملک کی تاریخ اس پر گواہ ناطق ہے‘‘

(چشمہ معرفت ملحقہ مضمون صفحہ 9)

خصوصاً عربوں کی حالت اس قدر گری ہوئی تھی اور وہ ایسے ایسے خطرناک امراض میں مبتلا ہو چکے تھے کہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ کوئی نیکی نہ ہوگی جوان میں پائی جاتی ہو اور کوئی بدی نہ ہوگی جوان میں پائی نہ جاتی ہو۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

اس ملک کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے پہلے بالکل وحشیانہ اور درندوں کی طرح زندگی بسر کرنا اور دین اور ایمان اور حق اللہ اور حق العباد سے بے خبر محض ہونا اور سینکڑوں برسوں سے بُت پرستی و دیگر ناپاک خیالات میں دبے چلے آنا اور عیاشی اور بد مستی شراب خوری اور قمار بازی وغیرہ فسق کے طریقوں میں انتہائی درجہ تک پہنچ جانا اور چوری اور قزاقی اور خون ریزی اور دُختر کشی اور یتیموں کا مال کھا جانے اور بیگانہ حقوق دبا لینے کو کچھ گناہ نہ سمجھنا غرض ہر یک طرح کی بری حالت اور ہر یک نوع کا اندھیرا اور ہر قسم کی ظلمت و غفلت عام طور پر تمام عربوں کے دلوں پر چھائی ہوئی ہونا ایک ایسا واقعہ مشہودہ ہے کہ کوئی متعصب مخالف بھی بشرطیکہ کچھ واقفیت رکھتا ہو اس سے انکار نہیں کر سکتا‘‘

(سرمہ چشم آریہ صفحہ 24-25 حاشیہ)

انسانیت سوز مظالم کے گھٹا ٹوپ بادل افق پر چھائے ہوئے دیکھ کر سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر کا نقشہ جناب پرکاش دیو جی اپنی کتاب سوانحمری حضرت محمد صاحب کے صفحہ 28 پر یوں کھینچتے ہیں:

’’محمد صاحب کا دل اپنے ملک کو تاریکی اور جہالت میں ڈوبا ہوا دیکھکر بے انتہا کڑھتا اور دُکھتا تھا وہ بت پرستی کو دیکھ کر بہت گھبراتے تھے عورتوں کا حال زار اور معصوم لڑکیوں کو زندہ درگور ہوتے ہوئے دیکھکر ان کا جگر پاش پاش ہوتا تھا مگر کچھ نہ کر سکتے تھے ایسے ایسے واقعات سے گھبرا کہ وہ اکثر تنہائی میں رہتے ان کا معمول تھا کہ ہر سال رمضان کا مہینہ غارِ حرا میں رہ کر خدا کی یاد میں بسر کرتے اور جو کوئی بھولا بھٹکا مسافر اُدھر جا نکلتا اس کی رہنمائی اور دستگیری کرتے خدا سے ہمیشہ یہ دعا مانگتے کہ کسی طرح ان کا ملک چاہِ جہالت سے نکلے وہ خدا کی بارگاہ میں سربسجود رہتے آخر کار جوئندہ پائندہ الہام الٰہی کا چشمہ ان کے دل میں پھوٹا اور نُورِ خداوندی کا چمکار چمکا۔‘‘

خلاصہ کلام یہ کہ ہر سُو گمراہی و ضلالت کا دَور دَورہ تھا۔ ہر طرف بے چینی ، بے قراری کا متلاطم سمندر جوش زن تھا ایسے وقت میں رب کریم رحمان و رحیم کے رحم نے جوش مارا اور چاہا کہ وہ جس طرح کُل مخلوقات کا خالق و مالک ہے اسی طرح تمام نوعِ انسانی کا ایک رہبر و ہادی ہو جو تمام متفرق نسلِ انسانی کو وحدت کی لڑی میں پرودے چنانچہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے ٹھیک چھ سو سال بعد 30 اپریل 570ء کو اللہ جل شانہ نے اپنی بے پایاں رحمت کو محمدی وجود میں جلوہ گر فرمایا اور آپ کو حکم دیا کہ آپ خدائی اعلان قُلْ يَآيُّهَا النَّاسُ اِنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا (سورہ اعراف آیت:۱۵۹) کے الفاظ تمام انسانوں کو سُنا دیں اور اس بات کا اعلان فرما دیں کہ مَیں مختص القوم و الزمان سے بالاتر ہو کر تمام نسلِ انسانی کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں اور ساتھ یہ بھی اعلان کر دیں:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (سورہ انبیاء:۱۰۸) کہ آپ کو نوعِ انسانی کے لئے رحمۃٌ للعالمین بنا کر بھیجا گیا ہے۔اسی مضمون کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے فصیح و بلیغ منظوم کلام میں یوں بیان فرمایا ہے۔آپ فرماتے ہیں:

اندراں وقتیکہ دنیا پُر زِ شرک و کفر بود
ہیچ کس را خوں نشد دل جز دل آں شہر یار
کس چہ میداند کرد از بہر جہاں در کنجِ غار
من نمی دانم چہ دادے بود اندوہ و غمے
کاندراں غارے در آوردش حزیں و دلفگار
نے زتاریکی توحش نے ز تنہائی ہراس
نے زمردن غم نہ خوف کژدم و نے بیم مار

ترجمہ:: ایسے وقت میں جبکہ دنیا کفر و شرک سے بھر گئی تھی سوائے اس بادشاہ کے اور کسی کا دل اس کے لئے غمگین نہ ہوا کون جانتا ہے اور کسے اس آہ و زاری کی خبر ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے لئے غارِ حراء میں کی ۔ میں نہیں جانتا کہ کیا درد و غم اور تکلیف تھی جو اسے غمزدہ کر کے اس غار میں لاتی تھی نہ اسے اندھیرے کا خوف تھا نہ تنہائی کا ڈر نہ مرنے کا غم نہ سانپ بچھو کا خطرہ۔

اب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بنی نوع انسان پر احسانات کے بے شمار واقعات میں سے وقت کی رعایت کو مدنظر رکھتے ہوئے بعض بنیادی و اصولی احسانات کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

توحید کا قیام :

توحیدِ حقیقی کے قیام کا جو عظیم کام حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد ہوا وہ حقیقت میں ہزاروں ہزار انبیاء کا کام تھا کیونکہ خدا کو منظور تھا کہ جیسے نوعِ انسان کا سلسلہ وحدت سے شروع ہوا ہے وحدت پر ہی ختم ہو ماسوا اس کے کہ یہ بات بدیہیات میں سے ہے کہ شرک و بت پرستی اور مخلوق پرستی کو دُور کرنا اور وحدانیت اور جلالِ الٰہی کو دلوں پر جمانا سب نیکیوں سے افضل اور اعلیٰ نیکی ہے ۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں مبعوث ہوئے تھے تو تمام دنیا میں شرک اور گمراہی اور مخلوق پرستی پھیل چکی تھی ۔عرب میں بت پرستی کا نہایت زور تھا۔ فارس میں آتش پرستی کا بازار گرم تھا۔ ہند میں علاوہ بت پرستی کے اَور صدہا قسم کی مخلوق پرستی پھیل گئی تھی اور انہیں دنوں میں کئی پُران و پُستک جن کی رُو سے بیسیوں خدا کے بندے خدا بنائے گئے اور اوتار پرستی کی بنیاد ڈالی گئی تصنیف ہو چکی تھیں ۔ اور بقول پادری بورٹ صاحب اور کئی فاضل انگریزوں کے ان دنوں میں عیسائی مذہب سے زیادہ اور کوئی مذہب خراب نہ تھا مسیحی عقائد میں نہ ایک نہ دو بلکہ ہزارہا چیزوں نے خدا کا منصب لے لیا تھا۔ ان حالات میں کمال ضرورت تھی کہ کوئی مصلحِ ربانی ظہور فرما کر اس تاریک اور تیرہ جہان کو توحید و اعمالِ صالح سے منور کرے اور شرک و مخلوق پرستی جو اُمُّ الشَّرّ ور ہے اس کا قلع قمع کرے ۔ چنانچہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انہیں حالات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی غرض اور توحیدِ حقیقی کے قیام کے وسیع و عریض مضامین کو ایک ہی شعر میں بیان فرمایا ہے۔آپ فرماتے ہیں:

حق کی توحید کا مرجھا ہی چلا تھا پودا
ناگہاں غیب سے یہ چشمۂ اصفی نکلا

غرض وہ توحید جو دنیا سے گُم ہو چکی تھی، وہ ایک پہلوان ہے جو دنیا میں اسے لایا ہم کیا چیز ہیں اور ہماری حقیقت کیا ہے ہم کافرِ نعمت ہوں گے اگر ہم اس بات کا اقرار نہ کریں کہ توحیدِ حقیقی ہم نے اسی نبی کے ذریعہ پائی ہے خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں توحیدِ حقیقی کے پرکھنے کیلئے کیا ہی عمدہ معیار بیان فرمایا ہے:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ

(سورہ بقرہ:۱۶۶)

جب ہم اس معیار کو مدنظر رکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کارناموں پر نگاہ ڈالتے ہیں تو اس میدان میں اشد حبا للہ میں اولیت کا تاج پہننے والا یہی وجود نظر آتا ہے۔ چنانچہ اعلان توحید کے بعد آپ نے جو خدا کی راہ میں قربانیاں پیش کیں ان پر طائرانہ نگاہ ڈالتے ہوئے چند واقعات اختصار سے ہدیۂ ناظرین کئے جاتے ہیں۔

خداوند تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق جوں ہی آپ نے اہل مکہ کو خدائے واحد و لاشریک پر ایمان لانے کی دعوت دی تمام اہل مکہ آپ سے بگڑتے ہوئے آپ سے روگردان ہو گئے اور اس روگردانی کو انہوں نے انتہائی دشمنی تک پہنچایا۔ مگر آپ کی بہادری ملاحظہ ہو کہ آپ فرماتے ہیں فَكِيْدُوْنِي جَمِيْعًا پھر یہ توحید کی برکت نہیں تھی تو کیا تھا کہ ساری سرزمینِ عرب آپ کے خلاف اُٹھ کھڑی ہوگئی مگر باذن اللہ آپ ان پر غالب آئے اور توحید کا بول بالا ہوا۔

پھر توحید کے اعلان کے بعد آپ نے رشتہ داروں کی قربانی دی، دوست احباب کی قربانی دی، ذرائع اسباب کی قربانی دی، اموال و جائیداد کی قربانی دی اور وہ وقت بھی آیا جو ایک آدھ آپ کا ساتھ دینے والا تھا جس میں سرِ فہرست آپ کے چچا ابو طالب کا نام آتا ہے جبکہ ان کے پاس مشرکین مکہ کا وفد پہنچ کر یہ مطالبہ کرتا ہے کہ اگر آپ کا بھتیجا بادشاہ بننا چاہتا ہے تو ہم اس کے سر پر تاج پہنانے کے لئے تیار ہیں اور اگر اسے مالدار بننے کی خواہش ہے تو ہم اس کے لئے اموال جمع کر دیتے ہیں کہ جس سے یہ مقصد بہ اتم پورا ہو جائے اور اگر وہ کسی خوبصورت عورت سے شادی کرنا چاہتا ہے وہ بھی ہم حاضر کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن ہم کسی بھی قیمت پر یہ گوارہ نہیں کر سکتے کہ وہ ہمارے معبودوں کی تنقیص کرتے ہوئے توحید کا پرچار کرے۔ چنانچہ آپؐ کے چچا متاثر ہو جاتے ہیں اور اپنے بھتیجے پر اپنی معذوری ظاہر کرتے ہیں لیکن آپؐ نے خدا کے مقابل میں اپنے عزیز ترین رشتہ دار کی بھی پرواہ نہیں کی اور نہ ہی قوم کی بڑی سے بڑی پیش کش کو خاطر میں لائے بلکہ جری پہلوان کی طرح توحید کے لئے سینہ سپر ہو کر فرماتے ہیں کہ اے چچا! اگر آپ کو قوم کی مخالفت کا ڈر ہے تو آپ بے شک قوم کا ساتھ دیں اور مجھے چھوڑ دیں لیکن خدا کی قسم میں توحید کی تبلیغ بند نہیں کر سکتا۔

پھر انسان کو اپنا وطن کس قدر عزیز ہوتا ہے آپ نے اسے بھی توحید پر قربان کر دیا اور مکہ کی سرزمین کو حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے اپنے مولائے حقیقی کے ارشاد کے مطابق مدینہ کو ہجرت فرما گئے۔

دورانِ ہجرت غارِ ثور میں دُشمن آپؐ کا تعاقب کرتے ہوئے پہنچ گیا لیکن ایسے پُر خطر موقع پر کیا ہی ایمان افروز کلمہ آپؐ کی زبان مبارک سے نکلا آپؐ کے ساتھی جو اس وقت گھبرا گئے تھے انہیں تسلی دیتے ہوئے فرماتے ہیں: لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا یہ کس قدر سچا کلام تھا کہ اس میں سراسر توحید حقیقی کی قوت بھری ہوئی تھی اور یہ ایسے رنگ میں وعدہ پورا ہوا کہ جیسے کسی نے کہا ہے کہ:

جادو وہ ہے جو سر چڑھ کر بولے

پھر جنگِ اُحد کے موقع پر جبکہ مسلمانوں کو کچھ وقت کے لئے عارضی شکست برداشت کرنی پڑی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زخمی ہوکر بیہوش ہوگئے اور صحابہ کی لاشوں پر جا پڑے جو آپ کے ارد گرد لڑتے ہوئے شہید ہوگئے تھے۔ چنانچہ بعد میں وہ صحابہ جن کو کفار کے ریلے نے پیچھے دھکیل دیا تھا، پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جمع ہوگئے آپؐ کے جسم مبارک کو انہوں نے اٹھایا تھوڑی دیر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوش آیا صحابہ آپؐ کے گرد جمع ہوگئے آپؐ ان سب کو لے کر پہاڑ کے دامن میں چلے گئے اس وقت ابوسفیان نے بڑے زور سے آواز دی کہ ہم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مار دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کی بات کا جواب نہیں دیا اس نے پھر بڑی زور سے آواز دی کہ ہم نے ابوبکرؓ کو بھی مار دیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کو بھی ارشاد فرمایا کہ کوئی جواب نہ دیں پھر ابوسفیان نے آواز دی کہ ہم نے عمرؓ کو بھی مار دیا تب حضرت عمرؓ جو بہت جوشیلے آدمی تھے انہوں نے اس کے جواب میں یہ کہنا چاہا کہ ہم لوگ خدا کے فضل سے زندہ ہیں اور تمہارے مقابلے کے لئے تیار ہیں مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بھی بولنے سے منع فرمادیا کہ مسلمانوں کو تکلیف میں نہ ڈالو اور خاموش ہو جاؤ اس پر ابوسفیان نے خوشی کا یہ نعرہ لگایا ''اُعْلُ هُبُلْ'' کہ ھبل بت کی شان بلند ہو۔ تو وہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو اپنی موت کے اعلان پر، حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی موت کے اعلان پر خاموشی کا ارشاد فرما رہے تھے، جیسے ہی خدائے واحد کی عزت کا سوال پیدا ہوا اور ایسے نازک موقع پر شرک کا نعرہ مارا گیا تو آپؐ کی روح بے تاب ہوگئی اور آپؐ نے نہایت جوش سے صحابہؓ کی طرف دیکھ کر فرمایا تم لوگ جواب کیوں نہیں دیتے؟ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! ہم کیا جواب دیں؟ فرمایا کہو اَللّٰهُ اَعْلٰى وَاَجَلُّ اَللّٰهُ اَعْلٰى وَاَجَل۔ اس بہادرانہ و دلیرانہ جواب کا اثر کفار کے لشکر پر اتنا گہرا پڑا کہ باوجود اس کے کہ ان کے سامنے مٹھی بھر زخمی مسلمان کھڑے تھے جن پر حملہ کرکے ان کو مار دینا ان کے لئے ہر لحاظ سے ممکن تھا مگر توحید کے ایمان افروز بہادرانہ نعرہ کو سن کر دوبارہ حملہ کرنے کی جرأت نہ کرسکے اور جس قدر فتح انہیں نصیب ہوئی تھی اس کو غنیمت سمجھ کر واپس ہولئے۔ غرض مٹھی بھر زخمی مسلمانوں نے اس نازک گھڑی میں بھی توحید کے رُعب سے بظاہر غالب کفار کو میدان جنگ چھوڑ کر گھروں کو جاتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ پھر جنگِ حُنین میں بھی ایک ایسا نازک مرحلہ آگیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ صرف بارہ صحابی کھڑے رہے۔ ایک صحابی کی روایت ہے کہ ہمارا دل دھڑک رہا تھا حضرت ابوبکرؓ نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر کی باگ پکڑ لی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ تھوڑی دیر کے لئے پیچھے ہٹ آئیں کہ اسلامی لشکر جمع ہو جائے تو آپؐ نے فرمایا ابوبکر میرے خچر کی باگ چھوڑ دو۔ آپؐ اپنی خچر کو ایڑ لگاتے ہوئے آگے بڑھے اور فرمایا:

اَنَا النَّبِیُّ لَا كَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ (بخاری کتاب المغازی)

کہ مَیں خدا کا نبی ہوں۔ جھوٹا نہیں ہوں۔ مگر یہ بھی یاد رکھو کہ مَیں ایسے خطرناک موقع پر کھڑا ہوکر محفوظ ہوں تو اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ میرے اندر خدائی کا مادہ پایا جاتا ہے بلکہ میں انسان ہی ہوں اور عبدالمطلب کا بیٹا ہوں اس کے بعد خدا تعالیٰ نے اپنی تائید و نصرت کا ہاتھ دکھایا صحابہ آپؐ کے گرد جمع ہوگئے اور دشمن کو شکست دی۔

غرض تاریخ ان واقعات سے بھری پڑی ہے کہ کس طرح ایک یتیم، بے کس و بے مددگار انسان جو ایک وقت مکہ کی گلیوں میں تنہا پھرا کرتا تھا اور لوگوں کی نظروں میں ناقابلِ التفات تھا، اپنی زندگی میں یہ نظّارہ دیکھتا ہے کہ سرزمین عرب جو آپؐ کی بعثت سے قبل شرک سے بھری پڑی تھی وہ آن کی آن میں توحید پرستوں سے بھر گئی اور آپؐ نے خدا سے علم پاکر اپنے ماننے والوں کے بارہ میں گواہی دی کہ اَللّٰه فِی اَصْحَابِی کہ میرے صحابہ میں خدائے واحد جلوہ گر ہے۔ آپؐ کو توحید سے اس قدر محبت تھی کہ آپؐ دعا فرماتے تھے کہ رَبِّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَنًا یُعْبَدُ کہ اے میرے رب میرے بعد میری قبر کو مقامِ پرستش نہ بنائیو! اور جب آپؐ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپؐ کی زبان مبارک پر یہ الفاظ اکثر سننے میں آتے تھے:۔

لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى اِتَّخَذُوا قُبُوْرَ اَنْبِيَاءِ هِمْ مَسَاجِدَ کہ اللہ تعالیٰ کی پھٹکار ہو ان لوگوں پر جنہوں نے ہدایت یافتہ ہونے کا دعویٰ اور خدا تعالیٰ کے انبیاء سے ان کے مشن میں نصرت و مدد کا وعدہ کیا مگر پھر بھی اپنے نبیوں کی قبروں کو عبادت گاہ بنالیا۔ اور ان کی پرستش شروع کردی۔

اگرچہ آپ کی وفات پر آج ۱۴۰۰ سال گزر چکے ہیں لیکن آج بھی توحید سوائے امت محمدیہ کے اور کہیں بھی نہیں پائی جاتی۔ چنانچہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کی شہادت دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

'' آج صفحہ دنیا میں وہ شئے کہ جس کا نام توحید ہے بجز امت آنحضرت صلی علیہ وسلم کے اور کسی فرقہ میں نہیں پائی جاتی اور بجز قرآن شریف کے اور کسی کتاب کا نشان نہیں ملتا کہ جو کروڑ ہا مخلوقات کو وحدانیت الٰہی پر قائم کرتی ہو اور کمال تعظیم سے اس سچے خدا کی طرف رہبر ہو۔ ہر ایک قوم نے اپنا اپنا مصنوعی خدا بنالیا اور مسلمانوں کا وہی خدا ہے جو قدیم سے لازوال اور غیر متبدل اور اپنی ازلی صفتوں میں ایسا ہی ہے جو پہلے تھا''

(براہین احمدیہ حصہ دوم صفحہ 125)

نسلِ انسانی پر دوسرا عظیم احسان

جہاں آپؐ نے نہایت اعلیٰ و پاکیزہ اخلاقی تعلیم دی وہاں پر خود اپنا عملی نمونہ پیش فرمایا جو قیامت تک کے لئے ہر طبقہ و ہر استعداد رکھنے والے انسان کے لے قابلِ تقلید نمونہ ہے۔ چنانچہ اس ضمن میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

'' اصلاح خلق کے تعلق سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ایک عظیم الشان کامیاب زندگی ہے۔ آپ کیا بلحاظ اپنے اخلاق فاضلہ کے اور کیا بلحاظ اپنے قوت قدسی کے اور عقد ہمت کے اور کیا بلحاظ اپنی تعلیم کی خوبی و تکمیل کے اور کیا بلحاظ اپنے کامل نمونہ و دعاؤں کی قبولیت کے، غرض ہر طرح اور ہر پہلو میں چمکتے ہوئے شواہد و آیات اپنے ساتھ رکھتے ہیں کہ جن کو دیکھ کر ایک غبی سے غبی انسان بھی بشرطیکہ اس کے دل میں غصہ و عداوت نہ ہو صاف طور پر مان لیتا ہے کہ آپ تخلق باخلاق اللہ کا کامل نمونہ اور کامل انسان ہیں''

(الحکم ۱۰؍اپریل ۱۹۰۵ء)

اصلاحِ خلق کے تعلق سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

'' پہلا مقصد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عرب کی اصلاح تھی اور عرب کا ملک اس زمانہ میں ایسی حالت میں تھا کہ بمشکل کہہ سکتے ہیں کہ وہ انسان تھے کون سی بدی تھی جو ان میں نہ تھی اور کون سا شرک تھا جو ان میں رائج نہ تھا۔ چوری کرنا ڈاکہ ڈالنا ان کا کام تھا اور ناحق کا خون کرنا ان کے نزدیک ایک ایسا معمولی کام تھا جیسا کہ ایک چیونٹی کو پَیروں کے نیچے کچل دیا جائے۔ یتیم بچوں کو قتل کرکے ان کا مال کھا لیتے تھے لڑکیوں کو زندہ بگور کرتے تھے زنا کاری کے ساتھ فخر کرتے اور علانیہ اپنے قصیدوں میں ان گندی باتوں کا ذکر کرتے تھے۔ شراب خوری اس قوم میں اس کثرت سے تھی کہ کوئی گھر بھی شراب سے خالی نہ تھا۔ اور قمار بازی میں سب ملکوں سے آگے بڑھے ہوئے تھے۔ حیوانوں کی عار تھے اور سانپوں اور بھیڑوں کی ننگ۔

پھر جب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی اصلاح کے لئے کھڑے ہوئے اور اپنی باطنی توجہ سے ان کے دلوں کو صاف کرنا چاہا تو ان میں تھوڑے ہی دنوں میں ایسی تبدیلی پیدا ہوگئی کہ وہ وحشیانہ حالت سے انسان بنے اور پھر انسان سے مہذب انسان اور مہذب انسان سے باخدا انسان اور آخر خدا تعالیٰ کی محبت میں ایسے محو ہوگئے کہ انہوں نے ایک بے حس عضو کی طرح ہر ایک دُکھ کو برداشت کیا...... اور قید کئے گئے اور بھوکے اور پیاسے رکھ کر ہلاکت تک پہنچائے گئے مگر انہوں نے ہر ایک مصیبت کے وقت آگے قدم رکھا اور بہتیرے ان میں ایسے تھے کہ ان کے سامنے وہ سُولی دیئے گئے اور جس صدق سے انہوں نے خدا کی راہ میں جانیں دیں اس کا تصور کرکے رونا آتا ہے اگر ان کے دلوں پر یہ خدا کا تصرف اور اس کے نبی کی توجہ کا اثر نہ تھا تو پھر وہ کیا چیز تھی جس نے ان کو اسلام کی طرف کھینچ لیا اور ایک فوق العادت تبدیلی پیدا کرکے ان کو ایسے شخص کے آستانہ پر گرنے کی رغبت دی کہ جو بیکس اور مسکین اور بے زری کی حالت میں مکہ کی گلیوں میں اکیلا اور تنہا پھرتا تھا؟ آخر کوئی رُوحانی طاقت تھی جو ان کو سفلی مقام سے اٹھا کر اوپر کو لے گئی اور عجیب تر بات یہ ہے کہ اکثر ان کے ان کی کفر کی حالت میں آنحضرت صلی اللہ کے جانی دشمن اور آنجناب کے خون کے پیاسے تھے پس میں تو اس سے بڑھ کر کوئی معجزہ نہیں سمجھتا کہ کیونکر ایک مفلس، تنہا، بیکس نے ان کے دلوں کو ہر ایک کینہ سے پاک کرکے اپنی طرف کھینچ لیا یہاں تک کہ وہ فخریہ لباس پھینک کر اور ٹاٹ پہن کر خدمت میں حاضر ہوگئے۔ (پیغام صلح صفحہ 35-37)

آپ کی اصلاح کا دائرہ پیچھے تک ہی محدود نہیں تھا بلکہ تمام زمانوں پر حاوی ہے۔ اس بارہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

'' جس کامل انسان پر قرآن کریم نازل ہوا تھا اس کی نظر محدود نہ تھی اور اس کی عام غمخواری اور ہمدردی میں کچھ قصُور نہ تھا بلکہ کیا بلحاظ زمانہ اور کیا بلحاظ مکان اس کے نفس کے اندر کامل ہمدردی موجود تھی اس لئے قدرت کی تجلیات کا پورا اور کامل حصہ اس کو ملا تمام نبوتیں اور تمام کتابیں جو پہلے گزر گئیں ان کی الگ طور پر پیروی کی حاجت نہیں رہی کیونکہ نبوت محمدیہ ان سب پر مشتمل اور حاوی ہے اور بجز اس کے سب راہیں بند ہیں تمام سچائیاں جو خدا تک پہنچاتی ہیں سب اس کے اندر ہیں نہ اس کے بعد کوئی نئی سچائی آئے گی نہ اس سے پہلے کوئی ایسی سچائی تھی جو اس میں موجود نہیں۔''

نیز بعض حقیقت پسند غیر مسلم اصحاب کی آراء میں سے بُلبلِ ہند مسز سروجنی نائیڈو کی تقریر کا ایک اقتباس پیش کرنا چاہتا ہوں جو انہوں نے محسنِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح سرائی کرتے ہوئے ووکنگ (لندن) میں کھڑے ہوکر فرمائی۔ آپ فرماتی ہیں:

'' میرا تعلق ایک ایسے مذہب سے ہے جسے عام الہامی مذاہب کے دائرہ سے خارج سمجھا جاتا ہے یعنی اس کی بنیاد الہامی کتاب پر نہیں تاہم میں اپنے آپ کو اس قابل پاتی ہوں کہ اس عالمگیر اخوت کا آپ کے سامنے اعتراف کروں جس کے نقش میرے قلب پر موجود ہیں اور جو حضرت محمد صلعم کی پاکیزہ اور شاندار کوششوں کا نتیجہ ہے کس قدر اعلیٰ کامیابی اور خوبی کے ساتھ یہ کام آپ نے کیا ہمارے زمانہ میں نہیں بلکہ آج سے پورے تیرہ صد سال پیشتر اس کا دلی اعتراف کئے بغیر میں نہیں رہ سکتی محض زبانی باتیں بنالینا کس قدر آسان ہے۔ اور یقیناً کس قدر مشکل ہے کہ انہی باتوں کو اپنی عملی زندگی میں نمایاں کرکے دکھایا جائے۔ پیغمبر

اسلام کو اس عالیشان اور عجیب وغریب صداقت کا پُورا علم حاصل تھا اس پاک انسان نے اپنے آپ کو معبودیت اور پرستش کا محل قرار نہیں دیا اس کو انسان کی طاقت اور کمزوریوں کا پورا علم تھا وہ ہمدرد بنی نوع انسان کے اندر رہتا، ان کے ساتھ بولتا، انہی کے ساتھ چلتا پھرتا اور کام کرتا تھا وہ خود بھی انسان تھا اور انسانیت کی حدود سے بالاتر حیثیت کے رکھنے کا دعویٰ اس نے کبھی نہیں کیا اپنے رات دن کے عملی نمونوں سے اس مقدس انسان نے یہ شاندار سبق اپنے پیروؤں کو سکھایا کہ زبان سے وہ جو کچھ کہتا ہے اور جس بات کی تلقین کرتا ہے اس پر اس کا خود بھی عمل پیرا ہونا ضروری اور اس کے حدِ امکان کے اندر ہے۔ وہ خدا ہو کر دنیا میں نہیں آیا بلکہ انسان ہو کر انسانوں ہی کی طرح آیا ہے۔

وہ ایک انسان، ایک نفرت سے بھرپور، بغض و تعصب سے مخمور اور جہالت سے معمور دنیا کی طرف آیا اور اس صحراء کے اندر جو اس کی پیدائش کا گہوارہ تھا اس زبردست اور نہ مٹنے والی صداقت کا اس پر انکشاف ہوا جو رب العالمین کے دو پاکیزہ الفاظ میں مضمر ہے یعنی اس خدا کو آپ نے پیش کیا جو تمام اقوام اور تمام ممالک اور تمام مذاہب کا ایک ہی خدا ہے اور یہ وہ عالیشان صداقت ہے جس کے پورے مفہوم سے دنیا کو مستفید کرنے کے لئے یہ ضروری ٹھہر جاتا ہے کہ اسے اپنے اعمال کے ذریعہ سے اچھی طرح نمایاں کر کے دکھایا جائے اور توحید الٰہی کے قائل کل بنی نوع انسان اس کے سچے اور وفادار بن جائیں یہاں اس سچی اور خالص جمہوریت کا وہ رنگ پایا جاتا ہے جو اپنی اعلیٰ شان وشوکت کے لحاظ سے ہمارے زمانہ کے نام نہاد جمہوریتوں کے بے حقیقت اور قابل اعتراض اشکال سے کوسوں دُور اور بدرجہا اَولیٰ تر ہے۔ یہ وہ رنگ ہے جس کو اعلیٰ قرار دیا جاسکتا ہے اس کو نہ آپ کا مذہب (عیسائیت) پیدا کر سکا اور نہ ہی میرا مذہب (ویدک دھرم) جو تاریخ عالم میں بہت قدیم اور پرانا ہے اس کی تخلیق کا موجب ہوا بلکہ وہ محمد رسول اللہ (صلعم) کی پاک مساعی کا نتیجہ ہے۔

(اخبار پیغام صلح 7/85)

نوع انسان کے تمام طبقات پر احسانات

ایک بچہ خواہ وہ کسی گھرانے میں پیدا ہوا ہو اس کے بارہ میں آپؐ کی تعلیم نے بحیثیت نوع انسانی اس کے شرف کو دنیا میں قائم کر دیا کیونکہ آپؐ نے فرمایا ہے کہ ہر بچہ فطرتِ اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ اِلَّا یُوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَۃِ (بخاری) اس لحاظ سے وہ نظریہ جس سے انسانیت کی توہین ہوتی ہے مثلاً یہ کہ ہر انسان پیدائشی طور پر گنہگار ہے ایسے نظریات جو ننگِ انسانیت تھے آپؐ نے انہیں یکسر مٹا دیا اس حیثیت سے آپ کی انسانی خدمت کا دائرہ تمام اہل مذاہب کے بچوں پر محیط ہے اور آپؐ وہ منفرد نبی ہیں جنہوں نے رب اسلام کو پیش نہیں کیا بلکہ رب العالمین کو پیش کیا اور اس کے مظہر اتم کی حیثیت سے رحمۃ للعالمین بن کر نوعِ انسان کی بے مثال خدمات انجام دیں۔ آپؐ کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے ہدایت کا دروازہ تمام انسانوں کے لئے بلالحاظ مذہب وملت ورنگ ونسل یادیگر ہمہ اقسام قیود کھولا ہے اور ہر فرد بشر کے لئے آپؐ کی صلائے عام ہے حالانکہ آپؐ سے پہلے جس قدر نبی گزرے ہیں اپنی قوم اور اپنے زمانہ کی حد تک ہی ان کی خدمات محدود رہی ہیں نہ صرف انسان بلکہ آپ وہ وجود تھے جس نے شیطان کو بھی مسلمان بنا دیا۔

اسلام نے اس نہایت پسماندہ طبقہ کو جو مایوس ترین طبقہ کہلاتا ہے یا گناہوں سے ہلاک شدہ طبقہ کہلاتا ہے اس کی خدمت کو بھی بدرجہ اتم سرانجام دیا ہے اور اعلان کیا ہے کہ:

درگاہِ ام درگاہ نا امیدی نیست
صد بار شکستی توبہ باز آ

اسی طرح یہ اعلان فرمایا کہ:

قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِیْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ (زمر:54)

ترجمہ:: تو ان کو ہماری طرف سے کہہ دے کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جان پر گناہ کر کے ظلم کیا ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے وہ بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

حتی کہ آپؐ خود فرماتے ہیں: اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهٗ (ابن ماجہ) کہ گناہ سے توبہ کرنے والا شخص ایسا ہوتا ہے کہ گویا اس نے گناہ کیا ہی نہیں یہ تعلیم کسی مذہب نے بھی پیش نہیں کی اور نہ ہی اس رنگ میں انسانیت کی خدمت کسی نبی سے ظہور میں آئی چنانچہ فتح مکہ کے بعد ایسے ایسے جرائم کے مرتکب لوگوں کو آپ نے لاتثریب علیکم الیوم کہتے ہوئے جو عفوِ عام کا نمونہ دکھایا، تاریخ ایسی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اور تاریخ شہادت دیتی ہے کہ یہی لوگ اسلام میں داخل ہونے کے بعد آپ کی قوت قدسی سے ابدال کے زمرہ میں آگئے۔ کیا اس سے بہتر مثال انسانیت کی خدمت کی پیش کی جاسکتی ہے۔

قرآن مجید نے نوعِ انسان میں نام نہاد نسلی تفوق اور من گھڑت امتیاز کو مٹاتے ہوئے ساری انسانیت کو ایک ہی سطح پر رکھا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰکُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ (سورہ حجرات:۱۴)

ترجمہ: اے لوگو! ہم نے تُم کو مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور تم کو کئی گروہوں اور قبائل میں تقسیم کر دیا ہے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔ اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ معزز وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ اللہ یقیناً بہت علم رکھنے والا اور بہت خبر رکھنے والا ہے۔

اس ارشادِ باری کے تحت ہمارے آقا سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہی دلکش انداز میں اپنی قوم کو حجۃ الوداع کے موقع پر پیغام پہنچاتے ہیں جو آبِ زر سے لکھنے کے لائق ہے۔ اس موقع پر آپ نے اعلان فرمایا:

یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ رَبَّکُم واحدٌ کُلکُمْ مِنْ اٰدَمَ وَ اٰدَمُ مِنْ تُرَابٍ اِنَّ اَکْرَمُکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰکُمْ وَلَیْسَ لِعَرَبِیٍّ عَلٰی عَجَمِیٍّ فَضْلٌ اِلَّا بِالتَّقْوٰی اَلَا هَل بَلَّغْتُ اللّٰهُمَّ فَاشْهَدْ۔

(سیرت ابن ہشام صفحہ:۹۶۸)

یعنی اے لوگو یقیناً تمہارا رب واحد لاشریک ہے تم میں سے ہر ایک آدم سے ہے اور آدم مٹی سے ہے یقیناً تم میں سے اللہ کے نزدیک زیادہ معزز وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے اور کسی بھی عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت نہیں سوائے تقویٰ کے۔ سُنو! کیا مَیں نے پہنچا دیا؟ اے اللہ تو گواہ رہ۔

انسانیت کی خدمت آپؐ کا شیوہ رہا اور زندگی بھر آپ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ کا اعلان کرتے رہے اور اسی کا نمونہ دِکھاتے ہوئے ایسی یادگاری خدمت سرانجام دی ہے کہ عرش رب العالمین سے آپؐ نے محمدؐ نام پایا۔ ایک عارف باللہ آپؐ کی اسی شان کو اپنے کلام میں یوں بیان فرماتے ہیں۔

محمد ہی نام اور محمد ہی کام
علیک الصلوٰۃ علیک السلام

اور حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ علیہ السلام آپؐ کی اس خوبی سے متاثر ہو کر اپنے عربی قصیدہ میں آپؐ کی شان کا اظہار اس عربی شعر میں بیان فرماتے ہیں:

اِنِّی اَرٰی فِیْ وَجْهِکَ الْمُتَهَلِّلِ
شَاْنًا یَّفُوقُ شَمَائِلَ الْاِنْسَانِ

کہ میں تیرے خنداں اور درخشاں چہرے میں ایک الٰہی شان دیکھتا ہوں جو شمائلِ انسانی پر فوقیت رکھتی ہے۔

پسماندہ طبقات پر آپؐ کے احسانات

انسانی سوسائیٹی میں جو سب سے کمزور اور گرا ہوا طبقہ ہے اسے عام طور پر بڑے بڑے ریفارمر کہلانے والے بھی نظر انداز کرتے رہے ہیں۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ وصف ہے کہ آپؐ نے ادنیٰ سے ادنیٰ اور پسماندہ سے پسماندہ اور مظلوم سے مظلوم اور جو کسی کی نگاہ میں بھی ناقابل التفات رہا ہو اسے بھی ویسا ہی مقام دیا جیسا کہ ایک بڑے سے بڑے انسان کو دیا جاتا رہا۔ چنانچہ آپ کے انہی اخلاقِ حسنہ اور ہمدردیٔ بنی نوع انسان کے بارہ میں مولانا حالی نے کیا ہی خوب کہا ہے کہ:

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بَر لانے والا
فقیروں کا ملجا ضعیفوں کا مأویٰ
یتیموں کا والی غلاموں کا مولیٰ

پھر طبقۂ نسواں جو صدیوں سے مظلوم چلا آیا ہے ان کے بارہ میں آپ کی تعلیم وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (سورہ بقرہ:۲۲۸) میں یکدم اسے مرد کی سطح پر کھڑا کر دیا ہے اور دونوں کے حقوق مساوی بنا دیئے گئے ہیں۔ اسی طرح غلام کہ اس مسئلہ کو دنیا حل کرنے سے قاصر رہی ہے مگر اس کے وجود نے اس کی صحیح تعیین کی ہے کہ اس کی ایک شق جو انسانیت کے نام پر دھبہ تھی اس کو یکسر مٹا دیا اور آپؐ کے ہاتھ پر جو غلام اسلام میں داخل ہوئے آپؐ نے ان کو اس ردی حالت سے اٹھا کر اپنی قرابت داری کی سطح تک پہنچایا اور ایک وقت ایسا بھی آیا کہ آپؐ نے امت کے اکابرین کو بھی ایک غلام ابن غلام کی قیادت میں ایک جنگ پر روانہ فرمایا لیکن اس کی دوسری شق جو ایسی اعلیٰ درجہ کی خوبیوں کی حامل ہے کہ جس پر ہزار آزادی کو قربان کیا جاسکتا ہے جیسا کہ سیدنا حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ علیہ السلام آپؐ کی شان کے بارہ میں فرماتے ہیں ؎

برتر گمان و وہم سے احمدؐ کی شان ہے
جس کا غلام دیکھو مسیح الزمان ہے

یہ وہ غلامی ہے جس پر ہزار آزادی کو قربان کیا جاسکتا ہے۔

قیدی

قیدیوں کو جو اعزاز قرآن مجید نے بخشا ہے دنیا کے کسی دستور میں اس کی نظیر موجود نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدیوں سے جو حُسنِ سلوک فرمایا ہے وہ ان میں سے بہتوں کی ہدایت کا موجب بنا۔ اور ان کی دونوں جہانوں کی زندگی سُدھری۔ بھلا اس سے بہتر سلوک کیا ہو سکتا ہے۔

مساکین

مساکین کے بارہ میں قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ان کا خیال رکھنے کے بارے میں خاص توجہ دلائی ہے اور ان کے حقوق کی ادائیگی کے بارہ میں بے حد زور دیا گیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی شان کو بلند کرنے کے لئے فرماتے ہیں:

اللھم احینی مسکینا و امتنی مسکینا و احشرنی فی زمرۃ المساکین۔ (ترمذی ابواب الزہد جلد ۲)

یتامیٰ

یتامی کی خبر گیری تو دعویٰ بنوت سے پہلے ہی آپؐ کو ملحوظ رہی او پھر قرآن مجید میں تو اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں آپ کی خاص ڈیوٹی ہی یہ لگائی ہے جیسا کہ فرماتا ہے: اَلَمْ یَجِدْکَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی (سورہ ضحیٰ آیت:۷)

پھر فرماتا ہے: فَاَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْهَرْ (سورہ ضحیٰ: آیت:۱۰)

اور اسی طرح متعدد آیات میں ان کے حقوق کو اللہ تعالیٰ نے کھول کر بیان فرمایا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر اس قدر زور دیتے تھے کہ آپؐ فرماتے ہیں:

اَنَا وَ کَافِلُ الْیَتِیمِ لَهٗ وَلِغَیْرِهٖ فِی

الجنَّةِ هٰكَذا وَاَشَارَ بِالسَّبَابَةِ والْوُسطٰى وَفَرَّجَ بَيْنَهُمَا شَيْئاً (بخاری)

کہ میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا خواہ وہ اپنا ہو یا بیگانہ یتیم جنت میں اس طرح ہوں گے اور آپؐ نے اپنی شہادت اور درمیانی انگلی کو درمیان سے تھوڑا سا فاصلہ دے کر اشارہ کیا تھا۔

سائل:

سائل کے بارہ میں قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَفِي اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ کہ سائل تو سائل مومنوں کے اموال میں محروم کا بھی حق ہے۔ نیز فرماتا ہے: وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ (سورہ ضحیٰ) اور علاوہ ازیں اس پر متعدد آیات میں توجہ دلائی گئی ہے۔

غرباء:

غرباء کے بارہ میں فرماتے ہیں:

بدء الاسلام غريبا وسيعود غريباً فطوبا للغرباء اور ایک موقع پر جبکہ غرباء آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عرض کیا کہ ہم تو امیروں کے مقابلہ میں کم استطاعت لوگ ہیں ہمیں کوئی ایسا طریق بتائیے کہ ہم بھی نیکیوں میں آگے قدم اٹھا سکیں تو آپؐ نے ان کو تسبیح سکھائی اور فرمایا تم اس پر عمل کرنے کے نتیجہ میں امراء سے پانچ سو سال پہلے جنت میں جاؤ گے۔

دشمنوں پر آپؐ کے احسانات:

آپؐ کی تعلیم کی خصوصیت یہ ہے کہ نہ صرف یہ کہ دشمنوں کو اذیت نہ پہنچائی جائے بلکہ آپؐ کی تعلیم نے ان کے حقوق تک قائم کئے ہیں جیسا کہ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ولا يجرمنكم شنان قوم على الا تعدلوا اعدلوا هو اقرب للتقوىٰ

یعنی کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو تم انصاف کرو۔ وہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔

پھر فرماتا ہے: ان الله يامر بالعدل والاحسان وايتاي ذي القربىٰ وينهىٰ عن الفحشاء والمنكر والبغي يعظكم لعلكم تذكرون (نحل آیت:۹۱)

اللہ یقیناً عدل اور احسان کا اور غیر رشتہ داروں کو بھی قرابت والے شخص کی طرح ماننے اور اسی طرح مدد دینے کا حکم دیتا ہے اور ہر قسم کی بے حیائی اور ناپسندیدہ باتوں سے اور بغاوت سے روکتا ہے اور وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تا کہ تم سمجھ جاؤ۔ پھر فرماتا ہے: ادفع بالتي هي احسن السيئة (مومنون آیت:۹۷)

تو ان کی بری باتوں کو ایسی جوابی باتوں سے دور کر جو نہایت خوبصورت ہوں۔

چنانچہ جنگ جیسے موقع پر جب دشمن سے برسرپیکار ہونے کی حالت ہوتی ہے آپؐ اپنے ماننے والوں کو ہدایت دیتے ہیں کہ کسی قوم کی عبادت گاہیں نہ گرائی جائیں، ان کے مذہبی پیشواؤں کو نہ مارا جائے، عورتوں، بوڑھوں اور بچوں پر حملہ نہ کیا جائے۔ پادریوں اور راہبوں کو نہ مارا جائے حتی کہ دشمن کی لاشوں کی لوگ بے حرمتی کیا کرتے تھے اور ان کی ناک کان کاٹ کر مثلہ کیا جاتا تھا مگر آپؐ نے اس بدرسم کو دور فرما کر ان کی عزت فرمائی اس طرح یہ بھی آپؐ کا دشمنوں پر ایک بہت بڑا احسان ہے۔ ایک موقع پر ایک یہودی کا جنازہ گزر رہا تھا آپ تعظیماً کھڑے ہوگئے جب آپؐ سے یہ عرض کیا گیا کہ یہ یہودی کا جنازہ ہے تو آپؐ نے فرمایا کیا یہ خدا کا بندہ نہیں۔

پھر ایک یہودی عورت کا آپ کو کھانے میں زہر ملا کر دینا۔ آپؐ نے مقدرت پا کر بھی اسے سزا نہیں دی ایسے دشمن سے حسن سلوک واحسان جو نہ صرف آپؐ کو بلکہ اسلام کو بیخ وبُن سے اکھاڑنا چاہتا تھا۔

پھر طائف کا وہ مشہور واقعہ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تن تنہا طائف میں پیغام حق پہنچانے کے لئے تشریف لے جاتے ہیں دشمنوں نے وہاں آپؐ کو زخمی کر دیا اور اس قدر تکلیف پہنچائی کہ جس کو سن کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ آپؐ کو ایک موقع دیتا ہے اور آپؐ کے پاس ملک الجبال کو بھیجتا ہے اور ایسے موذی لوگوں کے بارہ میں آپؐ سے اجازت چاہی جاتی ہے کہ ان کو پیوند خاک کر دیا جائے مگر آپؐ اس کو برداشت نہیں کرتے بلکہ ان کی سفارش کرتے ہیں کہ انہیں کی نسلوں میں سے لوگ آگے چل کر ایمان لائیں گے اور ان کے لئے ہدایت کی دعا فرماتے ہیں۔

پھر ایک جنگ کے موقع پر صحابہؓ کے قبضہ میں دشمن کی بھیڑ بکریاں آگئیں صحابہؓ نے اس بارہ میں آپؐ سے فتویٰ دریافت کیا آپؐ نے فرمایا کہ ان کا رخ ان کے مالکوں کی طرف کر کے انہیں لوٹا دیا جائے۔ پھر وہ عظیم واقعہ کہ وہ ظالم جنہوں نے آپؐ کو اور آپؐ کے صحابہؓ کو مسلسل تیرہ سال تک آلام ومصائب ومظالم کا تختہ مشق بنائے رکھا تھا اور ایسے ایسے مظالم ڈھائے تھے جس کے نتیجہ میں وہ سب واجب القتل ہی نہیں بلکہ بڑی سے بڑی سزا بھی ان کے مظالم کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہ رکھتی تھی لیکن آپؐ ہیں کہ جب دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ مکہ میں پہنچتے ہیں اور ایسے موقع پر آپ کے کمانڈر سے ایک معمولی سا فقرہ بے احتیاطی سے نکل جاتا ہے کہ جس سے اہل مکہ کے جذبات کو ٹھیس پہنچتی تھی آپؐ کو جب اس کا علم ہوا تو آپؐ نے اسے فوراً معزول فرما دیا اور فتح مکہ کے بعد جب اہل مکہ جن میں وہ بڑے بڑے صنادید بھی شامل تھے جو اہل اسلام کے خلاف تمام سازشوں کے بانی مبانی تھے۔ آپؐ نے ان سب کو مخاطب کر کے فرمایا:

اے مکہ کے لوگو تم نے دیکھ لیا کہ خدا تعالیٰ کے نشانات کس طرح لفظ بہ لفظ پورے ہوئے ہیں اب بتاؤ کہ تمہارے ان ظلموں اور شراتوں کا کیا بدلہ دیا جائے جو تم نے خدائے واحد کی عبادت کرنے والوں غریب بندوں پر کئے تھے اس پر مکہ والوں نے کہا ہم آپ سے اسی سلوک کی امید رکھتے ہیں جو یوسف نے اپنے بھائیوں سے کیا تھا۔ پھر محسن اعظم رحمۃ للعالمین سیدنا حضرت محمد فداہ ابی وامی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اعلان فرمایا کہ تاللہ لا تثریب علیکم الیوم کہ خدا کی قسم آج تمہیں کسی قسم کا عذاب نہیں دیا جائے گا اور نہ کسی قسم کی سرزنش کی جائے گی۔

پھر عام معافی کے باوجود ایسے افراد بھی تھے جن کے بارہ میں فیصلہ تھا کہ چونکہ انہوں نے عفو عام سے فائدہ نہیں اٹھایا اور یہ کہ ان کے جرم ایسے سنگین تھے کہ وہ سب کے سب واجب القتل تھے لیکن تاریخ شاہد ہے کہ ایسے سنگین مجرموں کو بھی ہمارے آقا اور مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف معاف فرما دیا بلکہ ان کے ساتھ احسان ومروت کا سلوک فرمایا جیسا کہ ہندہ او عکرمہ کے مشہور واقعات ہیں۔

ماضی حال اور مستقبل کے تمام انسانوں پر آپؐ کے احسانات:

آپؐ سے قبل ہر نبی نے اپنے ہی مفوضہ کام کو سرانجام دیا ان کی ذمہ داری نہیں تھی کہ ماضی میں جو انبیاء علیہم السلام گزر چکے ہیں ان کی صداقت بھی ثابت کریں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا کام بھی دوسرے انبیاء علیہم السلام سے مجموعی طور پر بڑھ کر تھا اس کے ساتھ تمام گزرے ہوئے انبیاء پر ایمان لانا ایمانیات میں آپؐ نے شامل فرمایا اور اس طرح اپنی ذمہ داری کا دوسروں کے بالمقابل بدرجہا زیادہ ہونے کے باوجود آپ کا سب سے زیادہ کامیاب ہو جانا ایسا کارنامہ ہے جس کی کوئی مثال نہیں۔ دوسرے نبیوں کے ماننے والے محض اپنے نبیوں کی طرف منسوب ہوتے ہیں پچھلوں سے انہیں کوئی سروکار نہیں۔ لیکن آپ کے بارہ میں تو واضح یہ ڈیوٹی لگائی گئی ہے کہ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ اور یہ کہ جو نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ کہتے ہیں ان کو اُولٰٓئِكَ الْكَافِرُوْنَ حَقًّا کا حکم سنایا جاتا ہے اور مسلم صرف اسے کہا جاتا ہے جس کے ماتھے پر کسی کے انکار کا داغ نہ ہو یہ آپ کا ماضی میں تمام گزرے ہوئے اور ان کے متبعین پر بہت بڑا احسان ہے قرآن مجید نے صاف ذکر کیا ہے وان من امة الا خلا فيها نذير (فاطر آیت:۲۵) ولكل قوم هاد (رعد آیت:۸) ولقد ارسلنا رُسُلا من قبلك منهم من قصصنا عليك ومنهم من لم نقصص عليك (مومن آیت:۷۹)

یعنی اور کوئی ایسی قوم نہیں جس میں خدا کی طرف سے ہوشیار کرنے والا نہ آیا ہو۔ اور ہر ایک قوم کے لئے خدا کی طرف سے ایک راہنما بھیجا جا چکا ہے اور ہم نے تجھ سے پہلے کئی رسول بھیجے تھے بعض کا ذکر ہم نے تیرے سامنے کر دیا ہے اور بعض کا ذکر ہم نے تیرے سامنے نہیں کیا۔

جہاں تک حال کا تعلق ہے خدا تعالیٰ صاف فرماتا ہے کہ اگر ہم چاہتے تو ہر قریہ میں ایک رسول مبعوث کرتے مگر خدا نے یہ چاہا کہ آپ کو رحمۃ للعالمین بنا کر اور للعالمین نذیراً کے فریضہ کو سرانجام دلائے۔ گویا کہ آپؐ صرف بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کی طرف ہی نہیں آئے تھے بلکہ آپؐ کی بعثت کے بعد جو تمام انسان قیامت تک پیدا ہونے والے تھے آپؐ کی گم شدہ بھیڑوں میں شامل تھے۔ آپؐ کا انکار کرنا صرف آپؐ کا ہی انکار کرنا نہ تھا بلکہ تمام اگلے پچھلے راست بازوں کے انکار کے مترادف ہے۔

پھر جہاں تک مستقبل کا سوال ہے خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں آپؐ کی مثال اس شجرہ طیبہ سے دی ہے جس کی جڑ مضبوطی کے ساتھ زمین پر قائم ہے اور اس کی شاخیں آسمان میں پھیلی ہوئی ہیں جیسا کہ فرماتا ہے اصلها ثابت وفرعها في السماء۔ اسی طرح متعدد آیات میں خدا تعالیٰ نے یہ کھول کھول کر بیان کر دیا ہے کہ جب تک اسلام کی علت غائی پوری نہ ہوگی سلسلہ ہدایت کبھی ختم نہ ہوگا۔ غرضیکہ کسی زمانہ کے لوگ بھی آپؐ کے احسانات سے محروم نہیں رہے۔

قرآن مجید اور تمام صحف سابق جا بجا یہ شہادت پیش کرتے ہیں کہ آدم سے لیکر اب تک تمام نبیوں سے آپؐ کی بعثت کے بارہ میں عہد لیا جاتا رہا ہے کہ وہ اپنے متبعین سے پختہ میثاق لیں کہ ان کے لئے لازم ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں اور اپنی زندگی کے ہر لحہ میں آپؐ کے مددگار رہوں۔

آپؐ کے بنی نوع انسان پر بے پایاں احسانات پر خدا تعالیٰ کی شہادت:

آپؐ کے قلب اطہر میں خدا تعالیٰ نے تمام جہانوں کی ہدایت کے لئے تڑپ کو بھر دیا تھا جیسا کہ وہ شہادت دیتا ہے فلعلك باخع نفسك على اٰثارهم ان لم يومنوا بهذا الحديث اسفا۔ (کہف آیت:۷)

کیا اگر وہ عظیم الشان کلام پر ایمان نہ لائیں تو ان کے غم میں شدت افسوس کی وجہ سے اپنی جان کو ہلاکت میں ڈال دے گا۔ مطلب یہ کہ تیرا پاکیزہ دل کافروں کے سچائی کے انکار کو برداشت نہیں کر سکتا اور خواہش کرتا ہے کہ وہ بھی ہدایت پا جائیں۔

پھر فرماتا ہے: فلا تذهب نفسك عليهم حسرات (فاطر آیت:۹)

تیری جان ان کی وجہ سے حسرت وغم کے باعث ہلاک نہ ہو جائے۔

اسی طرح فرماتا ہے: ثُمَّ دنا فتدلى۔ (نجم آیت:۹) اور وہ یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بندوں کے اس اضطراب کو دیکھ کر اور ان پر رحم کر کے خدا سے ملنے کے لئے اس کے قریب ہوئے۔

نیز فرماتا ہے: ووجدك ضالا فهدىٰ اور جب اس نے تجھے اپنی قوم کی محبت میں

(باقی صفحہ 17 پر ملاحظہ فرمائیں)

تقریر جلسہ سالانہ قادیان2010

سِیْرَتْ آنْحَضْرَتْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم صبر وثبات کے آئینہ میں

(محترم منیر احمد صاحب خادم۔ناظر اصلاح وارشاد قادیان)

یٰۤاَ یُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ (سورۃُ البقرہ:آیت154)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ سے صبر اور صلوٰۃ کے ساتھ مدد مانگو یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

قابل احترام صدر اجلاس اور معزز سامعین !

تاریخ مذاہب کی یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لئے سلسلہ ہدایت شروع فرمایا ہے شیطان کو بھی اپنی بات کہنے اور اپنے بندوں کی مخالفت کرنے اور ان کا مقابلہ کرنے کی کھلی چھٹی دے رکھی ہے۔اور مذہب کی یہی وہ لازوال حقیقت ہے جس سے خدا کی طرف سے نازل ہونے والی ہدایت جبر واکراہ سے منزّہ ہوکر آزادی ضمیر ومذہب کا درس دیتی ہے۔اور جس کے باعث دنیا کا ہر انسان آزاد ہے۔چاہے تو وہ آنے والی ہدایت کو قبول کرے اور چاہے تو اس کا انکار کردے۔اور نہ صرف انکار بلکہ اُسے مخالفت کرنے گالیاں دینے اور خدا کے بندوں کو تکلیف پہنچانے کی بھی کھلی چھٹی دی گئی ہے۔اور اس کا حساب اس دنیا میں عذاب الٰہی کی شکل میں اور قیامت میں مؤاخذہ کی شکل میں رکھا گیا ہے۔اور بالمقابل اس کے انبیاء علیہم السلام اور ان کی جماعتوں کو خدا کی طرف سے صبر کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ان تکالیف پر صبر کرنے اور نیکیوں پر عمل کرنے اور اُن پر ثابت قدم رہنے کے نتیجہ میں الٰہی جماعتوں کے اخلاقی و رُوحانی معیار مضبوط ہوکر اُنہیں نیکی کے اعلیٰ معیار حاصل ہوتے ہیں۔اور اس کے نتیجہ میں جہاں مومن اِس دنیا میں غلبہ حاصل کرتے ہیں وہیں قیامت میں رضائے الٰہی کے وارث بنتے ہیں۔چنانچہ ظلم اور اس پر صبر، اور پھر ظلم اور اس پر پھر صبر کا یہ مسلسل دَور سرور کائنات حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کی مبارک زندگیوں میں بھی دوہرایا گیا۔ اور سرور کائنات حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے یہی وہ سنہری حصے ہیں جو نہ صرف آج مسلمانوں کے لئے بلکہ غیر مسلم دنیا کے لئے بھی قابل تقلید اور نادر ونایاب مثالوں کی طرح آسمانِ رُوحانیت پر چمک رہے ہیں۔نادر ونایاب اس لئے کہتا ہوں کہ جب ہم دیگر کتب مقدسہ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں اگرچہ وہاں بھی صبر کی مثالیں نظر آتی ہیں لیکن چونکہ وہ تعلیمات انسانی دست وبرد کا شکار رہیں اس لئے صبر کی اس حقیقت کو پیش کرنے سے قاصر ہیں اور اگر وہ تعلیمات آج محفوظ بھی ہوتیں تو بھی قرآن مجید کی اکمل وافضل تعلیمات کا مقابلہ ان کے بس کی بات نہ تھی۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صبر پہلے نبیوں جیسا نہ تھا کیونکہ وہ تو ایک محدود قوم کے لئے مبعوث ہوکر آئے تھے اس لئے ان کی تکالیف اور ایذاء رسانیاں بھی اس حد تک محدود ہوتی تھیں لیکن اس کے مقابلے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صبر بہت ہی بڑا تھا۔“ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۵۳)

اسی بناء پر قرآن مجید نے صبر کے وسیع معانی پیش فرمائے ہیں۔قرآن مجید کی مختلف آیات کی روشنی میں صبر کا ایک مطلب جزع فزع سے رُکنا ہے۔ صبر کے دوسرے معنی نیک باتوں پر اپنے آپ کو روک کر رکھنا اور تیسرے معنی یہ ہیں کہ ہر حال میں بدی سے رُکے رہنا۔قرآن مجید نے صبر کا حُسن یہ بیان فرمایا ہے کہ ہمیشہ کیلئے نیکی پر صبر کے ساتھ چمٹے رہنا اور ہمیشہ کے لئے بدی سے صبر کے ساتھ رُکے رہنا۔اور مزید تعلیم یہ دی کہ نہ صرف خود بلکہ دوستوں کو بھی نیکی کے اختیار کرنے کی اور بدی سے رُکنے کی تعلیم دینے میں صبر کو اختیار کرنا۔چنانچہ نماز کی نصیحت کرنے کے بارے میں حکم ہے کہ وَاْمُرْ اَھْلَکَ بِالصَّلٰوۃِ وَاصْطَبِرْ عَلَیْھَا کہ اپنے اہل کو صبر سے نماز کا حکم دیتے رہو۔علاوہ اس کے مؤمنین کا یہ شیوہ بھی ہوتا ہے کہ وہ صبر اور رحم کے جذبہ سے ایک دوسرے کو نصیحت کرتے رہتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

” تَوَاصَوْا بِالْحَق میں یہ فرمایا کہ وہ اپنے اعمال کی روشنی میں دوسروں کو نصیحت کرتے ہیں اور پھر ان کا شیوہ یہ ہوتا ہے کہ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ کے ساتھ وعظ ونصیحت کا شیوہ اختیار کرتے ہیں۔جلدی جھاگ منہ پر نہیں لاتے۔“

(الحکم جلد ۵ صفحہ ۲)

اسی طرح صبر کی ایک خوبصورتی کا ذکر کرتے ہوئے قرآن مجید فرماتا ہے :-

وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ سے صبر اور صلوٰۃ کے ساتھ مدد مانگو یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

سامعین کرام! صبر وثبات کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ صرف تکالیف و مصائب پر صبر کا بےنظیر نمونہ دکھانے تک محدود نہیں تھی بلکہ آپ نے صحابہ کرام کو صبر واستقلال کے وہ اصول سکھائے جو اُن کی زندگی کے ہر پہلو پر حاوی تھے۔ آپ نے اُس وقت کے مروّجہ اصول کی نفی کرتے ہوئے صحابہ کرام کو بالخصوص میت پر صبر کرنے کے اصول بھی سکھائے۔آپ نے بتایا کہ کسی کی وفات پر بین کرنا، اور اُونچی اُونچی آواز میں رونا، واویلا کرنا، چہرہ نوچنا، اللہ کی رضا کے خلاف کلمات کہنا، نہ صرف بداخلاقی بلکہ روحانیت کے اعلیٰ معیار کے خلاف ہے۔ آپ نے سکھایا کہ کسی کی وفات پر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہنا چاہئے۔یعنی ہم اللہ کے ہیں اور اللہ کی طرف لوٹنے والے ہیں ۔ اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم کی وفات پر آپ نے فرمایا ہماری آنکھیں آنسو بہاتی ہیں، دل غمگین ہیں لیکن ہم وہی کہیں گے جس کو ہمارا ربّ پسند کرتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صاحبزادوں کی وفات کے صدمے جھیلے۔اپنے صحابہ کی شہادت کے صدمے جھیلے یہاں تک کہ ایک مرتبہ 70 صحابہ شہید کردیئے گئے مگر آپ نے کمال صبر اور رضائے الٰہی کا مظاہرہ فرمایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ فرماتا ہے کہ جب میں مومن بندے کی دُنیا کی کوئی چیز لے لیتا ہوں اور وہ اس پر صبر کرتا ہے تو اس کی جزا سوائے جنت کے کچھ نہیں۔(بخاری) آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر چھوٹی بڑی تکلیف پر غیر معمولی صبر کا مظاہرہ فرماتے۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ سخت بخار میں مبتلا تھے۔آپ نے فرمایا مجھ اکیلے کو تمہارے دو آدمیوں کے برابر بخار ہوتا ہے۔ مَیں نے عرض کیا پھر آپ کو دوہرا اجر ملے گا۔فرمایا ہاں ۔پھر فرمانے لگے۔کہ ایک مسلمان کو جب تکلیف یا بیماری پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی خطائیں اس طرح معاف کردیتا ہے جیسے درخت کے پتے گرتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ سرور کائنات حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی صبر وثبات اور عزم واستقلال کا ایک کامل نمونہ تھی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف زندگی کی عام مصیبتوں پر ہی صبر نہیں کیا بلکہ قومی زندگی جو ظالم دشمن کے نرغہ میں گھری ہوئی تھی اس میں بھی آپ نے صبر کے بےنظیر نمونے پیش فرمائے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بےنظیر صبر واستقلال کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے :

قَدْ نَعْلَمُ اِنَّہٗ لَیَحْزُنُکَ الَّذِیْ یَقُوْلُوْنَ فَاِنَّھُمْ لَا یُکَذِّبُوْنَکَ وَلٰکِنَّ الظّٰلِمِیْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ یَجْحَدُوْنَ ۔

(الانعام : ۳۴)

یقیناً ہم جانتے ہیں کہ تجھے ضرور غم میں مبتلا کرتا ہے جو وہ کہتے ہیں پس یقیناً وہ تجھے ہی نہیں جھٹلاتے بلکہ ظالم اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہیں۔

پھر فرمایا :-

اور یقیناً تجھ سے پہلے بھی رسول جھٹلائے گئے تھے اور انہوں نے اس پر کہ وہ جھٹلائے گئے اور بہت ستائے گئے اور تکالیف میں مبتلا کئے گئے صبر کیا یہاں تک کہ ان تک ہماری مدد آپہنچی اور اللہ کے کلمات کو کوئی تبدیل کرنے والا نہیں اور یقیناً تیرے پاس مرسلین کی خبریں آچکی ہیں۔

سامعین کرام ! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب باذن الٰہی نور فرقان کی اجلیٰ واصفٰی کرنوں کو اپنے اردگرد پھیلانا شروع کیا تو تاریکی کے پرستاروں نے بہت زور سے اس کی مخالفت کی اگرچہ وہ آپ کو صدوق اور امین مانتے تھے لیکن پھر بھی ابولہب نے کہہ دیا تَبًّا لَکَ اَلِھٰذَا جَمَعْتَنَا ۔(طبری) کہ اے محمد! تجھ پر ہلاکت ہو (نعوذ باللہ) کیا اس لئے تُو نے ہم کو یہاں جمع کیا ہے۔

سامعین کرام تبلیغ حق اور دعوت الی اللہ خدا کے نبیوں کا فریضہ رہا ہے اور سب سے بڑھ کر اس فرض کی ادائیگی ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کی اور اس میدان میں آنے والی مشکلات و مصائب کا مقابلہ نہایت صبر وثبات سے کیا۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ دعوت الی اللہ کو ”قولِ اَحْسَن“ قرار دیتے ہوئے فرماتا ہے کہ وہ اعمال صالحہ بجالانے والے کی دعوت الی اللہ کو قبول فرماتا ہے اور تعلیم دیتا ہے کہ دعوت الی اللہ کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی مشکلات اور برسائے جانے والے مصائب ومظالم کا مقابلہ حُسن سلوک سے کیا جائے۔

اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ مخالفت ٹھنڈی ہوجائے گی اور دشمن بھی گرم جوش دوست بن جائے گا اور فرماتا ہے کہ مظالم ومصائب برپا کئے جانے پر صبر کے ساتھ ان کا مقابلہ کرنا بڑے خوش قسمت لوگوں کا کام ہے ۔چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ کی تربیت میں صحابہ کرام نے باوجود کفار کی طرف سے برسائے جانے والے مسلسل مظالم و مصائب اور مشکلات وشدائد کے نہایت صبر سے دعوت الی اللہ کا فریضہ سرانجام دیا۔آپ کو گندی گالیاں دی جاتیں اور دشمنی کے تمام طریقے آپ پر استعمال کئے جاتے، آپ کا نام نعوذ باللہ مذموم رکھا جاتا، مگر آپ نہایت صبر و استقلال سے یہی فرماتے : اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۔

(بخاری کتاب الجہاد باب غزوہ اُحد)

کہ اے میرے اللہ! میری قوم کو ہدایت دے کیونکہ یہ نہیں جانتے کہ یہ کیا کررہے ہیں۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی سیرت کی پیروی میں یہ تعلیم دی ہے کہ:-

گالیاں سن کے دعا دو پاکے دُکھ آرام دو

کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

کفار مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بیٹیوں رقیہ اور ام کلثوم کے نکاح جو قبل از اسلام ابولہب کے دو بیٹوں سے ہو چکے تھے تڑوا دیئے۔

(سیرت ابن ہشام جلد ۲ صفحہ ۲۹۶، طبقات الکبریٰ لابن سعد جلد ۸ صفحہ ۳۷)

یہ بالکل اسی طرح ہے جس طرح آج مولوی فتوے دے کر احمدیوں کے نکاح تڑوا دیتے ہیں۔

ابولہب کی بیوی اُمّ جمیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پتھروں سے حملہ کرتی لیکن اللہ آپ کی حفاظت کرتا۔ آپ کی ہنڈیا پک رہی ہوتی تو اس میں غلاظت پھینک دی جاتی۔ حضرت ابوطالب کی وفات کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مظالم کا سلسلہ تیز ہو گیا۔ آپ کے سر پر خاک ڈال دی جاتی اس حالت میں جب آپ گھر تشریف لاتے تو آپ کی بیٹی مٹی سے بھرا ہوا آپ کا سر دھوتیں اور روتی جاتیں لیکن آپ فرماتے بیٹی رونا نہیں اللہ تمہارے باپ کا محافظ ہے۔

(ابن ہشام)

آپ کو طواف کعبہ سے روکا جاتا۔ بیت اللہ میں نماز پڑھنے سے منع کیا جاتا۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے آپ کی چادر سے آپ کا گلا گھونٹنے کی کوشش کی اس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سامنے آئے اور اس کو اس ظالمانہ فعل سے روکا اور فرمایا کہ تم ان کو صرف اس لئے قتل کرنا چاہتے ہو کہ یہ کہتے ہیں کہ میرا ربّ اللہ ہے۔

ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے، ابوجہل نے اپنے ساتھیوں سے کہا: کیا ہی اچھا ہو کہ کوئی شخص فلاں قبیلے سے ذبح ہونے والی اونٹنی کی بچہ دانی اُٹھا لائے اور جب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سجدہ کرے تو اس کی پشت پر رکھ دے۔ چنانچہ ایک بدقسمت نے یہ حرکت کی اور اوجھڑی لا کر آپ کی پشت مبارک پر رکھ دی اور پھر زور زور سے تمسخرانہ انداز میں ہنسنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مالک کے حضور سجدہ ریز تھے اتنے میں کسی نے حضرت فاطمہ کو اطلاع دی اور وہ آئیں اور آپ کی پشت پر سے وہ گند اُٹھایا تب جا کر آپ نے اپنا سر مبارک سجدہ سے اُٹھایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ تمام تکالیف صرف اور صرف اس لئے دی جا رہی تھیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ پر وہ تعلیم نازل ہو رہی تھی جو کفار کے مروّجہ خیالات اور گمراہ عقائد کے خلاف تھی اور اس پر اللہ تعالیٰ کا حکم آپ کو یہ تھا کہ:

وَاتَّبِعْ مَا یُوْحٰی اِلَیْکَ وَاصْبِرْ حَتّٰی یَحْکُمَ اللّٰہُ وَھُوَ خَیْرُ الْحٰکِمِیْنَ۔ (یونس: ۱۱۰) کہ اُس وحی کی پیروی کر جو تیری طرف نازل کی جا رہی ہے اور کفار کے ایذاء پر صبر سے کام لے یہاں تک کہ اللہ فیصلہ صادر فرما دے اور اللہ فیصلہ کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔

نیز فرمایا: فَاسْتَقِمْ کَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَکَ وَلَا تَطْغَوْا اِنَّہٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ o وَلَا تَرْکَنُوْٓا اِلَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّکُمُ النَّارُ وَمَا لَکُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ مِنْ اَوْلِیَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ o (ھود: ۱۱۳-۱۱۴) یعنی جیسے تجھے حکم دیا جاتا ہے (اس پر) مضبوطی سے قائم ہو جا اور وہ بھی (قائم ہو جائیں) جنہوں نے تیرے ساتھ توبہ کی ہے اور حد سے نہ بڑھو۔ یقیناً وہ اس پر جو تم کرتے ہو گہری نظر رکھنے والا ہے۔ اور ان لوگوں کی طرف نہ جھکو جنہوں نے ظلم کیا ورنہ تمہیں بھی آگ پکڑے گی اور اللہ کو چھوڑ کر تمہارے کوئی سرپرست نہ ہوں گے۔ پھر تم کوئی مدد نہیں دیئے جاؤ گے۔

سامعین کرام! جن مظالم و زیادتیوں کا خاکسار نے ذکر کیا ہے صرف اسی پر بس نہیں، بلکہ کفارِ مکہ کے سرداروں نے اڑھائی سال تک آپ کو اور آپ پر ایمان لانے والے صحابہ کرام کو شعبِ ابی طالب میں قید کر دیا۔ سب نے مل کر آپ کا بائیکاٹ کیا۔ آپ کے ساتھ شادی بیاہ، میل جول، خرید و فروخت، سب تعلقات منقطع کر دیئے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص شعب ابی طالب کے دَور کی سخت مشکلات اور بھوک کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ بھوک کے عالم میں ایک مرتبہ ایک نرم چیز ان کے پاؤں کے نیچے آئی اور وہ اس کو اٹھا کر کھا گئے انہیں نہیں معلوم کہ وہ چیز کیا تھی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابہ کرام پر بھی مظالم کی انتہا کر دی گئی۔ خاص طور پر وہ مسلمان جو غلام تھے اُن کی تکالیف تو بیان سے باہر ہیں۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اُمیّہ کے غلام تھے۔ وہ آپؓ کو تپتی ہوئی زمین پر پشت کے بل لٹا دیتا تھا پھر ایک وزنی پتھر آپ کے سینے پر رکھ دیتا اور کہتا کہ محمدؐ کا انکار کرو۔ مگر آپ اس حال میں بھی اَحد اَحد کے نعرے لگاتے۔ بالآخر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کو خرید کر آزاد کرایا۔

حضرت یاسر ان کی بیوی سمیہ اور بیٹا عمّار قریش کے قبیلہ بنومخزوم کے غلام تھے۔ ان کو بھی مکہ کی تپتی ریت میں سخت گرم دوپہر میں جب کہ عرب میں 50 ڈگری سیلسیس تک گرمی ہو جاتی ہے ریت کے میدان میں گھسیٹا جاتا اور طرح طرح کی اذیتوں کا نشانہ بنایا جاتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُنہیں صبر کی تلقین فرماتے اور کہتے اَے آل یاسر صبر کرو میری اور تمہاری ملنے کی جگہ جنت ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پتھریلے میدان سے گزر رہے تھے تو کیا دیکھتے ہیں کہ عمّار اور ان کے والدین کو اُن کے آقاؤں نے عذاب میں مبتلا کر رکھا ہے اس پر یاسر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف اتنا عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا اب زندگی اسی طرح ہی گزارنی ہو گی! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تسلی دیتے ہوئے فرمایا اَے آل یاسر صبر کرو اور پھر دُعا دی کہ اے اللہ یاسر کے خاندان کی مغفرت فرما اور تُو ان کی مغفرت فرما ہی چکا ہے۔ اور پھر ایک دن ابوجہل نے یاسر کی بیوی سمیہ کو نیزہ مار کر شہید کر دیا۔

یہی حال خباب، صہیب اور عمار اور دیگر اصحاب کا تھا۔ حضرت خباب کو تو آگ جلا کر اس میں ڈال دیا گیا دہکتے ہوئے کوئلوں نے ان کی پشت کو بھون کر رکھ دیا۔ یہی نہیں وہ ظالم حضرت خباب کی پشت پر پاؤں رکھ کر کھڑے ہو گئے۔؟ بالآخر ایک دن حضرت خباب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شکایت کی کہ یا رسول اللہ کیا آپ ہماری مدد نہیں کریں گے اور ہمارے لئے دعا نہیں کریں گے۔ آپ نے فرمایا تم سے پہلے لوگوں کو گڑھے کھود کر ان میں دفن کر دیا جاتا تھا اور سر پر آری چلا کر دو ٹکڑے کر دیا جاتا تھا مگر یہ چیز انہیں اُن کے دین سے جُدا نہ کر سکی اور لوہے کی کنگھیوں سے انکے گوشت نوچ لئے جاتے تھے لیکن وہ ہر حال میں خدا کی رضا پر صابر و شاکر رہے۔ پھر فرمایا خدا کی قسم اللہ اپنے دین کو غالب کر کے رہے گا اور ایک سفر کرنے والا صنعاء سے حضر موت تک کا سفر کرے گا لیکن اسے راستے میں سوائے اللہ کے کسی کا خوف نہ ہو گا۔

یہ مظلوم و معصوم مسلمان اس قدر ستائے گئے کہ بالآخر انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر حبشہ کی طرف ہجرت کرنی پڑی۔ حبشہ کے عیسائی بادشاہ نے ان کو پناہ دی۔ اور پھر اللہ نے اپنے نبی کو بھی ہجرت کا حکم دے دیا۔ آپ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مکہ سے نہایت کسمپرسی کی حالت میں مدینہ کی طرف نکلے۔ کفار مکہ نے آپ کا تعاقب کیا اور زندہ یا مردہ پکڑ کر لانے والے کے لئے سو اُونٹ اِنعام مقرر کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم 3 دن تک مکہ کے قریب غار ثور میں چھپے رہے۔ حضرت ابوبکر کو اس تاریک، گندگی سے بھری ہوئی غار میں سانپ نے ڈس لیا۔ کفار مکہ نے غار کے منہ تک آپ کا تعاقب کیا لیکن خدا نے ان ظالموں کو غار کے اندر جھانکنے کی توفیق نہ دی۔ ایسے موقع پر جبکہ نہایت خوفزدہ ماحول تھا اور قریب تھا کہ کفار غار میں داخل ہو جائیں، صبر و رضا اور عزم و ہمت کے پیکر سرور کائنات حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا تَحْزَن! اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا۔ کہ اے ابوبکر اے میرے ساتھی تم غم نہ کرو! اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ بالآخر آپ مکہ سے نکل کر ایک لمبا فاصلہ طے کر کے مدینہ پہنچے لیکن ظالم دشمن نے مدینہ میں بھی آپ کو چین سے رہنے نہ دیا۔ یہ مظلوم صحابہ بمطابق ارشادِ قرآنی وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰی مَآ اٰذَیْتُمُوْنَا (ابراہیم: آیت 13) کہ جو بھی تکلیف تم ہمیں پہنچاؤ گے ہم اس پر ضرور صبر کریں گے کے عزم صمیم پر قائم رہے۔ اور پھر جب آپ مدینہ تشریف لائے تو کفار مکہ نے کئی مرتبہ آپ پر حملے کئے۔ کبھی بدر کے میدان میں کبھی احد کے میدان میں اور کبھی تمام عرب کے قبائل کو اکٹھا کر کے مدینہ پر حملہ آور ہوئے اور مسلمانوں کی حالت یہ تھی کہ نہ ان کے پاس عددی طاقت تھی اور نہ مالی طاقت۔ نہ ہتھیار اور نہ پیشہ ور جنگجو لیکن اللہ تعالیٰ نے ان مسلسل حملوں کے باوجود بالآخر اس نبی معصوم کو پھر سے مکہ میں فاتحانہ شان کے ساتھ داخل ہونے کی توفیق بخشی اور اپنا یہ وعدہ پورا فرمایا: کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ کہ اللہ نے یہ فرض کر چھوڑا ہے کہ مَیں اور میرے رسول ضرور غالب آئیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنا یہ وعدہ اس طرح پورا فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ ہجرت کے آٹھویں سال مکہ میں داخل ہوئے۔

سامعین کرام! اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صبر کا ایک اَور بے نظیر نمونہ دُنیا کو دیکھنے کو ملتا ہے کہ آپ کے خون کے پیاسے، معصوم و مظلوم مسلمانوں پر 20 سال تک لگا تار مظالم برسانے والے، اُس وقت آپؐ کو اور آپ کے صحابہ کو دیکھ کر تھر تھر کانپ رہے تھے اور صحابہ کرام آپ کے ایک اشارہ پر ان ظالموں سے بدلہ لینے کے لئے تیار تھے۔ مگر آپ نے صبر کا ایسا شاندار نمونہ دکھایا کہ دُنیا حیران ہے۔ آپ نے اپنے جانی دشمنوں کو معاف کر کے اسلام کے لئے ان کے دلوں کو جیت لیا۔ ان تھر تھر کانپتے ہوئے اور رحم کی بھیک مانگتے ہوئے ظالموں سے آپ نے فرمایا: لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ اِذْھَبُوْا فَاَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ۔ کہ جاؤ آج کے دن تم پر کوئی گرفت نہیں۔ تم سب آزاد ہو۔

سامعین کرام! اپنے جانی دشمنوں اور خون پینے والوں کے ساتھ اجتماعی عفو عام کا اعلان ایسا اعلان ہے کہ آج تک دنیا اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔

سامعین کرام! ہجرت مدینہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جس قدر غزوات پیش آئے اس میں بھی آپ کے صبر کی داستانیں بکھری ہوئی ہیں۔ ان جنگوں میں جس قدر بے سروسامانی کے دَور سے آپ گزرے ہیں اور پھر مظلوم و معصوم شہداء کے غم صبر سے برداشت کئے ہیں تاریخ اسلام کا مؤرخ اس کو کس طرح بھلا سکتا ہے۔ جنگ اُحد میں آپ کے دندان مبارک شہید ہو گئے اور خود کی کڑیاں آپ کے گال میں چُبھ گئیں۔ جنگ حنین میں آپ اکیلے رہ گئے اور نہایت صبر اور شجاعت سے آپ نے بکھرے ہوئے صحابہ کو اکٹھا کیا۔ ان تمام جنگوں میں، ان تنگی کے زمانوں میں، آپؐ نے بھوک کے شدائد کو برداشت کیا۔ جب ایک صحابی نے اپنا پیٹ اُٹھا کر ایک پتّھر بندھا ہوا دکھایا تو آپ نے دو پتّھر بندھے ہوئے دکھائے۔ آپؐ اپنے صحابہ کو سواری تو درکنار تپتی ہوئی ریت میں چلنے کے لئے جوتی تک مہیا نہیں کر سکتے تھے اور صحابہ اس پر آنسو بہاتے تھے۔ سامعین کرام! اندازہ لگائیے یہ وہ جنگیں ہیں جن کو دشمنان اسلام غلط طور پر پیش کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جبر کا الزام لگاتے ہیں۔

دشمنانِ اسلام کی طرف سے لادا گیا ظالمانہ جنگوں کا یہ دس سالہ دَور باوجود کم عددی، کم طاقتی اور بے سروسامانی کے جنگ کے صبر آزما اصولوں سے مزین تھا۔ جس میں یہ اصول تھا کہ کسی بوڑھے بچے اور عورت کو قتل نہیں کرنا۔ کسی کی کھیتی اور باغ کو نہیں اُجاڑنا۔ کسی کی مذہبی عبادت گاہوں اور مذہبی پیشواؤں کو قتل نہیں کرنا۔

سامعین کرام! ذرا غور کیجئے جب انسان خود کمزور ہو تو وہ طاقت ور حریف کو جس طرح بھی ہو سکے نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا ہے۔ اور وہ بھی ایسا طاقتور دشمن جس کا اپنا کوئی اصول نہ ہو اور جو مد مقابل کو ہر ناجائز طریق سے نقصان پہنچانے پر کمر بستہ ہو۔ اب سوچئے ایسی جنگیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کے لئے کس قدر صبر آزما ہوئی ہونگی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا ان صابر و شاکر بندوں سے فتح کا وعدہ تھا اور اس نے اپنا وعدہ بروقت پورا فرمایا۔ بدر کی بے سروسامانی کی جنگ بالآخر مکہ کی فتح پر منتج ہوئی اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو مزید فتوحات سے نوزا۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

”ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ میں خود سبقت کر کے ہر گز تلوار نہیں اٹھائی بلکہ ایک زمانہ دراز تک کفار کے ہاتھ سے دُکھ اٹھایا اور اس قدر صبر کیا جو ہر ایک انسان کا کام نہیں۔ اور ایسا ہی آپ کے اصحابؓ بھی اسی اعلیٰ اصول کے پابند رہے۔ اور جیسا کہ ان کو حکم دیا گیا تھا کہ دُکھ اٹھاؤ اور صبر کرو ایسا ہی انہوں نے صدق اور صبر دکھایا۔ وہ پیروں کے نیچے کچلے گئے۔ انہوں نے دم نہ مارا ان کے بچے ان کے سامنے ٹکڑے ٹکڑے کئے گئے۔

وہ آگ اور پانی کے ذریعہ سے عذاب دئے گئے مگر وہ شر کے مقابلہ سے ایسے باز رہے کہ گویا وہ شیر خوار بچے ہیں۔ کون ثابت کر سکتا ہے کہ دنیا میں تمام نبیوں کی امتوں میں سے کسی ایک نے بھی باوجود قدرتِ انتقام ہونے کے خدا کا حکم سُن کر ایسا اپنے تئیں عاجز اور مقابلہ سے دستکش بنالیا جیسا کہ انہوں نے بنایا۔ کس کے پاس اس بات کا ثبوت ہے کہ دنیا میں کوئی اور بھی ایسا گروہ ہوا ہے جو باوجود بہادری اور جماعت اور قوتِ بازو اور طاقت مقابلہ اور پائے جانے تمام لوازم مردی اور مردانگی کے، پھر خونخوار دشمن کی ایذاء اور زخم رسانی پر تیرہ برس تک برابر صبر کرتا رہا؟ ہمارے سید و مولیٰ اور آپ کے صحابہؓ کا یہ صبر کسی مجبوری سے نہیں تھا۔ بلکہ اس صبر کے زمانہ میں بھی آپ کے جاں نثار صحابہؓ کے وہی ہاتھ اور بازو تھے جو جہاد کے حکم کے بعد انہوں نے دکھائے۔ اور بسا اوقات ایک ہزار جوان نے مخالف کے ایک لاکھ سپاہی نبرد آزما کو شکست دے دی۔ ایسا اس لئے ہوا تا لوگوں کو معلوم ہو کہ جو مکہ میں دشمنوں کی خون ریزیوں پر صبر کیا گیا تھا اس کا باعث کوئی بزدلی اور کمزوری نہیں تھی، بلکہ خدا کا حکم سن کر انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے تھے، اور بکریوں اور بھیڑوں کی طرح ذبح ہونے کو تیار ہو گئے تھے۔ بے شک ایسا صبر انسانی طاقت سے باہر ہے، اور گو ہم تمام دنیا اور تمام نبیوں کی تاریخ پڑھ جائیں، تب بھی ہم کسی اُمت میں اور کسی نبی کے گروہ میں یہ اخلاق فاضلہ نہیں پاتے۔ اور اگر پہلوں میں سے کسی کے صبر کا قصہ بھی ہم سنتے ہیں تو فی الفور دل میں گزرتا ہے کہ قرائن اس بات کو ممکن سمجھتے ہیں کہ اس صبر کا موجب دراصل بزدلی اور عدم قدرتِ انتقام ہو۔ مگر یہ بات کہ ایک گروہ جو در حقیقت سپاہیانہ ہنر اپنے اندر رکھتا ہو، اور بہادر اور قوی دل کا مالک ہو، اور پھر وہ دُکھ دیا جائے، اور اس کے بچے قتل کئے جائیں، اور اس کو نیزوں سے زخمی کیا جائے، مگر پھر بھی وہ بدی کا مقابلہ نہ کرے۔ یہ وہ مردانہ صفت ہے جو کامل طور پر، یعنی تیرہ برس ہمارے نبی کریم اور آپ کے صحابہؓ سے ظہور میں آئی ہے۔ اس قسم کا صبر جس میں ہر دم سخت بلاؤں کا سامنا تھا، جس کا سلسلہ تیرہ برس کی دراز مدت تک لمبا تھا، در حقیقت بے نظیر ہے۔ اور اگر کسی کو اس میں شک ہو تو ہمیں بتلا دے کہ گذشتہ راست بازوں میں اس قسم کی نظیر کہاں ہے۔؟؟

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد)

سامعین کرام! آج جماعت احمدیہ بھی اُس دَور میں سے گزر رہی ہے جہاں اُسے سرور کائنات حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے اِس حسین پہلو کو جس کا تعلق صبر و ثبات سے ہے اپنانے کی اور اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کا حصہ بنانے کی توفیق مل رہی ہے۔ اور جماعت احمدیہ بفضلہٖ تعالیٰ خلافت احمدیہ کے زیر سایہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کے اس حسین پہلو کو گزشتہ سو سال سے اپنا رہی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص نے دُعا کی درخواست کی کہ ایک مولوی جو ان کے گاؤں میں مدرّس ہے بڑی تکلیف دیتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ بات سن کر مسکرائے اور فرمایا :-

”اس جماعت میں جب داخل ہوئے ہو تو اس کی تعلیم پر عمل کرو۔ اگر تکالیف نہ پہنچیں تو پھر ثواب کیونکر ہو۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں تیرہ برس تک دُکھ اُٹھائے۔ تم لوگوں کو اُس زمانے کی تکالیف کی خبر نہیں اور نہ وہ تم کو پہنچیں ہیں۔ مگر آپؐ نے صحابہ کو صبر ہی کی تعلیم دی۔ آخر کار سب دشمن فنا ہوگئے۔ ایک زمانہ قریب ہے کہ تم دیکھو گے کہ یہ شریر لوگ بھی نظر نہ آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ اس پاک جماعت کو دنیا میں پھیلائے۔ اب اس وقت یہ لوگ تمہیں تھوڑے دیکھ کر دکھ دیتے ہیں، مگر جب یہ جماعت کثیر ہو جائے گی تو یہ سب خود ہی چپ ہو جائیں گے۔ اگر خدا تعالیٰ چاہتا تو یہ لوگ دُکھ نہ دیتے اور دُکھ دینے والے پیدا نہ ہوتے، مگر خدا تعالیٰ اُن کے ذریعہ سے صبر کی تعلیم دینا چاہتا ہے۔ تھوڑی مدت صبر کے بعد دیکھو گے کہ کچھ بھی نہیں ہے۔ جو شخص دُکھ دیتا ہے، یا تو توبہ کر لیتا ہے یا فنا ہو جاتا ہے۔ کئی خط اِس طرح آتے ہیں کہ ہم گالیاں دیتے تھے اور ثواب جانتے تھے، لیکن اب توبہ کرتے ہیں اور بیعت کرتے ہیں۔ صبر بھی ایک عبادت ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ صبر والوں کو وہ بدلے ملیں گے جن کا کوئی حساب نہیں ہے۔ یعنی اُن پر بے حساب انعام ہوں گے۔ یہ اجر صرف صابروں کے واسطے ہے۔ دوسری عبادت کے واسطے اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ نہیں ہے۔ جب ایک شخص ایک کی حمایت میں زندگی بسر کرتا ہے تو جب اُسے دُکھ پر دُکھ پہنچتا ہے تو آخر حمایت کرنے والے کو غیرت آتی ہے، اور وہ دُکھ دینے والے کو تباہ کر دیتا ہے۔ اسی طرح ہماری جماعت خدا تعالیٰ کی حمایت میں ہے اور دکھ اٹھانے سے ایمان قوی ہو جاتا ہے۔ صبر جیسی کوئی شئے نہیں۔“

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۵۴۳، جدید ایڈیشن)

سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۲/نومبر ۲۰۱۰ء میں احباب جماعت کو صبر کی نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

”اللہ تعالیٰ فتوحات اُن کو دیتا ہے جن کے ایمانوں میں پختگی ہو۔ جن کے صبر کا معیار اعلیٰ ہو۔ جن کو اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر یقین کامل ہو۔ یہ دُکھ اور عارضی تکلیفیں ایمانوں میں جلا پیدا کر رہی ہوں۔ اُن کو پتہ ہو کہ یہ تو ہمارے لئے کھاد کا کام دینے کے لئے ہیں۔ پس ہمارا کام ہے کہ عارضی ابتلاؤں اور مشکلات سے صبر و استقامت دکھاتے ہوئے گزرتے چلے جائیں۔ اپنی دعاؤں میں پہلے سے بڑھ کر توجہ کریں۔

ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتایا کہ وہ کون لوگ ہیں جو صبر اور دُعا سے کام لیتے ہیں۔ فرماتا ہے

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخَاشِعِيْنَ

(البقرہ : آیت ۴۶)

اور صبر اور نماز کے ساتھ مدد مانگو اور یقیناً یہ عاجزی کرنے والوں کے سوا سب پر بوجھل ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے تعلق میں وہی لوگ آگے بڑھ سکتے ہیں، صبر اُنہی لوگوں میں پیدا ہوتا ہے جو عاجزی دکھاتے ہیں۔“ فرمایا :-

”انہیں لوگوں کو خدا تعالیٰ نے یہ خوشخبری دی ہے کہ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ۔ (البقرہ : 158) کہ یہی وہ لوگ ہیں جن پر اُن کے ربّ کی طرف سے برکتیں نازل ہوتی ہیں، اور رحمت بھی ہے، اور یہی لوگ ہدایت پانے والے ہیں۔ پس ہمیں کوئی جو چاہے کہے، یا کہتا چلا جائے کہ اتنے لمبے عرصے کے جو ابتلا ہیں یہ تمہیں جھوٹا ثابت کر رہے ہیں۔ ہمیں اس کی ذرّہ بھر بھی پرواہ نہیں، کیونکہ خدا تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ خدا تعالیٰ ہمارے ان ابتلاؤں پر صبر کی وجہ سے ہم پر برکتیں نازل فرما رہا ہے، جن کو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ اور ہم ہی ہیں جنہیں ہدایت یافتہ ہونے کی سند بھی اللہ تعالیٰ عطا فرما رہا ہے۔ پس ہمارا کام یہ ہے کہ جو بھی ہم پر گزر جائے، کبھی صبر اور دعا کے دامن کو ہاتھ سے نہیں جانے دینا، کبھی اِس کو نہیں چھوڑنا، تا کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے ہم وارث بنتے چلے جائیں۔“

اللہ تعالیٰ ہم سب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے عاشق صادق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت طیبہ کے اس حسین پہلو پر جس کا تعلق صبر و ثبات سے ہے دل و جان سے عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ آخر پر خاکسار اپنی تقریر ان قرآنی دُعاؤں پر ختم کرتا ہے۔

رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ

(بقرہ : آیت 251)

اے ہمارے ربّ! ہم پر صبر نازل کر اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور حق کا انکار کرنے والی قوم کے خلاف ہماری مدد کر۔

رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ (بقرہ : آیت 251)

اے ہمارے ربّ ہم پر صبر اُنڈیل اور ہمیں مسلمان ہونے کی حالت میں وفات دے۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

☆☆☆

جلسہ سیرت النبی ﷺ

جملہ مبلغین و معلمین کرام / صدر صاحبان و امراء کرام کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ جلسہ سیرت النبی ﷺ مورخہ 16 فروری بروز بدھ وار شایانِ شان طریق سے منعقد کریں۔ اس جلسہ میں آنحضرت ﷺ کی سیرت کے مختلف پہلوؤں کو مدنظر رکھتے ہوئے مقررین سے تقاریر کرنے کی درخواست ہے۔ بعدہ ہر تین ماہ میں ایک جلسہ سیرۃ النبی ﷺ منعقد کیا جائے۔

اسی طرح دوران سال مندرجہ ذیل پروگرام بھی منعقد کریں۔

☆...... 20 فروری جلسہ یوم مصلح موعودؓ۔ ☆...... 23 مارچ جلسہ یوم مسیح موعود علیہ السلام۔ ☆...... 27 مئی جلسہ یوم خلافت۔ ☆...... ہفتہ قرآن مجید سال میں دو۔ پہلا ہفتہ یکم اپریل تا 7 اپریل۔ دوسرا ہفتہ 8 ستمبر تا 14 ستمبر۔ ☆...... تربیتی جلسے۔ مہینے میں ایک تربیتی جلسہ منعقد کریں۔ (ادارہ)

وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا

وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائیگا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی

سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ کو ایک اشتہار شائع کیا اور اسمیں مصلح موعود کے بارہ میں ایک عظیم الشان پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

بالہام اللہ تعالیٰ واعلامہ عزّ وجلّ خدائے رحیم و کریم بزرگ و برتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے (جلّ شانہٗ وعزّ اسمہٗ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا سو میں نے تیری تضرّعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے۔ اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجے سے نجات پاویں۔ اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔ اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں۔ جو چاہتا ہوں سو کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اسکی کتاب اور اسکے پاک رسول محمد مصطفیٰ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔ سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے اسکا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اسکو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے اور وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اسکے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا وہ دنیا میں آئیگا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت وغیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (اسکے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ۔ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جسکو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اسمیں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اسکے سر پر ہوگا وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائیگا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا

پیشگوئی مصلح موعودؓ

پھر خدائے کریم جلّ شانہٗ نے مجھے بشارت دے کر کہا کہ تیرا گھر برکت سے بھرے گا اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا اور خواتین مبارکہ سے جن میں سے تو بعض کو اسکے بعد پائے گا تیری نسل بہت ہوگی اور میں تیری ذریت کو بہت بڑھاؤں گا اور برکت دوں گا مگر بعض ان میں سے کم عمری میں فوت بھی ہوں گے اور تیری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیل جائے گی اور ہر ایک شاخ تیرے جدی بھائیوں کی کاٹی جائے گی اور وہ جلد لاولد رہ کر ختم ہو جائے گی۔ اگر وہ توبہ نہ کریں گے تو خدا ان پر بلا پر بلا نازل کرے گا۔ یہاں تک کہ وہ نابود ہو جائیں گے۔ انکے گھر بیواؤں سے بھر جائیں گے اور انکی دیواروں پر غضب نازل ہوگا۔ لیکن اگر وہ رجوع کریں گے تو خدا رحم کے ساتھ رجوع کرے گا۔ خدا تیری برکتیں اردگرد پھیلائے گا اور ایک اجڑا ہوا گھر تجھ سے آباد کرے گا۔ اور ایک ڈراؤنا گھر برکتوں سے بھر دے گا۔ تیری ذریت منقطع نہیں ہوگی اور آخری دنوں تک سرسبز رہے گی۔ خدا تیرے نام کو اس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے عزت کے ساتھ قائم رکھے گا اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا۔ میں تجھے اٹھاؤں گا اور اپنی طرف بلاؤں گا پر تیرا نام صفحۂ زمین سے کبھی نہیں اٹھے گا اور ایسا ہوگا کہ سب وہ لوگ جو تیری ذلت کی فکر میں لگے ہوئے ہیں اور تیرے ناکام رہنے کے درپے اور تیرے نابود کرنے کے خیال میں ہیں وہ خود ناکام رہیں گے۔ اور ناکامی اور نامرادی میں مریں گے۔ لیکن خدا تجھے بکلی کامیاب کرے گا۔ اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا۔ اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا اور انمیں کثرت بخشوں گا۔ اور وہ مسلمانوں کے اس دوسرے گروہ پر تا بروز قیامت غالب رہیں گے جو حاسدوں اور معاندوں کا گروہ ہے۔ خدا انہیں نہیں بھولے گا اور فراموش نہیں کرے گا۔ اور وہ علیٰ حسب الاخلاص اپنا اپنا اجر پائیں گے۔ تو مجھ سے ایسا ہے جیسے انبیاء بنی اسرائیل (یعنی ظلی طور پر ان سے مشابہت رکھتا ہے) تو مجھ سے ایسا ہے جیسی میری توحید تو مجھ سے اور میں تجھ سے ہوں اور وہ وقت آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا بادشاہوں اور امیروں کے دل میں تیری محبت ڈالے گا۔ یہاں تک کہ وہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ اے منکرو اور حق کے مخالفو! اگر تم میرے بندے کی نسبت شک میں ہو اگر تمہیں اس فضل و احسان سے کچھ انکار ہے جو ہم نے اپنے بندے پر کیا تو اس نشان رحمت کی مانند تم بھی اپنی نسبت کوئی سچا نشان پیش کرو اگر تم سچے ہو اور اگر تم پیش نہ کر سکو۔ تو اس آگ سے ڈرو کہ جو نافرمانوں اور جھوٹوں اور حد سے بڑھنے والوں کے لئے تیار ہے۔

(فقط الراقم خاکسار غلام احمد مؤلف براہین احمدیہ۔ ہوشیار پور۔
طویلہ شیخ مہر علی صاحب رئیس ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

☆☆☆☆☆☆☆

دعویٰ مصلح موعودؓ کے متعلق پرشوکت اعلان

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی المصلح موعودؓ نے 20 فروری 1944ء بمقام ہوشیار پور یہ پرشوکت اعلان فرمایا:۔

"میں خدا کے حکم کے ماتحت قسم کھا کر یہ اعلان کرتا ہوں کہ خدا نے مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کے مطابق آپ کا وہ موعود بیٹا قرار دیا ہے جس نے زمین کے کناروں تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام پہنچانا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ میں ہی موعود ہوں اور کوئی موعود قیامت تک نہیں آئے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اور موعود بھی آئیں گے اور بعض ایسے موعود بھی ہوں گے جو صدیوں کے بعد پیدا ہوں گے۔ بلکہ خدا نے مجھے بتایا ہے کہ وہ ایک زمانہ میں خود مجھ کو دوبارہ دنیا میں بھیجے گا اور میں پھر کسی شرک کے زمانہ میں دنیا کی اصلاح کے لئے آؤں گا جس کے معنے یہ ہیں کہ میری روح ایک زمانہ میں کسی اور شخص پر جو میرے جیسی طاقتیں رکھتا ہوگا نازل ہوگی اور وہ میرے نقشِ قدم پر چل کر دنیا کی اصلاح کرے گا۔ پس آنے والے آئیں گے اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق اپنے اپنے وقت پر آئیں گے۔ میں جو کچھ کہتا ہوں وہ یہ ہے کہ وہ پیشگوئی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اس شہر ہوشیار میں سامنے والے مکان میں نازل ہوئی جس کا اعلان آپ نے اِس شہر سے فرمایا اور جس کے متعلق فرمایا کہ وہ ۹ سال کے عرصہ میں پیدا ہوگا وہ پیشگوئی میرے ذریعہ سے پوری ہو چکی ہے اور اب کوئی نہیں جو اس پیشگوئی کا مصداق ہو سکے"۔ (انوار العلوم جلد 17 صفحہ 161-162)

پیشگوئی مصلح موعود کی
عظیم الشان باون علامات

پیشگوئی مصلح موعود بڑی تفصیلی ہے جس سے ظاہر ہے کہ آنے والا کئی قسم کی خصوصیات کا حامل ہوگا۔ چنانچہ اگر اس پیشگوئی کا غور سے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس پیشگوئی میں آنے والے موعود کی مندرجہ ذیل علامات بیان کی گئی ہیں:

☆......پہلی علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ قدرت کا نشان ہوگا۔

☆......دوسری علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ رحمت کا نشان ہوگا

☆......تیسری علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ قربت کا نشان ہوگا

☆......چوتھی علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ فضل کا نشان ہوگا

☆......پانچویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ احسان کا نشان ہوگا

☆......چھٹی علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ صاحب شکوہ ہوگا

☆......ساتویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ صاحب عظمت ہوگا

☆......آٹھویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ صاحب دولت ہوگا

☆......نویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ مسیحی نفس ہوگا۔

☆......دسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔

☆......گیارھویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ کلمۃ اللہ ہوگا

☆......بارھویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ خدا تعالیٰ کی رحمت اور غیوری نے اسے اپنے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہوگا۔

☆......تیرھویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ سخت ذہین ہوگا

☆......چودھویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ سخت فہیم ہوگا

☆......پندرھویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ دل کا حلیم ہوگا

☆......سولھویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ علوم ظاہری سے پُر کیا جائے گا

☆......سترھویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ علوم باطنی سے پُر کیا جائے گا

☆......اٹھارویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا

☆......انیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ دوشنبہ کا اس کے ساتھ خاص تعلق ہوگا

☆......بیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ فرزند دلبند ہوگا

☆......اکیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ گرامی ارجمند ہوگا

☆......بائیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ مظہر الاوّل ہوگا

☆......تیئیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ مظہر الآخر ہوگا۔

☆......چوبیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ مظہر الحق ہوگا

☆......پچیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ مظہر العلا ہوگا۔

☆......چھبیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ کا مصداق ہوگا۔

☆......ستائیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ اس کا نزول بہت مبارک ہوگا

☆......اٹھائیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ اس کا نزول جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔

☆......انتیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ نور ہوگا۔

☆......تیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ خدا کی رضامندی کے عطر سے ممسوح ہوگا

☆......اکتالیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ خدا اس میں اپنی روح ڈالے گا۔

☆......بتیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا

☆......تینتیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ جلد جلد بڑھے گا۔

☆......چونتیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔

☆......پینتیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔

☆......چھتیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ قومیں اس سے برکت پائیں گی

☆......سینتیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ نفسی نقطۂ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا

☆......اڑتیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ دیر سے آنے والا ہوگا۔

☆......انتالیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ دور سے آنے والا ہوگا

☆......چالیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ فخر رُسل ہوگا۔

☆......اکتالیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ اس کی ظاہری برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی

☆......بیالیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ اس کی باطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی۔

☆......تینتالیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ یوسف کی طرح اس کے بڑے بھائی اس کی مخالفت کریں گے۔

☆......چوالیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ بشیر الدولہ ہوگا۔

☆......پینتالیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ شادی خاں ہوگا

☆......چھیالیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ عالم کباب ہوگا

☆......سینتالیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ حسن و احسان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نظیر ہوگا۔

☆......اڑتالیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ کلمۃ العزیز ہوگا۔

☆......انچاسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ کلمۃ اللہ ہوگا

☆......پچاسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ ناصر الدین ہوگا

☆......اکیاونویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ فاتح الدین ہوگا۔

☆......باونویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ بشیر ثانی ہوگا۔

(''الموعود'' تقریر فرمودہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مورخہ ۲۸ دسمبر ۱۹۴۴ء برموقع جلسہ سالانہ قادیان، بحوالہ انوار العلوم۔ ربوہ: فضل عمر فاؤنڈیشن، جلد ۱۷ صفحہ ۵۲۹ - ۵۳۲)

☆ ☆ ☆ ☆

☆ ☆ ☆ ☆☆ ☆ ☆ ☆

22 ویں مجلس شوریٰ بھارت

جماعت ہائے احمدیہ بھارت کی 22 ویں مجلس شوریٰ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے انشاء اللہ 19-20 مارچ 2011 (بروز ہفتہ اتوار) منعقد ہوگی۔ جملہ عہدیداران جماعت حسب قواعد نمائندگان بھجوانے کی تیاری کریں۔ اس تعلق میں تفصیلی سرکلر بھجوایا جارہا ہے۔ یاد رہے کہ زونل امراء کرام جماعتوں کے امراء و صدر صاحبان اپنے عہدہ کے لحاظ سے شوریٰ کے ممبر ہوتے ہیں، باقی نمائندگان قواعد کے مطابق منتخب کئے جاتے ہیں۔ جو نمائندگان ایسی سہولت کے مدنظر شرکت کر سکتے ہوں وہ ضرور تشریف لائیں۔ شوریٰ کی نمائندگی بہر حال ایک اعزاز ہے۔ اس دو روزہ مجلس شوریٰ کی ہر جہت سے کامیابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

(ناظر اصلاح و ارشاد قادیان۔ سیکرٹری مجلس شوریٰ بھارت)

محمود احمد بانی
منصور احمد بانی
اَسد | شہروز | مسرُور

BANI ®
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات

Our Founder:
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908-1968)
(ESTABLISHED 1956)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
5, SOOTERKIN STREET, KOLKATA-700072

BANI AUTOMOTIVES
56, TOPSIA ROAD (SOUTH)
KOLKATA- 700046

BANI DISTRIBUTORS
5, SOOTERKIN STREET
KOLKATA-700072

PHONE: CITY SHOWROOM: 2236-9893, 2234-7577, WAREHOUSE: 2343-4006, 2344-8741, RESIDENCE: 2236-2096, 2237-8749, FAX: 91-33-2234-7577

مصلح موعود حضرت محمود رضی اللہ عنہ کی صداقت کیلئے
آسمانی نشان اور اہل پیغام

(محترم خورشید احمد صاحب پر بھاکر، درویش قادیان)

سرتاج انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیارے معصوم کلکی اوتار احمد علیہ السلام کی صداقت کی تائید میں چودہ سو سال پہلے آسمان کو گواہ ٹھہرایا تھا کہ اِنَّ لِمَھْدِیْنَا اٰیَتَیْنِ یَنْکَسِفُ الْقَمَرُ لِاَوَّلِ لَیْلَۃٍ مِّنْ رَمَضَانَ وَتَنْکَسِفُ الشَّمْسُ فِی النِّصْفِ مِنْہُ ......

(دارقطنی جلد 1، صفحہ 189، مصنّفہ علاّمہ دارقطنی محدث راوی حضرت امام باقر، شیعوں کے پانچویں امام)

عرب میں اس وقت نہ کوئی کالج تھا نہ رسدگاہ، نہ کوئی ہیئت کے باریک حسابات سے واقف تھا اور آپؐ اَن پڑھ تھے۔ آپ نے ان ایّام میں فرمایا کہ (۱) ہمارے پیارے مہدی علیہ السلام کا ظہور ہوگا تو ان کی موجودگی میں۔(۲) ماہِ رمضان میں چاند کو چاندنی راتوں میں سے پہلی ابیض رات 13ویں کو گرہن لگے گا۔ (۳) اسی ماہ رمضان میں رمضان کی 28ویں تاریخ کو سورج گہنایا جائے گا۔ چنانچہ یہ دونوں گرہن اپنی جملہ شرائط کے ساتھ 1894ء میں وقوع میں آئے۔ جبکہ چاند کو تیرہویں رمضان 1311 ہجری بمطابق 21 مارچ 1894ء کو گرہن لگا اور پورے کا پورا چاند گہنایا گیا۔ اور اسی ماہ رمضان 28ویں تاریخ 1311 ہجری کو بمطابق 6/اپریل 1894 بروز جمعہ سورج گرہان ہوا۔ ان گرہنوں کی تفاصیل اس زمانے کے لٹریچر میں شائع شدہ ہے۔ حضرت امام مہدی کلکی اَوتار احمد علیہ السلام نے نشان آسمانی اور نور الحق اور کئی دیگر کتب میں تفصیل سے بحث کی ہے اور حلف لے کر اس آسمانی نشان کو اپنی صداقت کا گواہ ٹھہرایا ہے۔

1894ء میں برپا ہونے والے گرہن کو جماعت احمدیہ کے سبھی افراد اور اکابرین نے صدق دل سے بشاشت کے ساتھ مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی کا آسمانی نشان قرار دیا۔ اسے دل سے قبول کیا۔ صدقہ وخیرات دیا۔ نماز خسوف وکسوف ادا کی اور خطبہ دیا۔ ان اکابرین میں مولوی محمد علی اور دیگر اصحاب شامل تھے۔ گرہن کی تفصیلات اور اکابرین جماعت کا کردار تاریخ میں محفوظ ہے۔

ایسا نادر الوقوع، نایاب اور پُر عجوبہ گرہن، جسے جیوتش کی زبان میں خاص یوگ (گرہن) جینتی کہا جاتا ہے وہ انسانی کوششوں، انسانی منصوبوں، انسانی سازشوں، مکروفریب، حیلہ و بہانہ سے بالا ہوتا ہے۔ کیونکہ آسمان پر کسی فرقۂ مولویان، گرجا سے نکلنے والے دجّال، پوادر اور پنڈت صاحبان کی دست اندازی چل نہیں سکتی۔ سوائے موعود نبی، اوتار، مصلح، مجدّد کو سچّا تسلیم کر لینے کے کوئی راہِ فرار باقی نہیں رہتی۔

مصلح موعودؓ کے بارے میں پیش خبریاں

مصلح موعودؓ کے بارے میں پیش خبریاں :: مذہبی دنیا میں ''موعُود'' وہ مقدس ہستی ہوتی ہے جس کے بارے میں اس کے ظہور سے قبل پیشگوئیاں پائی جاتی ہوں۔ حضرت محمود رضی اللہ عنہ کے بارے میں سابقہ صحف کے علاوہ موجودہ تین گرنتھوں میں پیش خبریاں موجود ہیں۔

الہامی بشارات :: سیدنا حضرت مسیح موعود، مہدی احمد علیہ السلام نے چلّہ کشی کے بعد حضرت مصلح موعود محمودؓ کے متعلق الہامی بشارات دیں کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے :-

''......مَیں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں ......ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریّت ونسل ہوگا ......وہ دنیا کے کناروں تک شہرت پائے گا...... کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ''

(اشتہار 20 فروری 1886ء - اخبار ریاض ہند ضمیمہ یکم مارچ 1886ء، امرتسر)

پسر موعود کے تولّد کی میعاد مسیح موعود علیہ السلام نے مارچ 1886ء تا مارچ 1895 نو سال بحکم الٰہی مشتہر فرمائی تھی۔ لیکن خدا کا کرنا کہ ہندوؤں کے ایک نمائندہ پنڈت لیکھرام جی ویدک دھرم کی تائید اور مذہب اسلام کی تردید کیلئے کلکی اوتار احمد علیہ السلام کے بالمقابل میدان مقابلہ میں اُترے۔ اپنے پرمیشور سے بالمشافہ گفتگو کرنے اور متعدد الہامات پانے کے دعوے بعد بڑے دھڑلّے سے کلیات آریہ مسافر میں متواتر شائع کرتے رہے کہ:

کلکی اَوتار مرزا غلام احمد کا تین سال کے اندر اندر ہر جہت سے کلیۃً خاتمہ ہوجائے گا اور اس کی نسل سے کوئی باقی نہیں رہے گا ......وہ لڑکا مصلح موعود نہیں بلکہ مفسدِ موعود ہوگا......ابد تک ان کے ہاں کوئی بیٹا پیدا نہ ہوگا...... پنڈت لیکھرام کی امام مہدی احمد علیہ السلام کے ہر لحاظ سے کلیۃً نیست و نابود ہونے کی میعاد 18 مارچ 1886ء تا 18 مارچ 1889ء تین سال تھی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی عظیم پیشگوئی

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی عظیم پیشگوئی : حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نور دین اعظم نے حضرت مصلح موعود کے متعلق ایک نہایت بلند شان عظیم پیش خبری دی۔ آپ 1908ء میں حضرت مسیح موعود، مہدی مسعود کے وصال کے بعد آپؑ کے جانشین وخلیفہ منتخب ہوئے تھے۔ آپ نے دسمبر 1912ء میں درس قرآن دیتے ہوئے فرمایا :-

'' جس طرح خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے فتوحات کے وعدے کئے تھے لیکن قوم کی نافرمانی کی وجہ سے وہ وعدے چالیس برس پیچھے ڈال دیئے گئے اسی طرح خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بھی وعدے کئے ہیں......لیکن تمہاری (اس وقت کے اکابرین مولوی محمد علی، خواجہ کمال الدین اور دیگر ساتھی) گستاخیوں کی وجہ سے احمدیت کی فتح کا زمانہ پیچھے ڈال دیا گیا۔ مگر آج سے تیس سال بعد مظہر قدرت ظاہر ہوگا اور اس طرح اللہ تعالیٰ اس بندہ کے ذریعہ اس بند کئے ہوئے دروازہ کو کھولنے کے سامان کردے گا'' (حیاتِ نُور صفحہ 204)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی بشارت 1913ء سے شمار ہوگی کیونکہ 1912ء کا سال تو گذر چکا تھا۔

خوشخبری کے معیّن الفاظ

خوشخبری کے معیّن الفاظ:: حضرت خلیفہ اوّل نے معین الفاظ میں فرمایا: ''تیس سال کے بعد انشاء اللہ مجھے امید ہے کہ مجدد یعنی موعود ظاہر ہوگا۔'' (حیات نور صفحہ 204)

اس خدائی بشارت سے حتمی طور پر ظاہر ہے کہ شمسی لحاظ سے 1943ء میں اور قمری سالوں کے لحاظ سے 1944ء میں کوئی نہ کوئی مجدد، مصلح موعود مبعوث ہوگا۔ اس انقلاب آفریں عظیم شخصیت کے ظہور سے دنیائے احمدیت میں عالی شان ترقیات و کامیابیاں ہونگی اور زمانہ صداقت سَت یُگ مضبوط بنیادوں پر قائم ہوگا اور روحانیت کی دنیا کو روشن کردے گا۔

سال 1943ء اور سال 1944ء موعود مجدد کی عظیم الشان شخصیت اور احمدیت کی ترقی و کامیابی سے گہرا تعلق رکھتے ہیں ان کی تفصیل اپنے موقعہ پر آگے بیان ہوگی۔

حضرت مصلح موعودؓ کا اپنا رؤیا :

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ کے گھر لاہور میں قیام پذیر تھے کہ آپ نے ایک شفاف رؤیا دیکھی کہ :

'' اَنَا الْمَسِیْحُ الْمَوْعُود وَمَثِیْلُہٗ وَخَلِیْفَتُہٗ

(اخبار الفضل قادیان، یکم فروری 1944ء)

یعنی مَیں مسیح موعود ہوں اور اس کا مثیل ہوں اور اس کا خلیفہ ہوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اس رؤیا کی خود یہ تشریح بیان کی ہے کہ '' مطلب یہ ہے کہ اس کا مثیل ہونے کے لحاظ سے ایک رنگ میں میں بھی مسیح موعود ہُوں کیونکہ جو کسی کا نظیر ہوگا اور اس کے اخلاق کو اپنے اندر لے گا وہ ایک رنگ میں اس کا نام پانے کا مستحق ہوگا۔''

(الفضل قادیان یکم فروری 1944)

ہندو دھرم گرنتھ اور جیوتش گرنتھ

ہندو دھرم گرنتھ اور جیوتش گرنتھ :: ہندوؤں کے گرنتھوں میں کل یُگ کے اَوتار کرشن جی مہاراج کے سوروپ مثیل ومظہر کے بارے تفاصیل ملتی ہیں جنکی کی رُو سے اَوتار کا جنم ہو چکا ہے۔

جیوتش شاستروں میں 1943ء میں اوتار (بروز) کے ظہور اور اس کی سچائی کی تائید میں خاص گرہن (یوگ) جَینتی کی تفاصیل پائی جاتی ہَیں۔ ان کی تفاصیل اپنے موقع پر بیان ہورہی ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ کے بارے میں پیشگوئیوں کا عملی ظہور

حضرت مصلح موعودؓ کے بارے میں پیشگوئیوں کا عملی ظہور :: خداوند عزوجل نے اپنے بے پایاں فضل سے اپنے وعدہ کہ نو سال کے اندر اندر پسر موعود کی پیدائش ہوگی، آپ کو 12 جنوری 1889ء بروز سنیچر محمود عطا فرمایا۔ یعنی پیشگوئی کے تین سال کے اندر اندر جبکہ یہی سال (18 مارچ 1886 تا 18 مارچ 1889) پنڈت لیکھرام جی کے الہامات کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہر لحاظ سے کلّیۃً خاتمہ کا سال تھا۔

خداوند تعالیٰ کے فضل سے مصلح موعودؓ 1914 کو سریر خلافت پر متمکن ہوئے۔ آپ کے دَور خلافت میں جماعت احمدیہ بین الاقوامی جماعت کا رُوپ دھار گئی۔

(اخبار المنبر لائلپور فیصل آباد 2 مارچ 1956ء صفحہ 10)

آپ نے 1914ء تا 1965ء باون سال سے زائد بحیثیت خلیفۃ المسیح جماعت احمدیہ کی کامیاب قیادت فرمائی۔ آپ کے دور خلافت میں جماعت احمدیہ فی الواقع دنیا کے کناروں تک پہنچ گئی اور ساتھ ہی مصلح موعود حضرت محمود کا نام نیک شہرت کے ساتھ ساری دنیا میں پہنچ گیا۔ ملت کے اس فدائی پر دنیا کے ابدال سلام بھیج رہے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی خوشخبری کا ظہور

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی خوشخبری کا ظہور :: حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی پیش خبری (1913ء تا 1943) میعادی تیس سالہ کے پورا ہونے کا شمسی سالوں کے لحاظ سے 1944ء کا سال متعین ہوتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی خوشخبری میں موعود مجدود و مصلح کے الفاظ موجود ہیں۔ ایک جہت سے لازمی تھا کہ حضرت مسیح موعود کلکی اوتار احمد علیہ السلام کے مثیلہٗ و خلیفتہٗ کی سچائی کی تائید میں 1894ء کی طرح دونوں نیّران سماوی گہنائے جاتے تا کہ اَنَا الْمَسِیْحُ الْمَوْعُود وَمَثِیْلُہٗ وَخَلِیْفَتُہٗ کا تقاضا پورا ہوسکے۔ لیکن یہ عظیم ترین امر کسی انسان و جنّ کے بس کی بات نہیں کہ وہ کائنات کو مسخر کر کے آسمان میں گرہن برپا کرسکے۔

تاریخی سال 1943ء میں خدائے قادرِ مطلق نے پوری کائنات عالم کو مسخر کر کے آسمان میں گرہن برپا کردیا۔ 17/اگست 1943ء میں مکمل سورج ہوا جو ایشیائی ممالک میں پورے طور پر دیکھا گیا۔ بارہ برس کے بعد ہونے والے گرہن کے موقعہ پر ہندو عقیدت مند دور دور کے علاقوں سے الہ آباد کنبھ مین گنگا اشنان کرنے کے لئے آئے تھے۔ اسی ماہ اگست میں چاند بھی گہنایا گیا تھا۔

اس طرح خارجی واقعات نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی پیش خبری (بشارت) کی عملاً تصدیق کردی اور قدرت ثانیہ کے دوسرے مظہر مرزا محمود احمدؓ کی طرف سے 1944ء کے بالکل ابتدائی ایام میں مصلح موعود ہونے کا اعلان ہوا اس کے ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے احمدیت کی فتوحات کے دروازے کھول دیئے۔

حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے ظہور سے ایک سال پہلے ہی افق آسمان پر ان کی سچائی کی تائید میں ستارہ طلوع ہوا جسے مسیح ناصری علیہ السلام کی صداقت کا نشان تسلیم کرلیا گیا۔ ایسا ہی حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی پیش خبری میں ہوا کہ مصلح موعود مجدّد کے بیان سے ایک سال قبل شاہد نے مشہود کی صداقت کیلئے عملاً شہادت دے دی۔

سہ گونا سنگھم :: سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی تیس سالہ (1913ء تا 1943) میعادی پیشگوئی اپنے اندر حیرت انگیز غیبی حقائق سموئے ہوئے ہے۔ کم از کم تین اقسام پر مشتمل ایک سنگھم ''مصلح موعود'' کی ذات ہے۔

(1) حضرت مصلح موعودؓ 1914ء کو خلیفہ منتخب ہوئے اور 1944ء تیس سال کے بعد خدا تعالیٰ کی طرف سے ''مصلح موعود'' کی خلعت سے نوازے گئے۔ اَنَا الْمَسِیحِ الْمَوْعُود وَمَثِیْلُہٗ وَخَلِیْفَتُہٗ

(2) مصلح موعود کی خلافت پر 1944ء تک تیس سال گذرے تھے۔

(3) مولوی محمد علی صاحب اپنے چند ہمنوا ساتھیوں کے ہمراہ 1914ء کو قادیان سے اپنے پرانے گھروندے چھوڑ کر لاہور چلے گئے اور وہاں لاہوری پیغامی کہلائے۔ قادیان سے خروج کے وقت یہ کہہ گئے کہ اب یہاں اُلّو بولیں گے۔ اور کالج وغیرہ پر عیسائیوں کا قبضہ ہوگا...... وائے بدبختی دوراں۔ ایک بار خاکسار 1947ء میں آزادی کے اعلان کے بعد اپنے ہندی کے پروفیسر کے گھر گیا ہوا تھا کہ سامنے مولوی محمد علی صاحب کے کھنڈر، خرابہ مکان میں اُلّو بولتے اور ایک کوا اڑتے ہوئے دیکھا۔ یہ بعد عصر شام کا واقعہ تھا۔ خیر۔ سیدنا محمود موعود و مجدد کی خلافت 1944ء پر تیس سال اور مولوی محمد علی صاحب کے قادیان سے خروج پر تیس سال گذر چکے تھے۔

(4) حضرت مصلح موعود کی صداقت کی تائید میں ان کی خلافت کے تیس سال پورے ہونے پر 1943ء میں گرہن برپا ہوا۔ خداوند نے ساری کائنات جوِّ آسمانی کو مسخر کردیا۔

جیوتش نے اس عظیم گرہن کو، یوگ جینتی کو فتح اور فتح کا پرچم ٹھہرایا اور بتایا کہ زمانے کا اوتار، مصلح وریفارمر ظاہر ہو چکا ہے ایسا خاص یوگ، خاص گرہن تمام موعود انبیاء و مصلحین کی صداقت کی تائید میں برپا ہوتا آیا ہے۔ (بھاگوت مہا پوران) ایسا یوگ کسی جھوٹے مدعی مصلح کے لئے اور نہ ہی کسی انجمن کی سچائی کی تائید میں فتح کا پرچم کبھی بھی برپا نہیں ہوا۔ لیکن موعود سچوں کی صداقت کی تائید میں بفضل تعالیٰ اُن کے دعوی پر آسمان پر خسوف کسوف ضرور برپا ہوتا ہے۔ موعود مجدد، مصلح موعود کی صداقت کی تائید میں برپا ہونے والے آسمانی نشان کا تفصیل سے ذکر آگے آرہا ہے۔

مصلح موعودؓ کی صداقت کی تائید میں آسمانی نشان ::

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے درس قرآن (1912ء) میں بتائی گئی تیس سالہ میعادی پیشگوئی کی میعاد 1943ء میں پوری ہوئی اور مصلح موعودؓ کے ظہور کا اعلان ہوا۔ خداوند تعالیٰ نے محمود کی تائید میں آسمان کو مسخر کر کے خاص گرہن جینتی کو نشان وگواہ بنایا۔

عوام کے ازدیاد علم کے مدّ نظر وضاحت کی جاتی ہے کہ ہندوؤں کے دھرم گرنتھ، شاستروں اور جیوتش گرنتھوں سے یہ امر بالکل ظاہر و روشن ہے کہ جب خدا تعالیٰ کسی ''مصلح موعود'' اوتار، پیغمبر کو مبعوث فرماتا ہے تو اس کی صداقت کی تائید میں وہ کائنات عالم کو مسخر کر کے ایک خاص یوگ (گرہن) برپا کرتا ہے۔ جو شرائط کے ساتھ جینتی کہلاتا ہے۔ یعنی وہ خاص گرہن فتح کا پرچم اور نشان ہوتا ہے۔

(پدم چندر کوش 211، زیر لفظ یوگ)

جیوتش شاستر کی رُو سے خاص یوگ

:: بھاگوت مہا پوران سکند 12 ادھیائے 2 شلوک 24 میں لکھا ہے جس کا اُردو ترجمہ اس طرح ہے :

جب چندرما اور سورج پُکھ (پشیہ) نکھشتر (ستارہ) میں اور برہسپتی اک منزل میں متوازن حالت میں جمع ہوتے ہیں تب ست یگ ہوتا ہے۔ ان گرہوں (ستاروں و اجرام) کی سم اَوَسْتھا متوازن حالت یہ ہے کہ یہ سب پشیہ نکھشتر (جرم) کے چوتھے چرن کے آخری حصہ کرک راشی (منزل) میں ہونگے۔

(چیتاونی 48، مؤلفہ پنڈت راج نرائن شاستری ماہر جیوتشی، گوڑ گانواں، پنجاب، ہند 1942ء)

مصلح موعودؓ اور ست یگ دَور کی سچائی اور تائید کے لئے ایک خاص گرہن لازمی برپا ہوا کرتا ہے۔ ست یگ کسی موعود اوتار کا محتاج ہوتا ہے۔ جیسے صنعت اپنے صانع کی محتاج ہوتی ہے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ عام گرہن، خاص یوگ، جینتی نہیں ہوتا اور کوئی خاص یوگ یعنی جینتی بغیر کسی مصلح موعود کے برپا نہیں ہوتا۔ مصلح موعود کی صداقت کی تائید میں برپا ہونے والا خاص گرہن یعنی جینتی (یوگ) چند شرائط کے ساتھ مشروط ہوتا ہے۔

مہابھارت :: اصولی طور پر ''موعود'' کی پرکھ و صداقت کا بیان مہابھارت میں پایا جاتا ہے۔ دیکھئے مہابھارت کھنڈ 2، 1499 سمار اروپا وَنْ پَرْو، وِراٹ پرو، شلوک 89 تا 91 مطبع گیتا پریس گورکھپور یوپی۔ بھارت)

مہابھارت کے اس مقام پر خاص یوگ وجینتی کا بیان ہے۔ ست یُگ کے آغاز اور گرہن برپا ہونے اور بین السطور مصلح موعود کا ذکر پایا جاتا ہے۔

جیوتش کی رُو سے حضرت مصلح موعود کی صداقت ::

پنڈت راج نرائن شاستری جیوتشی نے رسالہ چیتاونی 1942ء میں مصلح موعود کی تائید میں جیوتش شاستر کی بنا ء پر بڑے زور وشور سے بہت کچھ لکھا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی پیش خبری تیس سالہ میعادی 1943ء میں پوری ہونی مقدّر تھی۔ سو یہ سال جیوتش کے مدّ نظر حضرت مصلح موعود کا سال تھا۔

شاستری راج نرائن جیوتشی نے رسالہ چیتاونی میں 1943ء میں بارہ سال کے بعد پڑنے والے خاص یوگ (گرہن) کے بارے میں بار بار زور دے کر کھل کر بڑی تفصیل سے لکھا اور ست یُگ کے آغاز کے متعلق خوب چرچا ہوئی۔ مصلح موعود کی صداقت کی تائید میں برپا ہونے والے خاص گرہن جینتی کے وقوع پذیر ہونے پر بہتوں نے سال 1944ء کو ست یگ کا پہلا سال قرار دیا۔ اس چرچا سے ان ایام کا لٹریچر بھرا پڑا ہے۔

☆☆☆

بقیہ: بنی نوع انسان پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم احسانات از صفحہ 12

سرشار دیکھا تو ان کی اصلاح کا صحیح راستہ تجھے بتا دیا۔

پھر فرماتا ہے:

کنتم امواتا فاحیاکم اور آپؐ کے پیغام کو پیغام حیات قرار دیتا ہے اور اس میدان میں خدا تعالیٰ نے آپؐ کو اول المؤمنین اور اول المسلمین بھی قرار دیا ہے نیز خاتم النبیین کے لقب سے نوازا ہے اور آپ کے ماننے والوں کو رضی اللہ عنهم ورضوا عنه کے خطاب سے سرفراز فرمایا ہے۔

ان تمام امور کے پیش نظر خدا تعالیٰ نے عرش بریں سے آپؐ کی شان میں وہ آیت نازل فرمائی ہے جس کا سننا کسی اور نبی کے حصہ مں نہیں آیا جس کے بارہ میں یہود میں بھی یہ رشک پایا جاتا تھا کہ کاش یہ آیت ان میں بھی پائی جاتی یعنی:

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔ (مائدہ: آیت: ۴)

ترجمہ: آج میں نے تمہارے فائدہ کے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے اور تم پر اپنے احسان کو پورا کر دیا ہے اور تمہارے لئے دین کے طور پر اسلام کو پسند کیا ہے۔

علاوہ ازیں خدا تعالیٰ نے یہ جو فرمایا ہے کہ هل جزاء الاحسانِ الا الاحسان تو شکور خدا نے اپنے بندوں کو حکم دیا ہے کہ محسن العالمین کے احسانوں کا تمہیں اس رنگ میں شکریہ ادا کرنا چاہئے

ان الله و ملئکته یصلون علی النبی یا یها الذین اٰمنوا صلوا علیه وسلمو تسلیما۔

(احزاب آیت: 57)

اللہ یقیناً اس نبیؐ پر اپنی رحمت نازل کر رہا ہے اور اس کے فرشتے بھی یقیناً اس کے لئے دعائیں کر رہے ہیں پس اے مومنو تم بھی اس نبیؐ پر درود بھیجتے رہو اور ان کے لئے دعائیں کرتے رہا کرو اور خوب جوش و خروش سے ان کے لئے سلامتی مانگتے رہا کرو۔

حرفِ آخر

پس اللہ تعالیٰ نے اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آپؐ کے عظیم منصب خدا داد کی وجہ سے دونوں جہاں کی سرداری بخشی تھی اور آپ کا حقیقی منصب یہی تھا کہ کیا پہلے اور کیا پچھلے سب ہی کے آپ مطاع تھے جیسا کہ آپ نے خود فرمایا ہے کہ آپ اس وقت سے خاتم النبیین ہیں جبکہ آدم ابھی پانی اور مٹی میں تھے۔ نیز فرماتے ہیں:

لوکانا موسیٰ و عیسیٰ حیین لَماَ وسعهما الا اتباعی کہ اگر موسیٰؑ اور عیسیٰؑ بھی زندہ ہوتے تو انہیں بھی میری پیروی کے سوا چارہ نہ ہوتا۔ لیکن اس زمانہ میں مسلمانوں نے نادان دوست کا کردار ادا کیا اور غیر مسلموں نے جن کے نبی اور مطاع اگر زندہ ہوتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خداموں میں شامل ہونا اپنے لئے باعث فخر سمجھتے مگر اس زمانہ میں انہوں نے جہالت وتعصب کی وجہ سے آپؐ کی دشمنی کو انتہا تک پہنچا دیا (سوائے شاذ و نادر کے والشاذ کالمعدوم) غرضیکہ اس دور میں از سر نو آپؐ کی اس شان کو دنیا میں ظاہر کرنے کی ضرورت پیش آئی جس کے لئے خدا تعالیٰ نے آپؐ کے ہی عظیم روحانی فرزند حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس کام کے لئے مبعوث فرمایا۔ آپؑ نے اپنے آقا کی سرداری کو دونوں جہان میں قائم کرنے کا بیڑا اٹھایا اور سینہ سپر ہو کر اس کام کو سرانجام دینا شروع کیا آپؑ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود کو ایسے انداز سے پیش کیا کہ آپؐ کے افاضہ روحانی کی دلیل اپنے وجود کو قرار دے کر تمام دنیا کو ایسی فراست، تصانیف، دلائل دینیہ، اخلاق وروحانیت کے مقابلہ کے لئے للکارا اور جا بجا اپنے لٹریچر میں آپؐ کی اصل شان کو پیش کر کے دنیا سے آپؐ کی عظمت کو تسلیم کرانے کی مہم چلائی جو اب بفضلہ تعالیٰ کامیابی کے ساتھ آپؑ کے جانشین چلا رہے ہیں۔ غرضیکہ دنیا نئے سرے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود سے شناسا ہو رہی ہے اور آپؐ کے قدموں میں جمع ہو رہی ہے اور وہ دن دور نہیں کہ دنیا آپؐ کی شان حاشر الناس کا نظارہ بچشم خود دیکھے۔ اب جماعت احمدیہ کی یہ خوشگوار ڈیوٹی ہے کہ اس عظیم مقصد کی تکمیل کے لئے نسلاً بعد نسلٍ اپنے آپ کو وقف کرتے چلے جائیں حتی کہ وہ وقت آجائے کہ جس محسن اعظم کو آج دنیا نے بھلایا ہوا ہے اس کی سرداری دنیا میں دائمی طور پر قائم ہو جائے۔ آمین۔

(بشکریہ رسالہ انصار اللہ بھارت 2004)

عرفان حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ

(از۔ محمد کلیم خان صاحب مبلغ سلسلہ بنگلور)

عرفان کے مرتبہ کے تعلق سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ

’’جب ایک خبر کی صحت پر وجوہِ کاملہ قیاسیہ اور دلائل قافیہ عقلیہ مل جائیں تو اس بات کا نام ایقان ہے جس کو دوسرے لفظوں میں علم الیقین بھی کہتے ہیں اور جب خدائے تعالیٰ خود اپنے خاص جذبے اور موہبت سے خارق عادت کے طور پر انوار ہدایت کھولے اور اپنے آلاء ونعماء سے آشنا کرے اور لدّنی طور پر عقل اور علم عطا فرماوے اور ساتھ اس کے ابوابِ کشف اور الہام بھی منکشف کر کے عجائبات الوہیت کا سیر کراوے اور اپنے محبوبانہ حسن و جمال پر اطلاع بخشے تو اس مرتبہ کا نام عرفان ہے‘‘

(سرمہ چشم آریہ طبع اوّل صفحہ ۲۶۔۲۷)

اسی طرح عرفان کے مضمون کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس طرح بیان فرماتے ہیں:۔

’’اصل عرفان تو وہ کیفیت خالص ہے جو انسان کے قلب میں پیدا ہوتی ہے اور وہ روحانی بینائی کی جدّت سے جس سے وہ خدا تعالیٰ کی صفات کو ایک نئے رنگ میں دیکھتا ہے اور وہ احساسات کی تیزی ہے جن سے انسان اپنے آپ کو خدائے تعالیٰ کی صفات میں لپٹا ہوا پاتا ہے مگر جس طرح ہر ایک چیز کے کچھ آثار ہوتے ہیں خدا تعالیٰ کی لقاء کے بھی کچھ آثار ہوتے ہیں۔ جن کے ذریعہ سے بندہ اس کے تعلق کو محسوس کرتا ہے اور دوسرے لوگ بھی اس کے تعلق کو محسوس کرتے ہیں۔‘‘

(احمدیت یعنی حقیقی اسلام صفحہ ۷۱ طبع اوّل)

عرفان کے مضمون کے تناظر میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت کا مطالعہ کریں تو پیشگوئی کے طور پر تو یہ معلوم ہی ہے کہ

’’علوم ظاہری و باطنی سے پُر،، یہ شخصیت ہوگی۔ اور یہ عرفان کے مضمون کا تعلق علوم باطنی سے ہی ہے۔ آپ کی پیدائش ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو حضرت مسیح موعود علیہ اسلام کے گھر میں ہوئی اور ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات تک کل عرصہ ۱۹ سال ہی بنتا ہے۔

حضرت اقدس علیہ السلام کی زندگی کا ہی ایک واقعہ حضرت مصلح موعودؓ یوں بیان فرماتے ہیں:

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۱ فروری ۱۹۴۴ء)

’’حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک دفعہ مجلس میں بیان فرمایا کہ بعض دفعہ ہم تسبیح کرتے ہیں تو ایک تسبیح سے ہی کہیں کے کہیں جا پہنچتے ہیں۔ میں اس مجلس میں موجود نہیں تھا ایک نوجوان نے یہ بات سنی وہ وہاں سے اٹھ کر میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ خیر نہیں آج حضرت صاحب نے یہ کیا کہا ہے وہ صاحب تجربہ نہیں تھا۔ مگر میں اس عمر میں بھی صاحب تجربہ تھا۔ حالانکہ میری عمر اس وقت ۱۷۔۱۸ سال کی تھی میں نے جب اس سے یہ بات سنی تو کہا ہاں ایسا ہوتا ہے وہ کہنے لگا کس طرح میں نے کہا کئی دفعہ میں نے دیکھا ہے کہ میں نے اپنی زبان سے ایک دفعہ ہی سُبْحَانَ اللّٰہ کہا تو مجھے یوں معلوم ہوا کہ جیسے میری روحانیت اڑ کر کہیں سے کہیں جا پہنچی ہے وہ سنتے ہی نہایت تحقیر سے کہنے لگا ’’لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِا اللّٰہِ‘‘۔ اسکی وجہ یہی تھی کہ اس نے کبھی سنجیدگی سے سُبْحَانَ اللّٰہِ کے مضمون پر غور نہیں کیا تھا اسے سارا سارا دن سُبْحَانَ اللّٰہِ کہہ کر کچھ نہیں ملتا تھا۔ مگر میں اپنے ذاتی تجربہ کی وجہ سے جانتا تھا کہ کئی دفعہ ایسا ہوا کہ جب مَیں نے سُبْحَانَ اللّٰہِ کہا تو مجھے یوں محسوس ہوا کہ پہلے مَیں اور تھا اب مَیں کچھ اور بن گیا ہوں۔‘‘

(جماعت احمدیہ کا عقیدہ صفحہ ۳۰۔۳۱ طبع اوّل پبلیشر مہتمم نشر و اشاعت قادیان)

صاحب عرفان حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مضمون کو خود اپنی ذات تک محدود نہیں رکھا بلکہ اسے بہت آسان الفاظ میں خدا کے پیاسے بندوں کے سامنے کھول کھول کر مثالیں دے دے کر سمجھایا ہے۔ سبحان اللہ پڑھنے کی کیفیت کو سمجھایا ہے۔ الحمدللہ کہنے کی کیفیت کو سمجھایا اور عملی مضمون انفاق فی سبیل اللہ کے مضمون کو بھی سمجھایا ہے اور پھر بہت سارے گرد و پیش کے حالات کو سامنے رکھ کر معاملہ فہمی کے مضمون کو سمجھایا ہے جو آپ کے ملفوظات اور تصنیفات میں پھیلے ہوئے ہیں۔ علاوہ ازیں ’’عرفان الٰہی‘‘ کے نام سے ایک مستقل کتاب بھی موجود ہے۔

سبحان اللہ کی کیفیت کو سمجھانے کے لئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت ساری مثالیں دی ہیں۔ فی الوقت ان میں سے ایک واقعہ درج کیا جاتا ہے۔ حضرت مرزا مظہر جان جانا جو دہلی کے بہت بڑے بزرگ گزرے ہیں ان کا واقعہ آپ بیان فرماتے ہیں۔

’’انہیں لڈّو بہت پسند تھے۔ دہلی میں بالائی کے لڈّو بنتے ہیں جو بہت لذیذ ہوتے ہیں ایک دفعہ وہ اپنی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ کوئی شخص بالائی کے دو لڈّو ان کے پاس ہدیۃً لایا۔ ان کے ایک شاگرد غلام علی شاہ بھی اس وقت پاس ہی بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے وہ دونوں لڈّو ان کو دے دیئے۔ بالائی کے لڈّو بہت چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں اخروٹ کے برابر بلکہ اس سے بھی چھوٹے ہوتے ہیں انہوں نے ایک دفعہ ہی وہ لڈّو اُٹھائے اور منہ میں ڈال لئے جب وہ کھا چکے تو حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ نے ان کی طرف دیکھا اور فرمایا۔ غلام علی معلوم ہوتا ہے کہ تم کو لڈّو کھانے نہیں آتے۔ وہ اس وقت تو خاموش ہو گئے مگر کچھ دنوں بعد ان سے کہنے لگے حضور مجھے لڈّو کھانے سکھا دیجئے حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ نے کہا اگر اب کسی دن لڈّو آئے تو مجھے بتانا میں تمہیں لڈّو کھانا سکھا دوں گا۔ کچھ دنوں کے بعد پھر کوئی شخص ان کے پاس بالائی کے لڈّو نزدیک و لایا میاں غلام علی صاحب کہنے لگے حضور آپ نے میرے ساتھ وعدہ فرمایا ہوا ہے کہ مَیں تمہیں لڈّو کھانا سکھا دوں گا آج اتفاقاً پھر لڈّو آ گئے ہیں۔ آپ مجھے بتائیں کہ لڈّو کس طرح کھائے جاتے ہیں انہوں نے اپنا رومال نکالا اور ان پر وہ لڈّو نزدیک رکھ کر ایک لڈّو سے ذرہ سا ٹکڑا توڑ کر اپنے منہ میں ڈالا اور سبحان اللہ! سبحان اللہ کہنے لگ گئے پھر فرمانے لگے۔ واہ مظہر جان جاناںؒ تجھ پر تیرے رب کا کتنا بڑا فضل ہے۔ یہ کہہ کر پھر سبحان اللہ! سبحان اللہ کہنے لگ گئے اور اپنے شاگرد کو مخاطب کر کے فرمایا۔

میاں غلام علی! یہ لڈّو کن کن چیزوں سے بنتا ہے انہوں نے چیزوں کے نام گنانے شروع کر دئے کہ اس میں کچھ بالائی ہے کچھ میٹھا ہے کچھ میدہ ہے یہ سنکر انہوں نے پھر سبحان للہ سبحان للہ کہنا شروع کر دیا۔ اور فرمایا میاں غلام علی تمہیں پتہ ہے۔ یہ میٹھا جو اس لڈّو میں پڑا ہے وہ کس طرح بنا ہے انہوں نے بتایا کہ زمیندار نے پہلے گنّا بویا۔ پھر بیلنے میں اس کو بیلا پھر رس تیار ہوئی اور اس سے شکّر بنائی گئی حضرت مظہر جان جاناںؒ فرمانے لگے۔ دیکھو وہ زمیندار جس نے شکر کو بویا تھا وہ کس طرح اپنے بیوی بچّوں کو چھوڑ کر راتوں کو اٹھ اٹھ کر اپنے کھیتوں میں گیا اس نے ہل چلایا کھیتوں کو پانی دیا اور ایک لمبے عرصہ تک محنت و مشقّت برداشت کرتا رہا صرف اس لئے کہ مظہر جان جاناںؒ ایک لڈّو کھائے۔ یہ کہہ کر وہ پھر اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید میں مشغول ہو گئے اور تھوڑی دیر بعد فرمانے لگے۔ چھ ماہ زمیندار اپنے کھیت کو پانی دیتا رہا۔ پھر کس محنت سے اس نے شکر کو بیلا۔ اس سے رس نکالی اور پھر آگ جلا کر کتنی دفعہ وہ اس دنیا کے دوزخ میں گیا۔ محض اس لئے کہ مظہر جان جاناںؒ ایک لڈّو کھالے۔ اس کے بعد انہوں نے اس طرح میدہ بالائی کے متعلق تفاصیل بیان کرنی شروع کر دیں۔ کہ کس طرح ہزاروں آدمی دن رات ان کاموں میں مشغول رہے انہوں نے اپنی صحت کی پرواہ نہ کی۔ انہوں نے اپنے آرام کو نہ دیکھا انہوں نے اپنی آسائش کو نظر انداز کر دیا اور یہ سارے کام خدا تعالیٰ نے ان سے محض اس لئے کہ مظہر جان جاناںؒ ایک لڈّو کھائے۔ یہ کہہ کر ان پر پھر ربودگی کی کیفیت طاری ہو گئی اور وہ سبحان اللہ! سبحان اللہ کہنے لگ گئے۔ اتنے میں عصر کا وقت آ گیا اور وہ اٹھ کر نماز کے لئے چلے گئے اور لڈّو اُسی طرح پڑا رہا۔،،

(تفسیر کبیر جلد ہفتم صفحہ ۱۸۔۱۹ زیر تفسیر سورۃ الشعراء)

(نیز یہی واقعہ برکاتِ خلافت صفحہ ۱۰۳ صفحہ ۱۰۴ طبع اوّل میں درج ہے)

یہ تو کسی سابق بزرگ کا واقعہ آپ نے بیان فرمایا ہے۔ مگر خود حضرت حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے جو مضمون کھول کھول کر سمجھایا ہے وہ بہت ہی لطیف اور دلچسپ اور آسان فہم بھی ہے۔

(چنانچہ آپ کی تصنیف تحفۃ الملوک (طبع اوّل) صفحہ ۳۱ صفحہ ۴۳ قابلِ مطالعہ ہے)

انفاق فی سبیل اللہ کے عمل کی کیفیت اور افادیت کے مضمون کو یوں بیان فرماتے ہیں۔

’’مثال کے طور پر دیکھو کہ تم زید کو ایک چیز خرید کر دو اور کہو کہ تم اپنے پاس رکھو اور استعمال بھی کرو اور اگر کبھی ہمیں اس کی ضرورت ہوئی تو تم سے لے لیں گے۔ مثلاً تم زید کو ایک مکان خرید کر دو کہ تم اس میں رہو۔ جب کبھی ہمیں اس کی ضرورت ہوئی اس وقت خالی کر دینا پھر کسی وقت تم اسے جا کر کہو کہ ہم تم سے سارا مکان تو خالی نہیں کرواتے۔ البتہ ایک کمرہ کی ضرورت ہے وہ خالی کر دو۔ لیکن وہ آگے سے یہ کہے کہ مکان تو پہلے ہی میری ضروریات کی نسبت کم ہے۔ پھر مَیں آپ کو ایک کمرہ کس طرح خالی کر دوں۔ کیا اس جواب کو تم پسند کرو گے یا کوئی عقل مند انسان پسند کر سکے گا۔ ہر گز نہیں بلکہ تم بھی اور دوسرے بھی اس پر لعنت بھیجیں گے۔ اور اس سے نفرت کا اظہار کریں گے۔ لیکن اکثر لوگ ایسا ہی معاملہ خدا تعالیٰ سے کرتے ہیں۔ لیکن نہ ان کا نفس ان کو ملامت کرتا ہے نہ دوسرے لوگ اس کو ملامت کرتے ہیں حالانکہ یہ امر نہایت ہی قابلِ نفرت اور مستحق ملامت ہے۔

پھر اس سے بڑھ کر قابلِ ملامت اور لائق نفریں یہ بات ہے اگر مالک مکان، مکان میں رہنے والے کو یہ بھی کہے کہ تم ایک کمرہ خالی کر دو اس کا مَیں تمہیں کرایہ بھی دے دوں گا۔ لیکن پھر بھی وہ نہ مانے۔ اور اللہ تعالیٰ اسی طرح فرماتا ہے۔ کیوں کہ وہ فرماتا ہے جب مَیں اپنی رکھائی ہوئی امانت میں سے کچھ لوں گا اس کے بدلہ میں اور بھی بہت کچھ دوں گا۔ مگر پھر بھی بہت لوگ ایسے ہیں جو خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے دریغ کرتے ہیں۔‘‘

(مجموعہ تقاریر جلسہ سالانہ ۱۹۱۶ء صفحہ ۴۴ تا ۴۵ طبع اوّل تقریر فرمودہ ۲۷ دسمبر ۱۹۱۶ء نیز تفسیرِ کبیر جلد ہفتم صفحہ ۵۵۰ تفسیر سورۃ القصص میں بھی ایسی ہی تمثیل درج فرمائی ہے۔)

عرفان حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی یہ صرف ایک جھلک تھی جو ہدیہ قارئین کی گئی ہے ورنہ عرفان حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کو سمجھنے کے لئے بہت ہی عرفان کی ضرورت ہے۔ ☆☆☆

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.

Love For All, Hatred For None

AT. TISALPUR. P.O RAHANJA

DIST. BHADRAK, PIN-756111

STD: 06784, Ph: 230088 TIN : 21471503143

تحریک جدید کی اہمیت اور برکات

از: مکرم دلاور خان صاحب۔قادیان دارالامان

بانی اسلام سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عین پیشگوئی کے مطابق حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی موعود علیہ السلام نے ۲۳ر مارچ ۱۸۸۹ء کو جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی تا دین حق کی کھوئی ہوئی عظمت اور قرآن کریم کی حکومت کو قائم کیا جائے اور ادیان باطلہ کو مٹا کر ساری دنیا کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع کیا جائے۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اہل دنیا پر اسلامی کی صداقت کو آشکار کرنے کیلئے جٹے ہوئے تھے کہ قادیان کے کچھ سرکردہ آریوں نے معجزانہ نشان نمائی کا مطالبہ کیا۔

اس تعلق میں چلہ کشی کیلئے ہوشیار پور کا سفر اختیار کیا اور آپ کی دعائیں درجہ قبولیت کو پہنچیں اور اللہ تعالیٰ نے ایک جلیل القدر فرزند عطا ہونے کی بشارت دی۔ جسے آپ نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو سبز اشتہار کے ذریعہ دنیا کے سامنے پیش کیا۔ یہ اشتہار جماعت احمدیہ میں ’’پیشگوئی مصلح موعود‘‘ کے نام سے موسوم ہے۔اس موعود بیٹے کی ۵۲ علامتیں بیان ہوئیں اُس میں سے ایک یہ ہے کہ ’’وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گے‘‘۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ موعود بیٹا ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو عطا کیا۔جس کا نام بشیر الدین محمود احمد رکھا گیا۔ آپ جماعت احمدیہ کے دوسرے خلیفہ منتخب ہوئے۔اور ۱۹۴۴ء کے شروع میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے موعود خلیفہ مصلح موعود اور پسر موعود ہونے کا اعلان فرمایا۔

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اپنے عہد خلافت کے آغاز سے ہی تبلیغ و اشاعت دین کے کاموں کو منصوبہ بند طریق کے ساتھ شروع کیا۔تبلیغ و اشاعت کو بہتر بنانے کیلئے ۱۹۱۹ء میں صدر انجمن احمدیہ کے ماتحت نظارت دعوت و تبلیغ کا شعبہ قائم فرمایا۔ یہ اندرون ملک اشاعت دین کی ایک مہم تھی۔ بیرون ملک اسلام کا زندگی بخش جام پلانے کیلئے ۱۹۳۴ء میں تحریک جدید کی شکل میں ۲۷ اہم مطالبات پر مشتمل ایک ہمہ گیر انقلابی پروگرام جماعت کے سامنے رکھا تا کہ اس کے ذریعہ تمام دنیا میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے نام کو بلند کیا جائے۔

۱۹۳۴ء کا زمانہ جماعت احمدیہ کیلئے خطرات سے بھرا ہوا تھا۔ معاندین احمدیت احراری ٹولے اپنے ناپاک عزائم لیکر جماعت احمدیہ کی مخالفت میں کمربستہ تھے۔

ایسے مہیب اور پرخطر حالات میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے خاص تصرف الٰہی سے ایک مبارک تحریک کا باضابطہ اعلان کیا تا کہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے عالمگیر غلبہ کی ضامن رہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ الہام بھی اپنی شان سے پورا ہوا کہ ’’میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا‘‘

تحریک جدید کا پُرشوکت اعلان:

اس بابرکت تحریک کا باضابطہ اعلان کرنے سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس کیلئے پوری جماعت کو ذہنی طور پر تیار کرنے کی غرض سے ۱۶ نومبر ۱۹۳۴ء کے خطبہ جمع میں فرمایا:۔

’’آپ لوگوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ ہمارے لئے یہ وقت بہت نازک ہے۔ ہر طرف سے مخالفت ہو رہی ہے اور اس کا مقابلہ کرتے ہوئے سلسلہ کی عزت اور وقار کو قائم رکھنا آپ لوگوں کا فرض ہے...... پس جیسا کہ حکومت پنجاب کے بعض افراد نے ہتک کی ہے، احرار کا بھی چیلنج موجود ہے۔آپ لوگوں کا کام ہے کہ ہتک کا بھی ازالہ کریں اور چیلنج کا بھی جواب دیں۔ اور ان دونوں باتوں کے لئے جو بھی قربانیاں کرنی پڑیں، کریں۔اس کیلئے میں آپ لوگوں سے ایسی بھی قربانیوں کا مطالبہ کروں گا جن کا پہلے مطالبہ نہیں کیا گیا اور ممکن ہے پہلے وہ معمولی نظر آئیں مگر بعد میں بڑھتی جائیں۔ اسلئے ہر گوشہ کے احمدی اس کے لئے تیار رہیں اور جب آواز آئے تو فوراً لبیک کہیں ...... میں امید کرتا ہوں کہ جس قدر میرا مطالبہ ہوگا اُس سے کم طاقت خرچ نہ ہوگی اور جماعت کا ہر شخص قربانی کیلئے تیار رہے گا‘‘۔(مطالبات تحریک جدید صفحہ ۴)

اس کے بعد ۲۳ نومبر ۱۹۳۴ء کے خطبہ جمعہ میں مندرجہ ذیل الفاظ میں اس آسمانی تحریک کے اغراض و مقاصد بیان فرمائے جس کا خلاصہ حضور کے الفاظ میں اس طرح ہے کہ:۔

’’تمام لوگوں تک پہنچنے کیلئے ہمیں آدمیوں کی ضرورت ہے۔ ہمیں روپے کی ضرورت ہے۔ ہمیں عزم و استقلال کی ضرورت ہے۔ ہمیں دعاؤں کی ضرورت ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے عرش کو ہلا دیں اور ان ہی چیزوں کے مجموعے کا نام ’’تحریک جدید ہے‘‘

(الفضل جلد ۲۰ شمارہ نمبر ۲۸۰)

معجزانہ تصرف الٰہی

اس ولولہ انگیز اعلان کے ساتھ ہی حضورؓ نے بالقاء الٰہی جماعت کو یہ خوشخبری بھی عطا فرمائی:

’’میں زمین احرار کے پاؤں تلے سے نکلتی دیکھتا ہوں‘‘

اللہ تعالیٰ نے جماعت کی خاص تائید و نصرت فرمائی کہ چند ہفتوں میں ایسی کایا پلٹی کہ سارے پنجاب سے احرار کی صف لپٹتی دکھائی دینے لگی۔ پھر اک زمانے نے دیکھا کہ جو احمدیت کا اور قادیان کا نام و نشان مٹانے کا راگ الاپ رہے تھے کہ قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے اور منارۃ المسیح کی اینٹوں کو دریائے بیاس میں بہا دیں گے۔خود ذلت و رسوائی کے گڑھے میں اتارے گئے۔خود اُن کے دجل و فریب کی عمارت دیکھتے ہی دیکھتے پیوند خاک ہو گئیں۔

اس تعلق میں سورۃ توبہ آیت نمبر ۱۱۱ ملاحظہ ہو:

اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاَنْفُسَھُمْ اَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے جنت کے عوض مومنوں سے ان کی جانیں اور اموال خرید لئے ہیں۔

خلیفہ وقت کی مبارک تحریک اور اس قرآنی ارشاد کی روشنی میں دیکھتے ہی دیکھتے سینکڑوں تعلیم یافتہ احمدی نوجوانوں نے خود کو زندگی بھر کے لئے خدمت دین کی خاطر وقف کر دیا اور مخلصین جماعت نے خلیفہ وقت کی آواز پر والہانہ لبیک کہتے ہوئے ابتدائی تین سالوں میں ستائیس ہزار روپے کے مالی مطالبہ کے بالمقابل قریباً چار لاکھ روپے پیش کر دیئے۔ اللہ تعالیٰ اُن تمام مخلصین کو بہترین جزائے خیر سے نوازتا چلا جائے جو آج بھی حضور انور اور موجودہ خلیفہ وقت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے دل کھول کر مالی قربانی میں ایک دوسرے سے آگے بڑھتے ہوئے فَاسْتَبِقُوْا الْخَیْرَاتُ کا نمونہ پیش کرتے ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ:

’’تحریک جدید کے پیش کرنے کے موقعہ کا انتخاب ایسا اعلیٰ انتخاب تھا جس سے بڑھ کر اور کوئی اعلیٰ انتخاب نہیں ہوسکتا۔ اور خدا تعالیٰ نے مجھے اپنی زندگی میں جو خاص کامیابیاں اپنے فضل سے عطا فرمائی ہیں، ان میں ایک اہم کامیابی تحریک جدید کو عین وقت پر پیش کر کے مجھے حاصل ہوئی اور یقیناً میں سمجھتا ہوں جس وقت میں نے یہ تحریک کی، وہ میری زندگی کے خاص مواقع میں سے ایک موقع تھا اور میری زندگی کی ان بہترین گھڑیوں میں سے ایک گھڑی تھی جبکہ مجھے اس عظیم الشان کام کی بنیاد رکھنے کی توفیق ملی‘‘۔

(انوار العلوم جلد نمبر ۱۴ صفحہ ۱۱۶)

۲۷ مطالبات

اس سکیم کے ماتحت حضور نے مختلف اوقات میں ۲۷ مطالبات جماعت کے سامنے رکھے جو مجموعی طور پر درج ذیل ہیں:

(۱) سادہ زندگی بسر کریں۔ (۲) امانت فنڈ تحریک جدید میں روپیہ جمع کروائیں (۳) دشمن کے گندے لٹریچر کا جواب تیار کریں (۴) دعوت الی اللہ ممالک بیرون میں حصہ لیں (۵) سکیم خاص دعوت الیٰ اللہ میں مالی لحاظ سے حصہ لیں (۶) سروے میں حصہ لیں (۷) وقف رخصت موسمی میں حصہ لیں (۸) نوجوان خدمت دین کیلئے زندگیاں وقف کریں۔(۹) رخصت کے ایام خدمت دین کیلئے وقف کریں (۱۰) صاحب پوزیشن مختلف جلسوں میں لیکچر دیں۔(۱۱) کم از کم پچیس لاکھ کا ایک مستقل ریزروفنڈ قائم کریں۔(۱۲) پنشنرز اصحاب اپنے آپ کو خدمت دین کیلئے پیش کریں (۱۳) طلباء کو تعلیم و تربیت کیلئے مرکز سلسلہ میں بھیجیں (۱۴) صاحب حیثیت لوگ اپنے بچوں کے مستقبل کے بارے میں مشورہ طلب کریں (۱۵) بیکار دنیا میں نکل جائیں، خود کمائیں اور کھائیں اور تبلیغ بھی کرتے رہیں (۱۶) اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی عادت ڈالیں (۱۷) جو لوگ بیکار ہیں وہ چھوٹے سے چھوٹا جو کام بھی مل سکے، کریں (۱۸) مرکز سلسلہ میں مکان بنوائیں، یہ دنیا نہیں بلکہ دین ہے۔ (۱۹) مقاصد تحریک جدید کی کامیابی کیلئے خاص طور پر دعائیں کریں (۲۰) تمدن قرآنی کا قیام کریں (۲۱) قومی دیانت کا قیام کریں (۲۲) عورتوں کے حقوق کی حفاظت کریں (۲۳) راستوں کی صفائی کا خیال رکھیں (۲۴) احمدیہ دارالقضاء کا قیام کریں اور اس کے فیصلوں کی پابندی کریں (۲۵) اپنی اولاد کو دین کیلئے وقف کریں (۲۶) وقف جائیداد و آمد میں حصہ لیں (۲۷) ’’حلف الفضول‘‘ کی قسم کا معاہدہ کریں کہ ہم امانت، عدل و انصاف کو قائم رکھیں گے۔

ان مطالبات کے متعلق حضورؓ نے فرمایا:

’’ان میں سے ہر ایک لمبے غور اور فکر کے بعد تجویز کیا گیا ہے اور ان میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں جو سلسلہ کی ترقی میں ممد نہ ہو۔ان میں سے ہر ایک ایسا بیج ہے جو برابر ترقی پانے والا اور بہت بڑا درخت بننے والا ہے اور دشمنوں کو زیر کرنے والا ہے۔ان میں سے کوئی چیز بھی نظر انداز کرنے والی نہیں اور ایک بھی ایسی نہیں کہ اس کے بغیر ہماری ترقی کی عمارت مکمل ہو سکے۔ (الفضل ۹ دسمبر ۱۹۳۴ء)

تحریک جدید مالی قربانی کا ایک بہترین ذریعہ ہے:

ہم خوش قسمت ہیں کہ جماعت احمدیہ مسلمہ میں شامل ہیں۔غیر از جماعت افراد اس سے محروم ہیں اور نہ ہی اُن کا کوئی امام ہے اور نہ ہی اُن کے پاس کوئی بیت المال ہے۔ مالی قربانی کیلئے کوئی ذریعہ نہیں کہ غیر اُس سے فائدہ اُٹھا سکیں۔ زکوٰۃ مال کو پاک کرتی ہے۔ مالی قربانی کے متعلق قرآنی ارشادات اور احادیث نبویہ بھری پڑی ہیں۔ انفاق فی سبیل اللہ کا مضمون اتنا وسیع ہے کہ اس کے لئے ایک علیحدہ باب درکار ہے۔ بہرحال جماعت احمدیہ مسلمہ اس وقت امام مہدی علیہ السلام کی پانچویں خلافت کے سایہ میں پھل پھول رہی ہے اور افراد جماعت ایک دوسرے سے بڑھ کر اُسی طرح مالی قربانی پیش کر رہی ہیں جیسے اولین دور میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صحابہ کرامؓ مالی قربانی پیش کرتے رہے تھے۔ آج حضرت امام مہدی علیہ السلام کے دور میں آخرین کو یہ شرف حاصل ہے کہ وہ اولین سے ملا دیئے گئے ہیں۔ اس امر کے بیان کیلئے بھی ایک علیحدہ باب درکار ہے۔ بہرحال ہم خلیفہ وقت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اسلام کی نشاۃ ثانیہ کیلئے مالی قربانی میں بڑھنے کی جو سعی کر رہے ہیں، اللہ

تعالیٰ ہم سب کے اخلاص و ایمان میں ازدیاد عطا کرے۔آمین۔پس چندہ حصہ آمد۔چندہ عام۔جلسہ سالانہ لازمی چندہ جات کے بعد اگر کوئی چندہ اہم ہے تو یہ چندہ تحریک جدید ہے۔

دائمی تحریک

شروع میں یہ تحریک تین سال پھر سات سال سے بڑھا کر دس سال اور پھر دس سال کا دور ختم ہونے کے بعد حضور انور نے اس تحریک کو ۱۹ سال کے عرصہ تک بڑھا دیا۔بلکہ ایک نئی پانچ ہزاری فوج کو بھی آگے آنے کیلئے ارشاد فرمایا: جو نئے سرے سے اس تحریک میں حصہ لیکر ایک دوسرے انیس سالہ دور کی بنیاد رکھے۔حضور نے ان کا حساب علیحدہ علیحدہ رکھنے کا ارشاد فرمایا:

۱۹۵۳ء میں ۱۹ سالہ دور ختم ہوا تو حضورؓ نے اس سکیم کو دائمی قرار دے دیا اور ۲۷ نومبر ۱۹۵۳ء کے خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا:۔

’’تحریک جدید کے کام کو وسیع کرنے کے بعد خدا تعالیٰ نے میرا ذہن اس طرف پھیرا کہ تمہارے منہ سے جو عرصہ بیان کروائے گئے تھے وہ محض کمزور لوگوں کو ہمت دلوانے کیلئے تھے۔ورنہ حقیقتاً جس کام کیلئے تو نے جماعت کو بلایا تھا، وہ ایمان کا جزو ہے اور ایمان کو کسی حالت میں اور کسی وقت بھی معطل نہیں کیا جاسکتا‘‘۔

نیز فرمایا:’’میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں تحریک جدید کو اس وقت تک جاری رکھوں گا جب تک کہ تمہارا سانس قائم ہے تا خدا تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت صرف ۱۹ سال تک محدود نہ رہے بلکہ وہ تمہاری ساری عمر تک چلتی چلی جائے اور جس کی ساری زندگی تک خدا تعالیٰ کے فضل اور انعام جاتے ہیں، اس کے مرنے کے بعد بھی وہ اس کے ساتھ جاتے ہیں‘‘

(المصلح ۱۱ دسمبر ۱۹۵۳ صفحہ ۲۔۳)

پانچ ہزاری مجاہدین

تحریک جدید کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا وہ کشف بھی پورا ہو گیا جس میں حضور کو غلبہ حق کے لئے پانچ ہزار سپاہیوں پر مشتمل ایک فوج دی گئی تھی۔

یہ کشف اس طرح پورا ہوا کہ تحریک جدید کے پہلے ۱۹ سالہ دور (۱۹۳۴ تا ۱۹۵۳ء) میں حصہ لینے والے احباب پانچ ہزار کے قریب تھے ان لوگوں کی قربانیاں احیائے دین کیلئے خاص اہمیت رکھتی ہیں۔اس لئے حضورؓ نے فرمایا:

’’تحریک جدید کا جہاد کبیر وہ شان رکھتا ہے کہ اس میں اخلاص سے حصہ لینے والوں کو اللہ تعالیٰ اپنے قرب کا مقام عطا فرمائے گا۔کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے خدا تعالیٰ کے دین کے احیاء کیلئے اور اس کے جھنڈے کے بلند رکھنے کیلئے اس میں حصہ لیا اور یہی وہ پانچ ہزاری فوج ہے جو حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی کے پورا کرنے میں حصہ پا رہی ہے‘‘۔

(۱۹ سالہ کتاب صفحہ ۲۱)

(جون ۱۹۵۹ء میں پانچ ہزار مجاہدین کی مکمل فہرست دفتر کی طرف سے شائع کی گئی ہے)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ریزرو فنڈ کی نسبت فرمایا:

’’میں نے آج سے کچھ سال پہلے ۲۵ لاکھ ریزرو فنڈ کی تحریک کی تھی مگر وہ تو ایسا خواب رہا جو تشنہ تعبیر ہی رہا مگر اللہ تعالیٰ نے تحریک جدید کے ذریعہ اب پھر ایسے ریزرو فنڈ کے جمع کرنے کا موقع ہم پہنچا دیا ہے اور ایسی جائیدادوں پر یہ روپیہ لگایا جا چکا اور لگایا جا رہا ہے جن کی مستقل آمد ۲۵،۳۰ ہزار روپیہ سالانہ ہوسکتی ہے تا تبلیغ کے کام کو بجٹ کی کمی کی وجہ سے کوئی نقصان نہ پہنچے‘‘(الفضل ۲۴ نومبر ۱۹۳۸ صفحہ ۱۱)

تحریک جدید کے تقاضے

حضرت مصلح موعودؓ نے ۱۳ دسمبر ۱۹۴۶ کے خطبہ جمعہ میں فرمایا:

’’میں جماعت کے نوجوانوں کو پھر توجہ دلاتا ہوں کہ وہ تحریک جدید کی اہمیت کو سمجھیں اور خدا تعالیٰ کی طرف سے جو عظیم الشان ذمہ داریاں ان پر عائد ہوتی ہیں ان پر غور کریں اور جو پہلے سے اس جہاد میں حصہ لے رہی ہیں، وہ پہلے سے بڑھ چڑھ کر قربانیاں پیش کریں اور جو نوجوان کسی وجہ سے اب تک اس جہاد میں حصہ نہیں لے سکے، وہ اب وعدے لکھائیں اور جہاں تک ان سے ممکن ہو سکے زیادہ سے زیادہ قربانی کریں‘‘۔

نیز فرمایا:’’وہ دن ہماری جماعت پر بہت جلد آنے والا ہے کہ جماعت میں ایسے مصنف پیدا ہو جائیں گے جو ہمارے زمانے کے حالات لکھیں گے......وہ ہر طبقہ کے قربانی کرنے والے احمدیوں کے حالات لکھیں گے......ان کے ناموں کو نہایت عزت اور فخر کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔اور ٹھیک اسی طرح یاد کیا جائے گا جس طرح ہم آج صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ناموں کو عزت اور فخر کے ساتھ یاد کرتے ہیں اور تمہاری آنے والی نسلیں جب تمہاری قربانیوں کے حالات پڑھیں گی تو ادب اور احترام کے ساتھ ان کے سر جھک جایا کریں گے‘‘

’’آج سے ہر نوجوان ......اس بات کا عہد کرے کہ وہ اس میں ضرور شامل ہوگا ......میں جماعت کے نوجوانوں کو......توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس بات کو اپنے ذمہ لے لیں......اور وہ کسی نوجوان کو بھی اس میں حصہ لئے بغیر نہیں چھوڑیں گے‘‘۔

(الفضل ۱۳ دسمبر ۱۹۴۶ء)

ذیلی تنظیموں کی مشترکہ ذمہ داری:

بانی تحریک جدید حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ۲۶ نومبر ۱۹۴۳ کو تحریک جدید کے دسویں سال کا اعلان فرماتے ہوئے انصار اللہ اور خدام الاحمدیہ دونوں تنظیموں کو یہ ذمہ داری سونپی کہ:۔

’’میں امید کرتا ہوں کہ انصار اللہ اور خدام الاحمدیہ، یہ دونوں اپنے وقت کی قربانی کرکے زیادہ سے زیادہ کانوں تک اس آواز کو پہنچانے کی کوشش کریں گے اور اس غرض کیلئے خاص طور پر جلسے منعقد کرکے لوگوں کو تحریک کریں گے کہ وہ اس چندہ میں حصہ لیں۔اسی طرح وہ ہر ایسی جگہ آدمی مقرر کر دیں جو ہر احمدی تک یہ آواز پہنچا دیں اور اسے دین کی خدمت میں حصہ لینے کی تحریک کریں۔مگر جبر سے نہیں، زور سے نہیں، محبت اور اخلاص سے تحریک کرو اور کسی کو اس میں شامل ہونے کیلئے مجبور مت کرو۔جو شخص محبت اور اخلاص سے اس تحریک میں حصہ لیتا ہے وہ خود بھی بابرکت ہے اور اس کے روپیہ میں بھی برکت ہوگی۔لیکن وہ جو مجبوری اور کسی کے زور دینے پر تحریک میں حصہ لیتا ہے اس کے دیئے ہوئے روپیہ میں کبھی برکت نہیں ہوسکتی۔پس کسی کو جبراً اس تحریک میں شامل کرکے اس برکت کو کم مت کرو۔بلکہ اگر تمہیں ایسا روپیہ ملتا بھی ہے تو اسے دور پھینک دو کہ وہ ہمارے لئے نہیں بلکہ شیطان کے لئے ہے۔ہمارے لئے وہی روپیہ ہوسکتا ہے جو خدا کیلئے دیا جائے اور جسے ہم خدا کے سامنے پیش کرنے میں فخر محسوس کرسکیں‘‘

(الفضل یکم دسمبر ۱۹۴۳)

اسی طرح ۲۵ اکتوبر ۱۹۴۶ کے خطبہ جمعہ میں فرمایا:

’’قادیان میں بھی اور بیرونی جماعتوں میں بھی ہر جگہ جلسے کئے جائیں۔لجنہ اماء اللہ الگ جلسے کرے، انصار اللہ الگ جلسے کریں، خدام الاحمدیہ الگ جلسے کریں اور تحریک جدید کے مطالبات اور اس کے اصول کو پھر تازہ کیا جائے۔پھر جماعت کے قلوب میں ان اصولوں کو واضح کیا جائے اور جماعتوں میں بیداری اور ہوشیاری پیدا کی جائے۔دوبارہ تحریک جدید کو زندہ کرکے اور اس کے مطالبات کی اہمیت بتا کر لوگوں کے اندر زیادہ سے زیادہ قربانی اور ایثار کا مادہ پیدا کیا جائے‘‘ (الفضل ۱۵ نومبر ۱۹۴۶)

چندہ تحریک جدید اور حضرت مصلح موعودؓ کی تین دعائیں:

۱۔اگر تمہیں تحریک جدید میں حصہ لینے کی توفیق نہیں ملی تو اللہ تعالیٰ تمہیں حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے اور تمہارے دلوں کی گرہیں کھول دے۔

۲۔اگر تمہیں اللہ تعالیٰ نے اس میں حصہ لینے کی توفیق دی ہے لیکن تم نے اپنی حیثیت کے مطابق حصہ نہیں لیا تو اللہ تعالیٰ تمہیں بشاشتِ ایمان عطا فرمائے تا تم اپنی حیثیت کے مطابق اس میں حصہ لے سکو۔

۳۔اگر تم نے اس میں حصہ لیا تھا اور اپنی حیثیت کے مطابق لیا تھا لیکن اپنی کسی شامت اعمال کی وجہ سے یا کسی مجبوری کی وجہ سے تم اپنا وعدہ پورا نہیں کرسکے تو اللہ تعالیٰ تمہاری شامت اعمال اور مجبوریاں دور کرے اور تمہیں اپنا وعدہ پورا کرنے کی توفیق دے۔

نیز حضورؓ نے فرمایا:

’’جماعت کو چاہئے کہ تمام افراد کو کھینچ کر تحریک جدید میں شامل کرے۔میں امید کرتا ہوں کہ اگر وہ پہلے اس میں تھوڑا حصہ بھی لیں گے تو بعد میں وہ زیادہ حصہ بھی لینے لگ جائیں گے‘‘

(بدر یکم مارچ ۱۹۵۴)

حضرت مصلح موعودؓ کا ایک ایمان افروز اقتباس

’’اب خدا کی نوبت جوش میں آئی ہے اور تم کو ہاں تم کو، ہاں تم کو خدا تعالیٰ نے پھر اس نوبت خانہ کی ضرب سپرد کی ہے۔اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو! اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو!! ایک بار پھر اس نوبت کو اس زور سے بجاؤ کہ دنیا کے کان پھٹ جائیں۔ایک دفعہ پھر اپنے دل کے خون اس قرنا میں بھر دو، ایک دفعہ پھر اپنے دل کے خون اس قرنا میں بھر دو کہ عرش کے پائے بھی لرز جائیں اور فرشتے بھی کانپ اُٹھیں تاکہ تمہاری دردناک آوازیں اور تمہارے نعرہ ہائے تکبیر اور نعرہ ہائے شہادتِ توحید کی وجہ سے خدا تعالیٰ زمین پر آجائے اور پھر خدا تعالیٰ کی بادشاہت اس زمین پر قائم ہو جائے۔اس غرض کے لئے میں نے تحریک جدید کو جاری کیا ہے اور اس غرض کیلئے میں تمہیں وقف کی تعلیم دیتا ہوں۔سیدھے آؤ اور خدا تعالیٰ کے سپاہیوں میں داخل ہو جاؤ۔محمد رسول اللہ کا تخت آج مسیح نے چھینا ہوا ہے۔تم نے مسیح سے چھین کر پھر وہ تخت محمد رسول اللہ کو دینا ہے اور محمد رسول اللہؐ نے وہ تخت خدا کے آگے پیش کرنا ہے اور خدا تعالیٰ کی بادشاہت دنیا میں قائم ہونی ہے۔پس میری سنو! اور میری بات کے پیچھے چلو کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ خدا کہہ رہا ہے۔میری آواز نہیں۔میں خدا کی آواز تم کو پہنچا رہا ہوں۔تم میری مانو! خدا تمہارے ساتھ ہو؟ خدا تمہارے ساتھ ہو!! خدا تمہارے ساتھ ہو!!! اور تم دنیا میں بھی عزت پاؤ اور آخرت میں بھی عزت پاؤ‘‘۔آمین۔

(سیر روحانی مطبوعہ فضل عمر فاؤنڈیشن صفحہ ۶۱۹۔۶۲۰۔اخبار بدر ۱۱ نومبر ۱۹۷۶ صفحہ ۲)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

’’تبلیغ اور تعلیم و تربیت نہایت ہی اہم کام ہیں اور انہی دونوں کاموں کو تحریک جدید میں مدنظر رکھا گیا ہے‘‘۔

(تحریک جدید ایک الٰہی تحریک جلد اوّل صفحہ ۶۱۲)

’’پس جب اس تحریک کا بھی جو شروع کی گئی ہے واحد مقصد اسلام کا قیام اور احمدیت کی مضبوطی اور اشاعت ہے تو اس کیلئے جماعت جتنی بھی جدوجہد کرے، تھوڑی ہے‘‘۔

(تحریک جدید ایک الٰہی تحریک جلد اوّل صفحہ ۶۱۲)

’’تحریک جدید کی ایک غرض یہ بھی ہے کہ اس امر کی کوشش کی جائے کہ روپیہ کے بغیر کام کیا جائے یا حتی الوسع نہایت کم خرچ سے کام چلایا جائے‘‘۔

(تحریک جدید۔ایک الٰہی تحریک جلداوّل صفحہ ۶۱۲)

پھر فرماتے ہیں:’’ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ وہ تمہیں دنیا میں پھیلائے۔ اگر تم دنیا میں نہ پھیلے اورسوگئے تو وہ تمہیں گھسیٹ کر جگائے گا اور ہر دفعہ کا گھسیٹنا پہلے سے زیادہ سخت ہوگا۔ پس پھیل جاؤ ...... یہاں تک کہ دنیا کا کوئی گوشہ، دنیا کا کوئی ملک، دنیا کا کوئی علاقہ ایسا نہ ہو جہاں تم نہ ہو۔پس پھیل جاؤ جیسے صحابہ رضی اللہ عنہم پھیلے۔پھیل جاؤ جیسے قرون اولیٰ کے مسلمان پھیلے۔تم جہاں جہاں جاؤ، اپنی عزت کے ساتھ سلسلہ کی عزت قائم کرو۔ جہاں پھر اپنی ترقی کے ساتھ سلسلہ کی ترقی کے موجب بنو۔پس قریب سے قریب زمانہ میں دور سے دور علاقوں میں جا کر مراکز احمدیت قائم کرنا تحریک جدید کا ایک مقصد ہے‘‘۔

(تاریخ احمدیت جلد ۸ صفحہ ۷۳۔۷۲)

...... چنانچہ خلافت احمدیہ کے زیر سایہ جاری ہونے والی تحریک جدید کی بدولت آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے ۱۹۸ ممالک میں احمدیت کا پودہ لگ چکا ہے۔دنیا کے مختلف زبانوں میں سے ۷۰ قرآن کریم کے تراجم مکمل ہوچکے ہیں۔ دنیا کے ۱۰۲ ممالک میں مشن ہاؤسز کی تعداد ۲۲۰۴ ہوچکی ہے۔مختلف زبانوں لٹریچر اور فولڈرز شائع کرنے کیلئے اور تبلیغ اسلام کے کام میں تیزی لانے کے لئے دنیا کے مختلف خطوں میں جماعت احمدیہ کے ۱۱ رقیم پریس دن رات مصروف عمل ہیں اور سینکڑوں کام ہیں جو اعلائے کلمۃ اللہ کیلئے اس طرح دنیا بھر میں دن رات ہو رہے ہیں کہ جن کی بدولت آج دنیائے احمدیت پر کہیں بھی سورج غروب نہیں ہوتا مگر اس کے ساتھ ساتھ ہمیشہ کی طرح مخالفین کی مخالفت کی روش بھی جماعت احمدیہ کے خلاف ایک تسلسل کے ساتھ جاری ہے۔ یہاں تک کہ اب تو پاکستان کے بعد بعض اور ممالک بھی اس مہم میں شریک ہوچکے ہیں۔

’’مخالفین نے تو جماعت کو دنیا کے چند خطوں میں پھیلنے سے روکنے کی ناکام کوششیں کی تھیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ’’پسر موعود‘‘ کے ہاتھوں دین اسلام اور اپنے مہدیؑ کی باتیں دنیا کے کونے کونے تک پہنچانے کیلئے تحریک جدید کی شکل میں جس عظیم الشان منصوبے کا آغاز کیا تھا۔اسی کا ایک دلنشین فیض آج ایم ٹی اے کی صورت میں ہمیں عطا ہوا ہے۔اللہ تعالیٰ نے یہ نعمت عطا فرما کر خلیفہ وقت کی آواز کو ساری دنیا میں عام کر دیا ہے۔

تحریک جدید کی برکات اور اہمیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک رؤیا سے بھی ثابت ہوتی ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ بانی تحریک جدید اور وقف جدید اس رؤیا کا ذکر اپنے الفاظ میں اس طرح بیان فرماتے ہیں:۔

’’جن لوگوں نے میری بیعت کر لی ہے میں انہیں تاکید کرتا ہوں کہ وہ ہر قسم کا چندہ میری معرفت دیں۔ یہ تجویز میں ایک رؤیا کی بناء پر کرتا ہوں جو ۸ مارچ ۱۹۰۷ء کی ہے۔حضرت مسیح موعود کے اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے۔ان کی اپنی کاپی الہامات میں درج ہے۔اس کے آگے پیچھے حضرت صاحب کے اپنے الہامات درج ہیں اور اب بھی وہ کاپی موجود ہے۔یہ ایک لمبی خواب ہے۔اس میں میں نے دیکھا کہ ’’ایک پارسل میرے نام آیا ہے محمد چراغ کی طرف سے آیا ہے اس پر لکھا ہے محمود احمد۔پرمیشر اس کا بھلا کرے۔خیر اس کو کھولا تو وہ روپوں کا بھرا ہوا صندوقچہ ہو گیا۔ کہنے والا کہتا ہے کہ کچھ تم خود رکھ لو کچھ حضرت صاحب کو دے دو‘‘۔پھر حضرت صاحب کہتے ہیں کہ محمود کہتا ہے کہ ’’کشفی رنگ میں آپ مجھے دکھائے گئے اور چراغ کے معنے سورج سمجھائے گئے اور محمد چراغ کا مطلب ہوا کہ محمد (ﷺ) جو کہ سورج ہے اس کی طرف سے آیا ہے‘‘۔

غرض یہ ایک سات سال کی رؤیا ہے۔حضرت صاحب کے اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کسی وقت صدر انجمن احمدیہ کو روپیہ میری معرفت ملے گا۔ہمیں جو کچھ ملتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہی ملتا ہے۔پس جو روپیہ آتا ہے وہ محمد ﷺ ہی بھیجتے ہیں۔حضرت صاحب کو دینے سے یہ مراد معلوم ہوتی ہے کہ اشاعت سلسلہ میں خرچ کیا جائے۔قرآن شریف کی ایسی آیات کے صحابہؓ نے یہی معنے کئے ہیں۔یہ ایک سچی خواب ہے، ورنہ کیا چھ سال پہلے میں نے ان واقعات کو اپنی طرف سے بنالیا تھا اور خدا تعالیٰ نے اسے پورا بھی کر دیا۔نعوذ باللہ من ذالک۔‘‘

(از کتاب منصب خلافت صفحہ ۵۵و۵۶)

الحمد للہ! یہ رؤیا آج نہایت شان کے ساتھ۔ من وعن پوری ہو رہی ہے اور ہم سب اس کے گواہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی برکت سے جماعت کو مالی لحاظ سے ہر لحہ مضبوط کر رہا ہے۔یہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی ایک نشانی ہے کہ آپ کے ذریعہ ایسا بیت المال کا نظام قائم ہوا و آپؑ کے روحانی خلیفۂ وقت کی نگرانی میں نہایت خوبی کے ساتھ دن دُگنی اور رات چوگنی ترقی کر رہا ہے، اور تبلیغ اسلام اور انسانیت کی خدمت کیلئے مالی قربانی کی جا رہی ہے۔الحمد للہ۔

اسی طرح حضرت مصلح موعودؓ جو بانی تحریک جدید اور وقف جدید ہیں، ان تحریکات میں بھی خلیفہ وقت کی نگرانی اور خصوصی طور پر آپ کی دعاؤں کی برکت سے ہر سال اضافہ ہو رہا ہے۔یہ بھی احمدیت کی صداقت اور خلیفہ وقت کی قبولیت دعا کا ایک نشان ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے ہمیشہ جماعت کا ہر قدم خلافت کے زیر سایہ رہنے کی وجہ سے ترقی کی طرف گامزن ہے۔پس جب تک ہم خلافت کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھیں گے تو انشاء اللہ ہمارا ہر قدم ترقی کی طرف رہے گا اور اگر ہم قرآن کریم کا مطالعہ کریں تو ہمیں مومنوں کی ایک صفت یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ کاساً دِھاقاً ۔یعنی مومنوں کو جو بھی تحریک کی جاتی ہے۔

(سورۃ النَّبَا آیت ۳۵)

وہ مایوس نہیں ہوتے کہ ابھی تحریک کی گئی تھی، پھر ہم سے مطالبہ کیا جا رہا ہے یا ہم پر نعوذ باللہ بوجھ ڈالا جا رہا ہے بلکہ وہ ایک پیالے کے بعد دوسرا پیالہ پیتے چلے جاتے ہیں یعنی ایک قربانی کے بعد دوسری قربانی زندہ دلی اور بشاشت کے ساتھ کرتے چلے جاتے ہیں اور یہی زندہ قوم کی اور ایک جنت نظیر معاشرے کی علامت ہے جو قرآن نے بھی بیان کی ہے۔

تحریک جدید کے ۷۷ ویں سال کے آغاز کا اعلان

اب ہمارے پیارے آقا سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۵ نومبر ۲۰۱۰ء کو بمقام مسجد بیت الفتوح لندن میں اپنے خطبہ جمعہ میں تحریک جدید کے ۷۷ ویں سال کا اعلان فرمایا ہے۔حضور انور نے قرآنی آیات کی روشنی میں م انفاق فی سبیل اللہ کے بارے بتایا اور یہ بھی کہ جماعت احمدیہ دن اور رات قربانیاں کر رہی ہے۔

فرمایا: تم قربانیاں پیش کرتے چلے جاؤ۔انشاء اللہ جماعت کی یہ قربانیاں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ایک دن ہماری اس قلیل تعداد کو کثرت میں بدل دیں گی۔پس ہم نے کبھی نہیں تھکنا اور کبھی نہیں تھکنا۔اپنے اس بصیرت افروز خطبہ کو جاری رکھتے ہوئے حضور انور نے فرمایا: لاہور کی جماعت نے گذشتہ دنوں بڑی تعداد میں جانوں کی قربانی کے نذرانے پیش کئے ہیں اور اب انہوں نے مالی قربانیوں میں بھی اپنے اس اعزاز کو برقرار رکھا ہے حضور انور نے آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مالی قربانی کے تعلق سے ایک اقتباس پیش کیا:۔

’’ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے تا خدا تمہاری آزمائش کرے......مگر وہ سب لوگ جو اخیر تک صبر کریں گے اور ان پر مصائب کے زلزلے آئیں گے ......قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کریں گی۔وہ آخر فتح یاب ہوں گے اور برکتوں کے دروازے اُن پر کھولے جائیں گے‘‘۔ (الوصیت ۱۳۔۱۴)

اللہ تعالیٰ ہمیں حضور انور کے ارشادات کی روشنی میں مالی قربانی کے معیاروں کو بلند تر کرتے چلے جانے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔ ☆☆☆

’’اخبار بدر کے لئے قلمی و مالی تعاون کر کے عنداللہ ماجور ہوں‘‘

AEM
M/S ALLIA EARTH MOVERS
(EARTH MOVING CONTRACTOR)
Volvo-290, 210, L&T Komatsu PC-300,200.
Tata Hitachi, Ex 200, Ex 70, JCB, Dozer, etc. on Hire basis
Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack - 754221
Tel.: 0671 - 2112266, Mob: 9437078266/ 9437032266/ 9438332026/943738063

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers
جے کے جیولرز ۔ کشمیر جیولرز
اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے
Phone No (S) 01872-224074
(M) 98147-58900, 98145-59792
E-mail: jk_jewellers@yahoo.com
Mfrs & Suppliers of :
Gold and Silver
Diamond Jewellery
(Lucky Stones are available here)
Shivala Chowk Qadian (India)

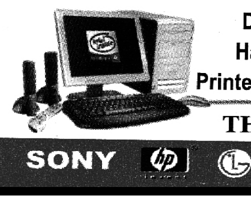

Ahmad Computers
Naseem Khan
(M) 98767-29998
(M) 98144-99289
e-mail : naseemqadian@gmail.com
Ahmad Computers
Deals in: All Kinds of New & Old Computers, Hardwares, Accessories, Software Solutions, Printers, Cartridge Refilling, Photostate Machines etc.
THIKRIWAL ROAD, QADIAN 143516
SONY hp LG Intel Microsoft Canon

شریف جیولرز ربوہ
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔حاجی شریف احمد ربوہ
00-92-476214750 فون ریلوے روڈ
00-92-476212515 فون اقصی روڈ ربوہ پاکستان

اگر جنت میں پاک گھر بنانے ہیں تو ہمیں اس دنیا میں بھی پاک گھروں کے نمونے پیش کرنے ہوں گے۔ ہمیں اپنا ظاہر بھی پاک کرنا ہوگا، اپنا باطن بھی پاک کرنا ہوگا، اپنے دلوں کو ٹٹولنا ہوگا، ذاتی مفادات کی بجائے جماعتی مفادات کو سامنے رکھنا ہوگا۔

آج جبکہ جماعت پر مخالفین کی سختیوں کی وجہ سے ہر ایک کا دل نرم ہے۔ خاوند بیوی، بھائی بھائی، عزیز رشتہ دار، عہدیدار وغیر عہدیدار اللہ تعالیٰ کے آگے جھکتے ہوئے اس سے مدد مانگتے ہوئے ایک دوسرے کا ولی ہونے کا حق ادا کرنے والے بنیں۔

(جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر خواتین سے خطاب)

احمدیہ مسلم جماعت کی 120 سالہ تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ بحیثیت جماعت ہم ہمیشہ کوشش کرتے رہتے ہیں کہ دنیا میں امن قائم کیا جائے۔

ہم ایمان رکھتے ہیں کہ خدا جس نے خلافت کے وعدے کا ایفاء کیا وہ اپنے اس وعدہ کو بھی پورا کرے گا کہ امنِ عالم صرف خلافت کے ذریعہ قائم ہوسکتا ہے۔ بیرونی امن اُس وقت تک ممکن نہیں جب تک اندرونی طور پر امن قائم نہ ہو۔ پس اگر ہم دنیا کو امن کا گہوارہ بنانا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنے دلوں میں امن پیدا کرنے کی راہیں ڈھونڈنی ہوں گی۔

(جرمن مہمانوں کے ساتھ پروگرام میں حضور ایدہ اللہ کا خطاب)

(رپورٹ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

چھٹی قسط

26 جون 2010ء بروز ہفتہ:

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سوا چار بجے جلسہ گاہ میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور نے دفتری ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف نوعیت کے دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

آج پروگرام کے مطابق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خواتین کے جلسہ سے خطاب تھا۔ دوپہر بارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لجنہ کی جلسہ گاہ میں تشریف لائے جہاں خواتین نے والہانہ نعروں کے ساتھ اپنے پیارے آقا کا استقبال کیا۔

لجنہ سے خطاب برموقع جلسہ سالانہ جرمنی

لجنہ کے اس اجلاس کے پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو محترمہ قدسیہ حسین صاحبہ نے پیش کی اور اس کا اردو ترجمہ عزیزہ ربیعہ طاہر صاحبہ نے پیش کیا۔ بعدازاں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منظوم کلام ؎

ہرطرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
جس کی فطرت نیک ہے وہ آئے گا انجامکار
واہ رے باغ محبت موت جس کی رہ گزر
وصل یار اس کا ثمر پر اردگرد اس کے ہیں خار

عزیزہ نائمہ عزیز نے خوش الحانی سے پیش کیا۔

بعدازاں حضور انور نے لجنہ سے خطاب فرمایا۔

حضور انور کا لجنہ سے خطاب

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے قرآن کریم کی آیت:

وَعَدَاللّٰہُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا وَمَسٰکِنَ طَیِّبَۃً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ۔ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ اَکْبَرُ۔ ذٰلِکَ ھُوَالْفَوْزُ الْعَظِیْمُ۔ (التوبۃ:72)

تلاوت فرمائی اور فرمایا:

جنت ایک ایسا لفظ ہے جو ہر انسان کو بڑا خوبصورت لگتا ہے۔ چاہے وہ خدا کو مانتا ہے یا نہیں مانتا۔ کسی کے لئے دنیا کی لہو ولعب، کھیل کود یا زندگی جنت ہے تو کوئی دنیا و آخرت کی جنت کی تلاش میں ہے۔ لیکن ایک مومن اور غیر مومن میں دنیاوی جنت کی تعریف میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ مومن کی اس دنیا کی جنت بھی خدا تعالیٰ کی رضا میں ہے۔ اور غیر مومن کا اس سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ مومن کی اس دنیا کی جنت کا حصول بھی یا اس کے حصول کی کوشش بھی اخروی جنت کے حصول کے لئے ہے جو حقیقی جنت ہے اور ہمارے تصور اور خیالات سے بہت بالا ہے۔ اس آیت میں جو میں نے تلاوت کی ہے، اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ نے مومن مردوں اور مومن عورتوں سے ایسی جنتوں کا وعدہ کیا ہے جن کے دامن میں نہریں بہتی ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ اسی طرح بہت پاکیزہ گھروں کا بھی، جو دائمی جنتوں میں ہوں گے۔ تاہم اللہ کی رضا سب سے بڑھ کر ہے۔ یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔

قرآنِ کریم میں مومن مردوں اور مومن عورتوں سے جنت کا وعدہ کیا گیا ہے جیسا کہ ہم نے دیکھا اور بھی بعض جگہ پہ ہے۔ قرآنِ کریم کا اسلوب ہے کہ بعض جگہ مومنین اور مومنات کہہ کر مردوں اور عورتوں دونوں کو مخاطب کیا ہے۔ اور بعض جگہ مومنین کا ذکر ہے جس میں مرد عورت سب شامل ہیں۔ بہرحال یہاں مردوں اور عورتوں کو یہ خوشخبری دی گئی ہے کہ تمہارے لئے جنتیں ہیں، دائمی جنتیں ہیں۔ جنت کیا چیز ہے؟ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کہتے ہیں کہ جنت پوشیدہ کو کہتے ہیں۔ یہ ایک معنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کئے ہیں۔ گو اور بھی بعض معنی ہیں لیکن بہرحال اس کی روشنی میں بیان کروں گا۔ آپ نے فرمایا کہ جنت پوشیدہ کو کہتے ہیں یعنی ایسی چیز جس کے بارہ میں پوری طرح علم نہ ہو۔ اس کے اندر کے حال کا صحیح طرح سے فہم وادراک نہ ہو۔ پھر فرمایا کہ جنت کو جنت اس لئے کہتے ہیں کہ وہ نعمتوں سے ڈھکی ہوئی ہے۔ اس دنیا کی جو جنت ہے اس میں تو کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں۔ جو خود دنیا جنت سمجھتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ مومن مردوں اور مومن عورتوں سے ایسی نعمتوں کا وعدہ کرتا ہے جن کی عظمت کا انسان ظاہری طور پر احاطہ نہیں کرسکتا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایک جگہ فرمایا ہے کہ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَھُمْ مِّنْ قُرَّۃِ اَعْیُنٍ جَزَآءً بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (السجدہ:18)۔ پس حقیقت یہ ہے کہ کوئی شخص نہیں جانتا کہ ان مومنوں کے لئے ان کے اعمال کے بدلے کیا کیا آنکھیں ٹھنڈی کرنے والی چیزیں چھپا کر رکھی گئی ہیں۔ پس جنت اور اس کی نعمتیں کوئی ایسی چیز نہیں ہیں جس کا ایک انسان دنیا میں رہتے ہوئے احاطہ کرسکے۔ اور پھر یہاں یہ بھی واضح ہوگیا کہ صرف مومن یا مومنہ ہونے سے جنت نہیں مل جائے گی۔ بلکہ یہ ان اعمال کی جزا ہے جو انسان بجالاتا ہے۔ یہ ان اعمالِ صالحہ کی جزا ہے جن پر عمل کرنے سے ایک مومن اور مومنہ کوشش کرتے ہیں اور ان کی تفصیل خدا تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں مہیا فرمائی ہے۔

پس صرف ایمان لاکر اس پر خوش ہوجانا کافی نہیں بلکہ ایک مومن مرد اور مومن عورت کو اپنے ایمان کو اپنے نیک اعمال سے سجانے کی ضرورت ہے، اپنی عبادات سے سجانے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ اصل مقصد خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنا ہے۔ جب یہ آخر میں فرمادیا کہ اصل چیز خدا تعالیٰ کی رضا ہے تو اصل جنت اُسی وقت ملے گی جب اعمالِ صالحہ ہوں گے۔ جب عبادات ہوں گی، جب یہ کوشش ہوگی کہ ہم نے ہر کام خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کے لئے کرنا ہے۔ تبھی اللہ تعالیٰ کے وعدہ سے حصہ لینے کی ہم امید کرسکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اس جنت کا کچھ ظاہری نقشہ بھی کھینچا ہے اور اس کے حصول کے بعد مومنین کے مقام کا بھی۔ اور یہ نقشہ صرف ایک تمثیلی نقشہ ہے، مثال دی گئی ہے۔ یہ سمجھانے کے لئے یہ ہے کہ اگر دنیا کی نعمتوں پر اسے محمول کرو تو یہ جو بیان کی گئی مثالیں ہیں، یہ اس کی موٹی مثالیں ہیں۔ ورنہ اس کی گہرائی تک پہنچنا تمہارے لئے ممکن نہیں ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اس کی اصل حقیقت بیان کرتے ہوئے کیا فرماتے ہیں کہ یہ کیا چیز ہے؟ فرمایا کہ کوئی نفس نیکی کرنے والا نہیں جانتا کہ وہ کیا کیا نعمتیں ہیں جو اس کے لئے مخفی ہیں۔ سو خدا تعالیٰ نے ان تمام نعمتوں کو مخفی قرار دیا جن کا دنیا کی نعمتوں میں نمونہ نہیں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ دنیا کی نعمتیں ہم پر مخفی نہیں ہیں۔ اور دودھ اور انار اور انگور وغیرہ کو ہم جانتے ہیں، ان کی مثالیں قرآنِ کریم میں دی گئی ہیں۔ اور ہمیشہ یہ چیزیں کھاتے ہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ وہ چیزیں اور ہیں اور ان کو ان چیزوں سے صرف نام کا اشتراک ہے۔ پس جس نے بہشت کو دنیا کی چیزوں کا مجموعہ سمجھا اس نے قرآنِ شریف کا ایک حرف بھی نہیں سمجھا۔

آپ مزید فرماتے ہیں کہ ہمارے سید و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بہشت اور اس کی نعمتیں وہ چیزیں ہیں جو نہ کبھی کسی آنکھ نے دیکھیں اور نہ کسی کان نے سنیں اور نہ دلوں میں کبھی گزریں۔ حالانکہ ہم دنیا کی نعمتوں کو آنکھوں سے بھی دیکھتے ہیں اور کانوں سے بھی سنتے ہیں اور دل میں بھی وہ نعمتیں گزرتی ہیں۔ پس جب کہ خدا تعالیٰ اور اس کا رسول ان چیزوں کو ایک نرالی چیز بتلاتا ہے تو ہم قرآن سے دور جا پڑتے ہیں اگر یہ گمان کریں کہ بہشت میں بھی دنیا کا ہی دودھ ہوگا جو گائیوں اور بھینسوں سے دوہا جائے گا۔ گویا دودھ دینے والے جانوروں کے وہاں ریوڑ کے ریوڑ موجود ہوں گے۔ اور درختوں پر شہد کی مکھیوں نے بہت سے چھتے لگائے ہوئے ہوں گے۔ اور فرشتے تلاش کرکے وہ شہد نکالیں گے۔ اور نہروں میں ڈالیں گے۔ کیا ایسے خیالات اس تعلیم سے کچھ مناسبت رکھتے ہیں جس میں یہ آیتیں موجود ہیں کہ دنیا نے ان چیزوں کو کبھی نہیں دیکھا۔ اور وہ چیزیں روح کو روشن کرتی ہیں اور خدا کی معرفت بڑھاتی ہیں اور روحانی غذائیں ہیں۔ گو ان غذاؤں کا تمام نقشہ جسمانی رنگ میں ظاہر کیا گیا ہے۔ مگر ساتھ ساتھ بتایا گیا ہے کہ ان کا سرچشمہ روح اور راستی ہے۔ جتنی جتنی کسی کی روحانی ترقی ہوگی اللہ تعالیٰ کے رضا کی حصول کی کوشش ہوگی اتنا اتنا اس جنت سے ایک مومن کو حصہ ملے گا۔ مرد ہو یا عورت ہو وہ نعمتیں ایک مومن کے لئے مہیا ہوں گی۔ پس جو جنت اخروی جنت ہے اس کے حصول کی کوشش اس دنیا میں شروع ہوجاتی ہے۔ جس قدر ایک مومن اس دنیا میں اپنی جنت خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے بنانے کی کوشش کرے گا اسی قدر بلکہ اس سے کئی گنا بڑھ کر

اخروی جنت کا وارث بنے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا اجر دس گنا بلکہ اس سے بھی لامحدود حد تک چلا جاتا ہے۔ پس جب اللہ تعالیٰ لا محدود اجروں کی خوشخبری دیتا ہے تو انسان اس کا احاطہ کر ہی نہیں سکتا۔ اس جنت میں مومن کے مقام کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جن نعمتوں کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے اس کو یہ کہہ کر ان پر واضح کیا گیا ہے کہ تَحْتِهَا الْاَنْهٰر۔ جس کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ جنت کی نعمتوں کی فراوانی جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے اقتباس سے ظاہر ہے یہ ظاہری دودھ اور شہد کی نہریں نہیں ہیں بلکہ اس کی اور ہی کیفیت ہے۔ وہ عمل جو ایک مومن نے اس دنیا میں کئے اس لئے کہ خدا تعالیٰ کی رضا حاصل ہو، اس کی جزا اس قدر زیادہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی نعمت کی اگلے جہان میں نہریں چلا دی ہیں۔ وہ جتنا چاہیں جب چاہیں اس سے فیض اٹھاتے چلے جائیں۔ دنیاوی نہریں تو بارشوں اور پہاڑوں پر برف کی مرہونِ منت ہیں۔ اگر بارش نہ ہو، برف نہ پڑے تو نہریں اور دریا سوکھ جاتے ہیں۔ یا اگر زیادہ بارشیں ہو جائیں، برفیں پڑ جائیں تو سیلاب آ جاتے ہیں۔ یہ دنیا کے ہر ملک میں ہم دیکھتے ہیں۔ بجائے فائدے کے الٹا نقصان ہو جاتا ہے۔ لیکن یہاں ان نعمتوں کی نہروں کا ذکر کر کے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایک تو تمہارے نیچے نہریں ہیں، یہ نعمتیں تمہیں ہر وقت میسر ہیں اور پھر یہ کہ ان سے فائدہ اٹھانے کے لئے کسی اور کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ تمہارا جنت میں آنا اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کر لینا ہی اس بات کے لئے کافی ہے کہ یہ نہریں تمہارے زیرِ تصرف ہیں اور پھر یہ نہریں خشک ہونے والی نہیں ہیں نہ ہی کسی قسم کا نقصان پہنچانے والی ہیں۔ پھر فرمایا کہ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ان نہروں اور جنتوں کی نعمتوں سے فائدہ اٹھانے کے لئے کوئی عرصہ مقرر نہیں ہے کہ اتنے عرصے کے لئے فائدہ اٹھا لو۔ بلکہ ایک مرتبہ جب اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرتے ہوئے تم جنت میں آ گئے تو پھر ہمیشہ ہی اس جنت میں رہو گے۔ ہمیشہ ہی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے فائدہ اٹھاتے رہو گے۔ اور یہ لامحدود نعمتیں ہمیشہ تمہارے تصرف میں رہیں گی۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نعمتیں بھی لامحدود اور لازوال ہیں۔ ہمیشہ کے لئے تمہیں اس جنت میں رہنا بھی ہے لیکن کہاں رہنا ہے۔ یہ ایک ظاہری نقشہ کھینچا ہے کہ ایسے گھروں میں رہو گے جو مَسٰكِنَ طَيِّبَةً ہیں۔ جو بہت ہی پاکیزہ گھر ہیں۔ ایسے پاکیزہ گھر ہیں جن میں کسی قسم کی کثافت اور گندگی اور خیالات اور تصورات کی ناپاکی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ گھر دائمی جنتوں میں ہوں گے۔ ان گھروں کی صفائی اور پاکیزگی عارضی نہیں بلکہ ہمیشہ کے لئے ہے۔ یہ تمام نعمتیں جو انسان کو اخروی جنتوں میں ملیں گی اور جنتی ان کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کے شکر گزار ہوں گے۔ لیکن سب سے زیادہ جو بات جنتیوں کی خوشی کا موجب ہو گی اور جس کے لئے اس دنیا میں بھی وہ نیک اعمال بجا لاتے رہے، وہ اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہی فوزِ عظیم ہے۔ یہی اصل کامیابی ہے تمہاری۔ یہی وہ آخری مقصد ہے جس کے حصول کے لئے ایک مومن کو کوشش کرنی چاہئے۔ اگر اس مقصد کو پا لیا تو جنت کی تمام قسم کی نعماء کا حصول ممکن ہو گیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اصل جنت خدا ہے جس کی طرف تردد منسوب ہی نہیں ہوتا اس لئے بہشت کے اعظم ترین انعامات میں رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَر ہی رکھا ہے۔ فرمایا انسان انسان کی حیثیت سے کسی نہ کسی دکھ اور تردّد میں ہوتا ہے۔ مگر جس قدر قربِ الٰہی حاصل کرتا جاتا ہے اور تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰه سے رنگین ہوتا جاتا ہے اسی قدر اصل سکھ اور آرام پاتا ہے۔ جس قدر قربِ الٰہی ہوگا اسی قدر، اصلی سکھ اور آرام پاتا ہے جس قدر قربِ الٰہی ہوگا اسی قدر اصل سکھ اور آرام پائے گا۔ پس یہ اصل مقصود ہے ایک مومن کا کہ خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ اور یہی نمونے انبیاء کے حقیقی متبعین نے ہمارے سامنے رکھے ہیں۔ آپ کے ماننے والوں کے سامنے رکھے ہیں۔ یہ جنت کی نعمتیں، جنت کی نہریں، اعلیٰ گھر، یہ سب تو زائد انعامات ہیں۔ ان اعمال کا جو خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ایک مومن کرتا ہے۔ اور یہ صرف اخروی زندگی کے انعامات نہیں ہیں، مرنے کے بعد کے انعامات نہیں ہیں بلکہ یہ دنیا کی زندگی میں بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی وجہ سے یا اس کی کوشش کی وجہ سے اس دنیا میں ہمارے لئے جنت بن جاتی ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ انسان انسان کی حیثیت سے کسی نہ کسی دکھ اور تردد، پریشانی، گھبراہٹ، بے چینی میں مبتلا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ سے پختہ تعلق ہو اور انسان خدا تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے اس سے تعلق جوڑنے کی کوشش کرے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنی پریشانیوں، دکھوں، تکلیفوں کو سکون میں بدل دیتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا پس اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی ہم میں سے ہر ایک کو کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے جب مومن مردوں اور مومن عورتوں سے جنت کا وعدہ کیا ہے تو اس سے پہلی آیت میں بعض اعمال کا ذکر کر کے یہ بھی بتا دیا کہ یہ عمل ہیں جو ایک مومن بنانے میں کردار ادا کرتے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ذریعہ بنتے ہیں۔ ورنہ صرف اپنے منہ سے اپنے آپ کو مومن کہنے سے انسان مومن نہیں بن جاتا۔ اس لئے جب ان لوگوں نے جو جنگلوں میں دیہاتوں میں رہنے والے تھے جن کو بدّو بھی کہا جاتا ہے۔ انہوں نے جب یہ کہا کہ ہم ایمان لے آئے تو خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ حقیقت میں تم ایمان نہیں لائے ہاں تمہارا جواب فی الحال یہ ہونا چاہئے کہ اَسْلَمْنَا کہ ہم نے فرمانبرداری قبول کر لی ہے لیکن ایمان کی جو حالت ہونی چاہئے وہ تم میں پیدا نہیں ہوئی۔ وہ حالت کس طرح پیدا ہو گی؟ فرمایا اِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ کہ اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی مکمل اطاعت کرو گے تو تب ہی کامل ایمان ہوتا ہے، تو جیسا کہ مَیں کہہ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی بعض خصوصیات کا ذکر فرمایا ہے اس پہلی آیت میں فرماتا ہے کہ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاءُ بَعْضٍ کہ مومن مرد اور مومن عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ یعنی مومنین آپس میں ایک جان کی طرح ہیں۔ ولی کے معنی ہیں دوست۔ ایک دوسرے سے پیار محبت کا سلوک کرنے والے۔ ایک دوسرے کے مددگار، حفاظت کرنے والے۔ ایک دوسرے کے معاملات کی نگرانی کرنے والے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا پس اگر جنت کا امیدوار بننا ہے تو آپس میں اس تعلق کو نبھانا ہوگا صرف آخرت کی جنت کی ضمانت نہیں ہے۔ بلکہ اس دنیا کی جنت کی ضمانت بھی بن جاتا ہے۔ قرآنِ کریم میں جو جَنّٰتٍ کا لفظ استعمال ہوا ہے اس سے دنیاوی اور اخروی جنت دونوں مراد ہیں۔ جب مومن خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اس دنیا میں بھی کوشش کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہوتا ہے۔ جو لوگ اس بات کی تلاش میں رہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ کہ مومن آپس میں ایک دوسرے پر بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اسلام کی حقیقی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے اپنے تعلقات کو استوار کیا۔ دوسرے مومن کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھا۔

اس کا نظارہ حال ہی میں ہمیں لاہور میں ہونے والے واقعات میں نظر آتا ہے جو ہماری دو مساجد میں ہوا۔ دنیائے احمدیت میں ہر جگہ بلا تخصیص قوم، نسل، رنگ احمدیوں پر ہونے والے ظلم نے ہر احمدی کے دل کو بے چین کر دیا۔ کئی خطوط مجھے آئے ہیں کہ لوگ پوچھتے ہیں کہ اتنی تکلیف میں ہو تو کیا تمہارا کوئی قریبی عزیز اس واقعہ میں شہید یا زخمی ہوا ہے؟ تو ہمارا جواب ہوتا ہے کہ یہ سب ہمارے اپنے ہی تو تھے۔ ہر شہید ہونے والا میرا باپ، میرا بھائی، میرا بیٹا تھا۔ یہ صرف پرانے احمدیوں کا یا پاکستان کے احمدیوں کا حال نہیں ہے، بلکہ افریقہ کے ایک ملک کے دور دراز علاقے سے مجھے یہ مربی صاحب نے لکھا کہ میں جمعہ کے وقت 28 مئی کو جب دور دراز کی ایک دیہاتی جماعت میں پہنچا، تو ایم ٹی اے پر یہ خبر آ رہی تھی یا خطبہ کے دوران میرے سے سنا۔ تو یہ جماعت نومبائعین کی جماعت ہے اور دور جنگلوں میں رہنے والی جیسا کہ میں نے کہا، اور دیہاتی جماعت ہے۔ سڑکیں بھی وہاں نہیں جاتیں۔ جس میں اکثریت اَن پڑھوں کی ہے۔ افریقن لوگ ہیں۔ لیکن جب ان کو خطبے کے دوران ان کی زبان میں اس تمام واقعہ کی تفصیل بتائی جا رہی تھی تو ہر چہرے سے بے چینی نظر آ رہی تھی۔ ہر چہرے پر جذبات کا اظہار ہو رہا تھا۔ اور پھر نماز کے دوران وہ کہتے ہیں کہ جس طرح رقت سے اور رو کر دعائیں انہوں نے کی ہیں۔ حیرت ہوتی تھی ان کو دیکھ کر۔ ایک عجیب کیفیت تھی۔ پس یہ مطلب ہے ولی ہونے کا۔ جس نے محبت، پیار کے جذبات اور تعلق میں تمام دنیاوی سرحدوں اور رنگ و نسل کو ختم کر دیا ہے۔ اور یہ ہے وہ انقلاب جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق نے ہم میں پیدا کیا ہے۔ یہ کیفیت یقیناً آپ میں بھی پیدا ہوئی ہے۔ تو یہ صرف وقتی اور جذباتی کیفیت نہ ہو، بلکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس دنیا اور اُس دنیا دونوں کی جنتوں کے حصول کے لئے یہ ایک مومن کا شیوہ ہونا چاہئے۔ مومنین اور مومنات کے لئے آپس میں ایک دوسرے کا مددگار ہونا بھی ضروری ہے۔ اور ظاہر ہے جب مومن اور مومنات کا تصور ابھرے گا تو اس کے ساتھ ہی یہ بھی تصور ابھرے گا کہ نیکیوں میں ایک دوسرے کے مددگار ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا پس آپ عورتیں اور مرد جو میرے مخاطب ہیں ہمیشہ یاد رکھیں کہ اگر حقیقی جنت کی تلاش ہے تو نہ صرف خود نیکیوں میں آگے بڑھیں بلکہ نیکیوں کے انجام دینے میں ایک دوسرے کے مددگار بنیں۔ محبت اور پیار کے تعلق کو بڑھائیں۔ ذرا ذرا سی بات پر رنجشوں اور ناراضگیوں کی دیواریں کھڑی کرنے کے بجائے ان دیواروں کو گرائیں۔ اور دیواریں بھی بعض اوقات ایسی کھڑی کر دیتے ہیں جن کا گرانا مشکل ہو جاتا ہے۔ پھر جیسا کہ میں نے بتایا کہ ولی ہونے کا ایک مطلب ہے کہ معاملات کا نگران ہونا۔ جس طرح اپنے ذاتی معاملات کی نگرانی ہر انسان کرتا ہے ایک مومن مرد اور مومن عورت کا فرض ہے کہ دوسرے کے معاملات کی نگرانی بھی اسی طرح کرے۔ اپنے حقوق کی حفاظت کی فکر ہے تو دوسرے کے حقوق کی حفاظت کی فکر بھی ہو۔ اگر محبت پیار کے سلوک اور حقوق کی حفاظت و نگرانی میں جماعتی عہدیداران اپنے نمونے قائم کریں گے تو پچاس (50) فیصد اصلاح تو اسی طرح ہو جائے گی۔ کیونکہ اگر ہر سطح پر جماعتی عہدیداروں کو لیں، خدام الاحمدیہ کے عہدیداران کو لیں، انصار اللہ کے عہدیداران کو لیں۔ اور آپ لجنہ ہیں، لجنہ اپنے ہر سطح پر عہدیداران کو لیں تو پچاس فیصد افرادِ جماعت کسی نہ کسی رنگ میں کوئی نہ کوئی خدمت بجا لا رہے ہیں تو یہ شامل ہو جاتے ہیں۔ تو پچاس فیصد کی اصلاح تو ہو گئی۔ اگر ارادہ ہو۔ پس مومن اور مومنات بننے کے لئے ضروری ہے کہ ان انعامات سے فیضیاب ہونے کے لئے جو اللہ تعالیٰ نے مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لئے رکھے ہیں ان نفرتوں اور کدورتوں کو دلوں سے نکال کر پھینک دیں جو ایک دوسرے کے لئے بعض کے دلوں میں پنپ رہی ہیں۔ میں کسی کے دل کا حال نہیں جانتا لیکن بعض شواہد اور واقعات ایسے میرے سامنے آتے ہیں جن سے دلوں کی کدورتوں کے اظہار ہو رہے ہوتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا مَیں کئی مرتبہ کہہ چکا ہوں اور بڑی تکلیف سے پھر کہہ رہا ہوں کہ صرف ایمان کا اظہار کافی نہیں ہے۔ وہ انقلاب اپنے اندر پیدا کرنے کی ضرورت ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ہمارے اندر پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ ایک دوسرے کا حقیقی ولی بننے کی ضرورت ہے۔ بنیان مرصوص بننے کے لئے، ایک مضبوط دیوار بننے کے لئے ولی بننے کی ضرورت ہے۔ ایک دوسرے کا مددگار بننے کی ضرورت ہے۔ ایک دوسرے کے لئے حفاظت کا فرض ادا کرنے کی ضرورت ہے۔ تبھی ہم اپنے دشمن پر اپنے مخالفین پر غلبہ حاصل کر سکیں گے۔ تبھی ہم ان جنتوں کے وارث بن سکیں گے جن کا خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے۔ اگر اس حقیقت کو آپ سمجھ لیں۔ ہر عورت اور ہر لڑکی اپنا جائزہ لے۔ ہر مرد اور ہر نوجوان اپنا جائزہ لے تو ایک جنت نظیر معاشرہ آپ قائم کرنے والے ہوں گے۔ گھروں کے سکون بھی قائم کرنے والے ہوں گے۔ آپس کے تعلقات میں بھی خوبصورتی نظر آئے گی۔ عہدیدار اور غیر عہدیدار میں عزت و احترام کا رشتہ بھی قائم ہو گا۔ جماعتی نظام میں بھی مضبوطی پیدا ہو گی، اور کوئی بدفطرت جماعت کو کسی بھی رنگ میں نقصان نہیں پہنچا سکے گا، اور سب سے بڑھ کر جب یہ کام ہم خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے کر رہے ہوں گے تو اس دنیا کی جنت کے بھی وارث ہوں گے اور اگلے جہان کی جنتوں کے بھی وارث بنیں گے۔ انشاء اللہ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا پس آج سے سب پہلے اپنے نفس کی صفائی سے اس کام کو شروع کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ سب سے بڑا مسکن اور گھر نیکیوں اور برائیوں کا ہمارا اپنا نفس ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب یہ فرمایا ہے کہ جنتیوں کے لئے مَسٰكِنَ طَيِّبَةً کہ ان کے پاک رہائشگاہیں ہوں گی۔ تو پاک رہائشگاہوں کے لئے پاک نفس ہونا بھی ضروری ہے۔ اپنے دلوں کو نیکیوں کا مسکن بنانا بھی ضروری ہے۔ اپنے دلوں کو برائیوں سے پاک کرنا بھی ضروری ہے۔ اپنے دل کے گھر کو شیطان سے پاک کرنا بھی ضروری ہے۔ اپنے دلوں کو دنیا کی لہو و لعب کی آماجگاہ بننے سے روکنا بھی ضروری ہے۔ تبھی ہم ہر شر کا مقابلہ کر سکتے ہیں، تبھی ہم ایک دوسرے کے ولی بن کر انفرادی طور پر بھی اور جماعتی سطح پر بھی حفاظت و نگرانی کا فریضہ سرانجام دیتے ہوئے اپنے گھروں کو، اپنی مجلسوں کو، پاک اور طیب رکھ سکتے ہیں۔ اگر اس بارے میں عورتیں اپنا کردار ادا کرنے کا ارادہ کر لیں تو گھروں کی پاکیزگی کا بہترین رنگ میں انتظام ہو سکتا ہے۔ عورتیں گھروں کی محافظ و نگران ہونے کی حیثیت سے بچوں کی بہترین تربیت کا حق ادا کر سکتی ہیں۔ مردوں کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ نے پہلے مومنین کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ وہ یہ نہ سمجھیں کہ عورتوں کی ذمہ داری ہے۔ مرد بھی اپنے گھر کا راعی ہے۔ اگر اپنی ذمہ داری ادا نہیں کریں گے تو مومنین کی صف سے باہر نکل جائیں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا پس اگر جنت میں پاک گھر بنانے ہیں تو ہمیں اس دنیا میں بھی پاک گھروں کے نمونے پیش کرنے ہوں گے۔ ہمیں اپنا ظاہر بھی پاک کرنا ہوگا، اپنا باطن بھی پاک کرنا ہوگا، اپنے دلوں کو ٹٹولنا ہوگا، ذاتی مفادات کی بجائے جماعتی مفادات کو سامنے رکھنا ہوگا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا آج جبکہ جماعت پر مخالفین کی سختیوں کی وجہ سے ہر ایک کا دل نرم ہے۔ خاوند بیوی، بھائی بھائی، عزیز رشتہ دار، عہدیدار و غیر عہدیدار اللہ تعالیٰ کے آگے جھکتے ہوئے اس سے مدد مانگتے ہوئے ایک دوسرے کا ولی ہونے کا حق ادا کرنے والے بنیں۔ اور اگلا کام جو ولی بننے کے بعد خدا تعالیٰ نے مومنین اور مومنات کو بتایا ہے وہ یہی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ کہ وہ نیک باتوں کا حکم دیتے ہیں۔ اس کا مطلب حکم دینا بھی ہے اور کسی بات کو زور دے کر کہنا بھی ہے۔ اور کسی بات کو زور دے کر کہنے کے لئے انسان مختلف طریقے استعمال کرتا ہے۔ پس یہ نیکیوں کی پرزور تلقین مومن ایک دوسرے کو بھی کرتے ہیں اور غیروں کو بھی کرتے ہیں۔ اگر خود ہم نیک اعمال بجالانے والے نہیں تو دوسرے کو کیا کہہ سکتے ہیں۔ اگر ماں باپ خود نیکیوں کی طرف توجہ دینے والے نہیں تو بچوں کو کیا کہہ سکتے ہیں۔ اگر عہدیداران خود اپنے نیک اعمال پر نظر رکھنے والے نہیں تو دوسروں کو کیا کہہ سکتے ہیں۔ اگر ہمارے داعی الی اللہ کے اپنے اندر بعض نیکیاں نہیں تو وہ کس طرح دوسرے کو تبلیغ کرسکتی ہے یا کرسکتا ہے؟ آپ کے بچے سے لے کر غیر تک ہر ایک آپ کی تنقید، آپ کی نصیحت پر، آپ پر انگلی اٹھائے گا یا آپ پر الٹا دے گا۔ اگر بچے یا فردِ جماعت، ماں باپ یا عہدیدار کا احترام کرتے ہوئے چپ بھی رہیں گے تو دل میں ضرور خیال لائیں گے کہ آپ تو یہ نیکیاں کرتے نہیں اور ہمیں یہ تلقین کررہے ہیں۔ اور یہ بے چینیاں جہاں اس دنیا میں معاشرے کے سکون کو برباد کرکے جنت کے بجائے نعوذ باللہ جہنم بنا رہی ہوں گی۔ وہاں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث بھی بن رہی ہوں گی۔ اور خدا تعالیٰ کی ناراضگی مول لے کر ہم پھر ایک، ہم اخروی جنت کے وارث نہیں بن سکتے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا خطبات میں مَیں شہداء کے واقعات سنا رہا ہوں۔ ان کا ذکرِ خیر ہورہا ہے۔ کل ہی آپ نے سنا ہے کہ دادا کے قرآن پڑھنے کا پوتی پر اتنا اثر تھا کہ اس نے اپنی معصومیت میں کہا کہ دادا جنت میں بھی قرآن پڑھ رہے ہوں گے۔ پس یہ ہیں نیک اعمال جو خود بخود نیکیوں کی تلقین کررہے ہوتے ہیں۔ اور یہ ہیں حقیقی مومن کی نشانیاں جو اسے جنت کا وارث بنا رہی ہوتی ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ یَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ کہ بری باتوں سے روکتے ہیں۔ یہ حکم پھر سب سے پہلے اپنے نفس کی اصلاح کے لئے ہے۔ اگر اپنے نفس کی اصلاح ہوگی تو دوسروں کی اصلاح ہوسکتی ہے۔ اپنے لئے جنت کے دروازے وا کرنے کے لئے، کھولنے کے لئے ہر مرد اور عورت کوشش کرے گا تو دوسروں کو ان دروازوں کی نشاندہی کرسکے گا۔ اپنی اولادوں کو برائیوں کی نشاندہی کرنے سے پہلے اپنے آپ کو ہر عورت پاک کرے گی اور ہر مرد پاک کرے گا تو اولادیں برائیوں سے اپنے آپ کو بچائیں گی۔ ہمارے اپنے اندر کا مومن جاگے گا تو زمانے کی اصلاح کا دعویٰ دل کی بے چین آواز بن کر دنیا پر ظاہر ہوگا۔ ورنہ برائیوں سے روکنا بے معنی اور بے مقصد ہے۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے برائیوں سے روکنے اور نیکیوں کی تلقین کرنے کی امت کے ہر فرد کی ذمہ داری لگائی ہے۔ گویا ہم نے صرف اپنے لئے جنتوں کے حصول کی کوشش نہیں کرنی بلکہ دنیا کو جنت کے راستے دکھانے ہیں۔ پس آج اگر اس سوچ کو ہر احمدی عورت اپنے دل میں راسخ اور قائم کرلے، ہر احمدی مرد اپنے دل میں راسخ اور قائم کرلے تو نہ صرف اپنی جنت کی آپ خوشخبری پانے والے ہوں گے بلکہ ایک انقلاب دنیا میں پیدا کرنے والے بن جائیں گے اور آپ عورتیں خاص طور پر اس انقلاب پیدا کرنے کی حصہ دار بن جائیں گی۔ اس انقلاب کے ذریعے دنیا کو حقیقی جنت کے راستے دکھانے والی بن جائیں گی۔ احمدی ماؤں کی گودوں میں پلنے والے بچے آزاد معاشرے کی برائیوں کو روکنے والے بن کر اور نیکیوں کے راستے دکھانے والے بن کر دنیا میں اس حقیقی جنت کے رہبر بن جائیں گے جو صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی رضا سے حاصل ہوتی ہے۔ پس کتنی بڑی ذمہ داری ہے آپ کی۔ جنت آپ کے قدموں میں یونہی نہیں رکھ دی گئی۔ ان راستوں پر چلنے کی اعلیٰ مثالوں کی وجہ سے یہ اعزاز ملا ہے آپ کو، جو جنت کی طرف لے جانے والے راستے ہیں۔ ماں بچے کو جنت کی طرف بھی لے جانے والی ہے اور جہنم کی طرف بھی۔ ہر ماں کے پاؤں کے نیچے جنت نہیں ہے۔ بلکہ جنت مومنہ ماں کے پاؤں کے نیچے ہے۔ غیر اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام میں عورت کی عزت نہیں ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا عزت ہوگی کہ دنیا اور آخرت کی جنت کی طرف لے جانے کا مقام عورت کو دیا گیا ہے۔ لیکن اس عورت کو جو اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم رکھتی ہے۔ اس عورت کو دیا گیا ہے یہ، جو جہاں نیکیوں میں بڑھنے اور برائیوں سے روکنے کی کوشش اور تلقین کرنے والی ہے، وہاں عبادات میں بھی طاق ہے۔ اس کے لئے بھی کوشش کرنے والی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جنت میں بسنے والوں کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ قیام نماز کرتے ہیں۔ عموماً ہمارے ہاں اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ قیامِ نماز مردوں کا کام ہے اور قیامِ نماز کا مطلب ہے کہ مسجد میں جاکر نماز پڑھو۔ ٹھیک ہے یہ مطلب بالکل صحیح ہے، لیکن صرف اتنا مطلب نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اس کا یہ بھی مطلب ہے کہ نماز کو کھڑا کرو۔ نماز بار بار گرتی ہے تم بار بار کوشش کرکے اس کو کھڑا کرو۔ نماز کس طرح گرتی ہے؟ اور اس کو کس طرح کھڑا کرنا ہے؟ جب نماز پڑھتے ہوئے توجہ نماز کی طرف نہیں تو یہ گری ہوئی نماز ہے۔ یہ وہ مقصد حاصل نہیں کررہی جو عبادت کرنے کا مقصد ہے۔ ایک عورت پڑھ تو نماز رہی ہو اور سوچیں اس طرف ہوں کہ آج میں نے فلاں کی شادی اور یا فلاں کی دعوت پر جانا ہے تو کون سا جوڑا پہنوں گی؟ زیور تو میرا ایسا ہونا چاہئے جو سب کی توجہ کھینچ لے۔ یا فلاں عورت نے فلاں وقت میں مجھے یہ کہا تھا تو کب موقع ملے تو میں اسے جواب دوں۔ کس طرح فلاں کو نیچا دکھاؤں؟ کس طرح فلاں کام کروں؟ ساس بہو ہیں تو آپس کے مسئلے دماغ میں آتے رہتے ہیں، یا کوئی بھی دنیاوی خیالات آئیں جو نمازوں کی طرف سے توجہ ہٹا رہے ہوں۔ تو یہ نماز کا گرنا ہے۔ اور نماز کو قائم کرنا ہر مومنہ کا فرض ہے، ہر مومن کا فرض ہے۔ نماز میں نماز کے الفاظ پر غور کرتے ہوئے ان کی ادائیگی ہونی چاہئے۔ بار بار بھی دہرائے جاسکتے ہیں یہ الفاظ۔ رکوع وسجود میں اپنی زبان میں اپنے مسائل کے لئے دعا کریں۔ جماعت کے لئے دعا کریں۔ جب خیالات بھڑکنے لگیں تو شیطان سے پناہ مانگیں۔ استغفار کریں، اللہ سے مدد مانگی جائے نماز کے دوران میں کہ میں نماز کا حق ادا کروں۔ تو یہ ہے نماز کو کھڑا کرنا، یہ ہے نماز کا قیام۔ پس خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ ہر مومن مرد، ہر مومن عورت کا یہ فرض ہے کہ وہ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ پر عمل کرنے والا ہو کہ قیامِ نماز جو خالصتاً اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے ہوتا ہے۔ پھر بہت سی چھوٹی چھوٹی باتوں سے انسان کو بچا کر رکھتا ہے جو دلوں میں بدظنیاں پیدا کرتی ہیں اور آپس کے تعلقات کو خراب کررہی ہوتی ہیں۔ پھر قیامِ نماز وقت پر نماز کی ادائیگی بھی ہے۔ جب مائیں اپنے گھروں کو ایک خاص اہتمام سے نمازوں سے سجائیں گی تو اولاد پر یقیناً اثر ہو گا۔ ان کو نماز کی اہمیت کا اندازہ ہوگا۔ جہاں گھروں میں نمازوں کا اہتمام ہوتا ہے وہاں ہم دیکھتے ہیں کہ ڈیڑھ دو سال کے بچے بھی اپنے معصومانہ انداز میں نماز پڑھتے ہیں۔ سجدے کرتے ہیں، اپنی توتلی زبان میں اللہ اکبر کہتے ہیں۔ لڑکی ہے تو چھوٹا سا دوپٹہ لے کر جائے نماز پر جاکر کھڑی ہوجاتی ہے۔ لڑکا ہے تو ٹوپی سر پر رکھ کر جائے نماز پر کھڑا ہوجاتا ہے۔ اس کو پتہ ہی نہیں کہ نماز کیا ہے؟ لیکن اپنے ماں باپ کے عمل دیکھ رہا ہوتا ہے۔ غیر محسوس طریقے پر ایک عادت پڑ رہی ہوتی ہے اس کو۔ پھر یہ عمل نسلوں میں بھی خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق جوڑتا چلا جاتا ہے۔ جس گھر میں عورتیں پانچ وقت نماز کا اہتمام کررہی ہوں۔ مرد تو بعض نمازیں مسجد میں جاکر پڑھتے ہیں، چھوٹے بچوں کی تربیت کے لئے تو عورتیں ہی ہیں، گھر میں پانچ وقت نمازیں ادا کررہی ہوں تو وہ گھر کبھی خدا تعالیٰ کی مدد سے محروم نہیں ہوتے اور بچوں کی تربیت بھی غیر محسوس طریقے پر ہورہی ہوتی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت اور مرد دونوں کو یہ ذمہ داری ڈالی ہے کہ فجر کی نماز کے لئے بھی ایک دوسرے کو جگاؤ۔ نہ مرد صرف اپنی نماز ادا کرکے بری الذمہ ہوجاتا ہے اور نہ ہی عورت اپنی نماز ادا کرکے بری الذمہ ہوجاتی ہے۔ بلکہ دونوں کے فرائض میں ہے کہ ایک دوسرے کی نماز کے قیام کی بھی کوشش کریں اور بچوں کی نمازوں کی حفاظت کی طرف بھی توجہ دیں۔ ان کی نمازیں بھی قائم کرنے کی کوشش کریں۔ تا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرتے ہوئے حقیقی جنت کے وارث بنیں۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومن مرد اور مومن عورتوں کی نشانی جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی جنتوں کی تلاش میں ہیں یہ ہے کہ زکوۃ ادا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ عورتوں پر ان کے زیور پر زکوۃ ہے، اگر زیور زکوۃ کی شرح کے اندر آتا ہو۔ پس اس بات کا خیال رکھنا بھی ہر اس عورت پر فرض ہے جو اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آکر اسلام کی تعلیم پر عمل کرنے کا اظہار کرتی ہے۔ یہ دعوی ہے اس کا کہ میرے اندر اس بیعت میں آکر ایک انقلاب پیدا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں بہت سی ایسی نوجوان بھی اور بڑی عمر کی بھی عورتیں ہیں جن کو اپنے زیوروں سے کوئی رغبت نہیں ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے انہیں خرچ کرتی ہیں بلکہ بعض دفعہ اپنا سب کچھ ہی دے دیتی ہیں۔ ابھی چند دن ہی پہلے یہاں اس دورے کے دوران ہی ایک نوجوان جوڑا مجھے ملا جن کی ابھی شادی ہوئی ہے۔ جو اپنا زیور اٹھائے ہوئے تھے اور لڑکی نے یہ کہا کہ ہم اس کو کسی فنڈ میں دینا چاہتے ہیں۔ مَیں نے کہا بھی کہ اپنے لئے بھی کچھ رکھ لو کہ بعد میں یہ خیال نہ آئے کہ کچھ رکھ لیتے لیکن وہ بچی رونے لگ گئی کہ مَیں نے بڑا سوچ کر یہ فیصلہ کیا ہے اور یہ سب کچھ مَیں دینا چاہتی ہوں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور دے دے گا۔ یہ زیور جو ہے مَیں نے جماعت کو ہی دینا ہے۔ یہی مَیں عہد کرکے آئی ہوں۔ اور اس طرح کے بہت سے واقعات سامنے آتے ہیں۔ تو یہ ہیں اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی کوشش کرنے والی اور اپنے لئے جنتوں میں مقام کرنے والی عورتیں۔ اس دنیا میں نیک اعمال، عبادات اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرکے اپنے لئے مکان تعمیر کررہے ہیں، اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کررہی ہیں۔ اور پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہمیشہ کی جنتوں میں رہنے کی خواہش کرنے والوں کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ اپنے اعمال پر وہ خوش ہوکر بیٹھ نہیں جاتے، نہ ان کو اپنی نیکیوں کا کوئی زعم ہوتا ہے۔ یہ نہیں کہ ہم نے کوئی نیکی کرلی، ہمارے عمل اچھے ہوگئے اب بہت خوش ہوگئے، اب جنت مل گئی ہمیں۔ نہ برائیوں سے بچنے پر کوئی فخر ہوتا ہے ان کو، نہ اپنی عبادات اور نمازوں پر نازاں ہوتے ہیں۔ نہ مالی قربانی میں اپنا سب کچھ پیش کرکے اس بات پر تسلی پکڑ لیتے ہیں کہ ہم نے بڑی قربانی دے دی، اب تو ہم اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بن گئے۔ ان تمام نیکیوں کے باوجود وہ اس کوشش میں ہوتے ہیں کہ ہم پر، ہم ہر وقت یُطِیْعُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ، اللہ اور اس کے رسول کی ہر حکم میں اطاعت کرنے والوں میں شامل رہیں۔ اور آج جو ہمیں اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل فرماتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی ہے تو اب اللہ اور اس کے رسول کی کامل اطاعت کا حق ہم اسی صورت میں ادا کرسکیں گی اور کرسکیں گے جب اپنے عہدِ بیعت کو نبھائیں گے۔ اللہ اور اس کے رسول کے حکم کی پیروی کرتے ہوئے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلافتِ احمدیہ سے وفا کا تعلق رکھیں گے۔ اور جب ہمارے عمل اور ہماری کوشش اور ہماری دعا کے دھارے اس سمت میں چل رہے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تم پر رحم کروں گا۔ میری رحمت وسیع تر ہے تمہاری توقعات سے بڑھ کر میری رحمت کے تم نظارے دیکھو گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری رضا کے حصول کو تم نے سب سے مقدم رکھا ہے یہ تمام اعمال اور عبادتیں تم نے میری رضا کے حصول کے لئے کئے ہیں تو میں تمہیں ان جنتوں کا وارث بناؤں گا جن کی جزا کا احاطہ بھی تمہاری سوچ سے باہر ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی، مردوں کو بھی اور عورتوں کو بھی اور ہماری نسلوں کو بھی خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرتے ہوئے دنیاوی اور اخروی ہر قسم کی جنتوں سے فیضیاب فرمائے۔ اور ہم ہر نیکی کے کام کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے کرنے والے ہوں۔ اب دعا کرلیں۔

لجنہ کی جلسہ گاہ سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب سوا ایک بجے تک جاری رہا۔ آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔ بعدازاں بچیوں کے مختلف گروپس نے اردو، عربی اور جرمن زبانوں میں دعائیہ نظمیں پیش کیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لجنہ کی دوسری مارکی میں بھی تشریف لے گئے جو صرف ان خواتین کے لئے مخصوص تھی جن کے ساتھ چھوٹی عمر کے بچے تھے۔ یہاں بھی بچیوں نے گروپس کی صورت میں مختلف زبانوں میں دعائیہ نظمیں پیش کیں۔

ایک بج کر پچاس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے آئے۔

دو بج کر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لاکر نماز ظہر و عصر جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی جائے رہائش پر تشریف لے گئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جب نمازوں کے لئے یا کسی پروگرام کے لئے اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لاتے ہیں یا واپس تشریف لے جاتے ہیں تو راستہ کے دونوں جانب احباب جماعت اپنے ہاتھ بلند کرتے ہوئے اور نعرے لگاتے ہوئے اپنے پیارے آقا سے اپنی محبت اور فدائیت کا اظہار کرتے ہیں۔ نعرہ ہائے تکبیر کے ساتھ، شہدائے احمدیت زندہ باد، شہداء لاہور زندہ باد کے نعرے قدم قدم پر ہر طرف سے بلند ہوتے ہیں۔

لوگ جلسہ گاہ میں اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے شہداء کا ذکر کرتے ہیں اور ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو گلے لگ کر اظہار تعزیت کرتے ہیں۔ صبح سے شام تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ ہر احمدی کے سینے میں یہ غم زندہ ہے اور شہداء کی قربانیوں کی دردناک داستان رقم ہے اور اپنے پیارے، محبوب آقا کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے صبر و رضا کے پیکر بن کر ہر احمدی نے چھوٹے

بڑے، بچے، بوڑھے اور مرد و خواتین سبھی نے اس غم کو لئے ہوئے اپنی سجدہ گاہوں کو آنسوؤں سے تر کیا ہوا ہے اور اپنے ربّ کی رضا پر راضی ہوتے ہوئے اپنے مولیٰ کے فیصلہ کے منتظر ہیں۔ اَلَا اِنَّ نَصْرَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ (البقرۃ:214) کی نوید ضرور آئے گی اور عظیم الشان کامیابیوں اور فتوحات کے دروازے کھلیں گے اور یَوْمَئِذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ (الروم:5) کا نظارہ نظر آئے گا۔ اس روز مومنین خوش ہوں گے اور مسرور شاداں ہوں گے اور مخالفین رُسوا ہوں گے اور ظالم اپنے ظلم کے ساتھ پکڑے جائیں گے۔ اور یہ تقدیر الٰہی انشاء اللہ ضرور ظاہر ہوگی۔

جرمن مہمانوں کے ساتھ ملاقات

پروگرام کے مطابق پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جرمن مہمانوں کے ساتھ ایک پروگرام میں شرکت کے لئے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لائے۔ اس پروگرام میں جرمنی کے مختلف شہروں سے آنے والے 285 غیر از جماعت اور غیر مسلم مہمانوں کے علاوہ بلغاریہ، ہنگری، آئس لینڈ، رومانیہ، مسیڈونیا، البانیہ، پولینڈ، چیک ریپبلک، لیتھوانیا، اسٹونیا، آسٹریا، کوسووو (Kosovo)، فیرو آئی لینڈ اور مونٹی نیگرو اور سلووینیا سے آنے والے وفود بھی شامل تھے۔

سوال و جواب کی صورت میں یہ پروگرام کچھ وقت پہلے سے جاری تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آمد پر اس پروگرام کا آخری سیشن شروع ہوا جس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مہمانوں سے انگریزی زبان میں خطاب فرمایا۔

حضور انور ایدہ اللہ کا خطاب

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب کا اردو ترجمہ پیش ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشہد و تعوذ کے بعد فرمایا: ہمارے سب بھائیوں اور مہمانان کرام کو جو یہاں پر حاضر ہیں! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اللہ کی طرف سے آپ سب پر سلامتی ہو۔

ہمارے جرمنی کے نیشنل امیر صاحب نے مجھ سے درخواست کی ہے کہ مَیں اپنے ان جرمن مہمانان سے بھی چند الفاظ کہوں جو گو ہمارے سلسلے کا حصہ نہیں ہیں مگر ان کا ہماری جماعت سے اور احباب جماعت سے قریبی تعلق ہے۔ آج میں امن عالم پر بات کروں گا۔ امن ان چیزوں میں سے ایک ہے جس کی تلاش میں دنیا ہمیشہ سے لگی ہوئی ہے۔ اور یہی بات آج کے زمانے میں بھی ضروری ہے۔ انفرادی اور قومی دونوں سطح پر، عوام اور ہر ملک کی حکومت امن کی تلاش میں ہے اور اس کے حصول کے لئے کوششیں بروئے کار لا رہی ہے۔ غریب یہ سمجھتا ہے کہ امیر کے پاس ذہنی سکون ہے اور وہ آسودہ ہے تاہم زیادہ گہرائی پر جا کر تجزیہ کرنے پر ہم دیکھتے ہیں کہ امیر بھی اتنا ہی بے چین او رپریشان حال ہے۔ اور جو بھی بے چین اور پریشان ہو اس کے بارے میں یہ نہیں خیال کیا جاسکتا کہ وہ امن سے ہے۔ قومی سطح پر بھی اور ترقی پذیر اور ترقی یافتہ قوموں کے درمیان یہی صورتحال صادق آتی ہے۔

موجودہ ترقی یافتہ دور میں جدید ذرائع آمد و رفت اور میڈیا کی بدولت آج کی دنیا ایک ''گلوبل ویلج'' کی شکل اختیار کر چکی ہے اس لئے دنیا کے کسی حصہ میں ہوں وہاں پر امن کے اس فقدان کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔ بعض جگہوں پر معاشی بحران نے بے چینی پیدا کی ہے۔ گو کہ قحط کی صورتحال تو نہیں مگر جدید ضروریات زندگی جو زندگی کے آرام کے لئے ایجاد ہوئی ہیں ان کا نہ ہونا ایک بے چینی کو پیدا کر رہا ہے۔ امیر ملکوں میں کوئی قحط یا خشک سالی تو نہیں اور نہ ہی خوراک کی کوئی کمی ہے لیکن زندگی کی ضروریات، آرام دہ زندگی کی ضروریات کم ہوئی ہیں۔ کافی لوگوں کو اب یہ سہولیات میسر نہیں۔ اور جب مختلف انواع کی اشیاء کی سہولیات کی میڈیا پر تشہیر کی جاتی ہے تو ایسی چیزیں لوگوں کی خواہشات کو مزید انگیخت کرتی ہیں۔ اور اس سے صرف غریبوں میں ہی بے چینی پیدا نہیں ہوتی بلکہ آسودہ حال ملکوں کو متوسط طبقے میں بھی اضطراب پیدا ہوتا ہے۔ یہ بے چینی بدامنی میں بدلتی ہے اور پھر یہ بدامنی گھر کے امن کو خراب کرتی ہے۔ یہاں جرمنی میں ایک جائزے میں دکھایا گیا ہے کہ گو طلاق کے بارے میں سخت قوانین نافذ ہیں پھر بھی طلاقوں میں اضافہ ہو رہا ہے۔ سروے کے مطابق اس کی ایک وجہ بے روزگاری ہے اور مادی ضروریات کا پورا نہ ہونا ہے۔ مجھے تو یہ بڑی سچی آبزرویشن معلوم ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ حکومت اور ملکی معاملات چلانے والوں کے مابین جھگڑے بھی ملک میں انتشار پھیلانے کا باعث بن رہے ہیں۔ دنیا میں اپنے مختلف حلقہ اثر قائم کرنے کی جستجو میں بعض ممالک دوسرے ممالک کے ساتھ مدد کے ایسے معاہدے کرتے ہیں جس سے ان کی اپنی معیشت پر اثر پڑتا ہے۔ جس سے عامۃ الناس میں بے چینی پیدا ہوتی ہے جو امن کو تباہ کر دیتی ہے۔ اس کی مثالیں ترقی پذیر ممالک میں سے مل سکتی ہیں اور جرمنی بھی اس سے باہر نہیں ہے۔ آج کی دنیا میں مارکیٹ کی تباہ حالی اور معاشی بحران نے عوام میں بے چینی پیدا کی ہوئی ہے۔ گھریلو سطح سے قومی سطح پر اور قومی سطح سے بین الاقوامی سطح تک ایک بے چینی کی کیفیت پھیلی ہوئی ہے جس سے ہر کوئی فرار چاہتا ہے۔ یہ بے چینی محض معاشی بحران کی پیدا کردہ نہیں ہے بلکہ کئی آسودہ حال افراد بھی اس افراتفری اور بے چینی کا شکار ہیں۔ گو کہ ان کے پاس آسائش کے لئے تمام دنیاوی ذرائع بہم موجود ہیں لیکن ان کے سینوں میں امن نہیں۔ اس مختصر وقت میں مَیں زیادہ تفصیل میں تو نہیں جاسکتا بلکہ اس صورتحال پر مختصراً ہی کچھ بیان کر سکتا ہوں۔

بیرونی سکون کی حالت اور امن کی خواہش اور اندرونی بے سکونی کی حالت اور امن کی خواہش ہر جگہ اور ہر سطح پر نظر آتی ہے۔ پس دنیا یا بیرونی امن کے لئے کوشش اور جدوجہد کرتی ہے تا کہ اس حالت سے نکل کر اپنی زندگی پر امن بنائے یا اندرونی امن کے لئے کوشش اور جدوجہد کرتی ہے تا اس حالت سے نکل کر اپنی زندگی پر امن بنائے۔ لیکن یہ امن کس طرح حاصل ہو؟ باوجود اس کے کہ دنیا کی اکثریت امن کی خواہش رکھتی ہے اور سکون چاہتی ہے۔ یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا حل دنیا نہیں سننا چاہتی یا دنیا کی اکثریت حاصل ہی نہیں کرنا چاہتی۔

اس کا حل پانے پر راضی ہو بھی جائیں تا امن میں رہ سکیں تب بھی وہ ان راہوں کو اختیار کرنے پر رضا مند نہیں جن پر چل کر اس (امن) کو حاصل کیا جا سکتا ہے۔ یہ راستہ جتنا آسان ہے اتنا ہی مشکل بھی ہے۔ اور یہ اصول اور یہ حل خالق کائنات نے قرآن مجید میں بیان کیا ہے۔ قرآن بیان کرتا ہے کہ ''سنو! اللہ ہی کے ذکر سے دل اطمینان پکڑتے ہیں''۔

آج انسانیت خدا کے حقیقی ذکر سے دور جا چکی ہے اور اسے بھول چکی ہے۔ بعض تو خدا تعالیٰ کی ہستی کے ہی منکر ہیں اسی وجہ سے وہ اس طرف توجہ نہیں کرنا چاہتے۔

بعض دوسرے سمجھتے ہیں کہ مذہب ہی دنیا میں بے چینی کا اصل سبب ہے گو کہ وہ خالق کی ہستی پر ایمان رکھتے ہیں لیکن مذہب کی حقیقی تعلیمات کے کم فہم کی وجہ سے یا پھر ایسے مذہبی علم رکھنے والوں کی غلط تفاسیر کی وجہ سے جو علماء سمجھتے جاتے ہیں ایسے لوگ جو مذہب کے خلاف ہیں۔ مذہب کو دنیا میں اٹھنے والی بدامنی او رمشکلات کا باعث گردانتے ہیں اور مذاہب کے درمیان جو خلیج ہے وہ بھی بڑھ رہی ہے۔ ان چیزوں نے ایک گروہ کو مذہب اور دین سے بالکل ہی غیر تعلق بنا دیا ہے۔ اگر غور کیا جائے تو یہ بات بدیہی طور پر واضح دکھائی دیتی ہے کہ اگر دنیا اور اس کا خالق ایک ہی ہے اور اسی نے تمام انسانوں کو پیدا کیا ہے اور اگر تمام مذاہب اسی کی طرف سے آئے ہیں تو یہ بے چینی جو نظر آ رہی ہے اور لوگوں میں جو اضطراب ہے اسے نہیں ہونا چاہئے تھا۔ درحقیقت مذاہب کے درمیان کوئی خلیج حائل نہیں ہے۔ تمام اقوام میں رسول بھیجے گئے ان میں سے بعض نے ہمیں بعد میں آنے والے رسولوں کی بابت خبر دی اور بعض نے ہمیں اس آخری نبی کے آنے کی خبر دی جس کے ہاتھ پر دنیا اکٹھی ہونی تھی کہ پھر دنیا میں مذاہب کے مابین کوئی اختلاف باقی نہ رہے۔ ہمارے عقائد کے مطابق یہ آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں لیکن انہیں یہ نہیں سکھلایا گیا تھا کہ وہ انہیں ماننے والوں کے خلاف طاقت استعمال کریں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ قرآن مجید تو یہ کہتا ہے۔ ''دین میں کوئی جبر نہیں۔ یقیناً ہدایت گمراہی سے کھل کر نمایاں ہو چکی۔ پس جو کوئی شیطان کا انکار کرے اور اللہ پر ایمان لائے تو یقیناً اس نے ایک ایسے مضبوط کڑے کو پکڑ لیا جس کا ٹوٹنا ممکن نہیں۔ اور اللہ بہت سننے والا اور دائمی علم رکھنے والا ہے''۔

پس یہ بات بالکل واضح ہے کہ گزشتہ انبیاء کی پیشگوئیوں کے عین مطابق یہ نبی بھی اسی خدا کی طرف سے آیا جو پہلے بھی انبیاء کو دنیا میں بھیجتا رہا ہے۔ آپ ؐ آئے تا دنیا اکٹھی ہو اور ایک قوم بن جائے تا دنیا میں امن قائم ہو۔

یہ آیت بڑے واضح طور پر بیان کر رہی ہے کہ اگر کوئی اس کو نہ مانے تو یہ یاد رکھو کہ مذہب میں کوئی جبر نہیں۔ یہی وہ تعلیم ہے جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی عمل کیا اور آپ کے خلفاء راشدین نے اور مذہبی علم بلکہ کہنا چاہئے حقیقی مذہبی علم رکھنے والوں نے بھی عمل کیا اور نیکیاں بجا لائے۔ انہوں نے تلوار صرف اسی صورت میں اٹھائی جب بربریت تمام حدیں پھلانگ گئی اور آخری راہ کے طور پر جب ان پر جنگ مسلط کی گئی۔ اگر ہم عدم تشدد کی اس تعلیم کا بغور مشاہدہ کریں تو یہ یہاں ختم نہیں ہو جاتی بلکہ مزید کہتی ہے کہ اس ظالم کو جو مذہب کے نام پر تم پر سختی کرتا ہے بتلایا جائے کہ تم اور ہم بالآخر خدا کی ہی مخلوق ہیں۔ وہ نبی اور کتاب جس کو تم مانتے ہو وہ بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی ہے۔ اور اس مذہب، نبی اور کتاب میں خدا کے حکم کے بارے میں غلطی خوردہ ہو تو ٹھیک ہے اس آخری نبی کو مت مانو مگر اپنی اسی بات پر مصر رہنے کی وجہ سے دنیا کے امن کو تباہ مت کرو۔ آؤ اور محبت اور رواداری کا ایک ماحول قائم کرو۔

آؤ ان اقدار پر اکٹھے ہوں جو ہم میں مشترک ہیں اور سب سے بڑھ کر جو قدر مشترک ہے وہ ذات باری تعالیٰ ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں کہتا ہے کہ ''تو کہہ دے اے اہل کتاب اس کلمہ کی طرف آ جاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کریں گے اور نہ ہی کسی چیز کو اس کا شریک ٹھہرائیں گے اور ہم میں سے کوئی کسی دوسرے کو اللہ کے سوا رب نہیں بنائے گا۔ پس اگر وہ پھر جائیں تو تم کہہ دو کہ گواہ رہنا کہ یقیناً ہم مسلمان ہیں''۔

یہ تعلیم ایسی ہے کہ یہ دلوں سے بغض اور نفرت مٹا دیتی ہے۔ حقیقت میں یہ جذبہ بڑی طاقت سے ابھرے گا کہ سب باوجود اختلاف مذاہب کے ایک ہی خالق و مالک کی مخلوق ہیں اور پیدا کرنے والے کی رضا حاصل کرنے کی خاطر ہمیں مذاہب کے اختلافات کو مٹا کر ایک ہو کر رہنا چاہئے۔ اور انسانی اقدار کو فوقیت دینی چاہئے تاہم شیطان کے مقابل متحد ہو سکیں جو امن عالم کے درپے ہے۔

ایک اور چیز جو آج دنیا کے امن کو تباہ کرنے میں اہم کردار ادا کر رہی ہے یہ ہے کہ بعض لوگ جو یہ زعم رکھتے ہیں کہ کیونکہ وہ ذہین اور زیادہ پڑھے لکھے اور آزاد ہیں اس لئے انہیں کھلی چھٹی ہے کہ وہ بانیان مذاہب کی تضحیک کریں اور وہ سمجھتے ہیں کہ مذاق اُڑانے اور تمسخر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ یہ کسی بھی طرح آزادی نہیں بلکہ یہ آزادی کے نام پر انسانیت کے منہ پر بدنما دھبہ ہے۔ یہ انسانی اقدار کو تباہ کرنے کے مترادف ہے۔ یہ دل میں موجود بے چینی اور اضطراب دور کرنے کی ایک ناکام کوشش ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کسی کی عزت کے ساتھ کھیلا جائے۔ جب ایک انتہائی بے شرم انسان بھی ایسی حرکات کے خلاف ردّعمل ظاہر کرتا ہے تو یہ بات صاف ہے کہ وہ انتقام لینے کی خاطر غلط انداز میں اپنا ردّعمل ظاہر کرے گا۔ یہ نقصان اور گھاٹے کا عمل ہے اور اس طرح بدامنی کی نئی راہیں کھلتی ہیں۔

میں یقین رکھتا ہوں کہ آج کل کے مسلمان جو صحیح قیادت سے محروم ہیں اور بسا اوقات غلط طرز عمل اختیار کرتے ہیں وہ ایسا اس اشتعال انگیزی کے براہ راست نتیجہ کے طور پر کرتے ہیں اور وہ گروہ جو اپنے مذموم مقاصد کا حصول چاہتا ہے وہ اس صورتحال کو اپنے مفاد میں استعمال کرتا ہے۔

انسان سوچتا ہے کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے امن کا حصول ممکن ہے تو پھر مسلمانوں میں، مسلمان گروہوں میں امن کا فقدان کیوں ہے جیسے میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد کے زمانے میں جب تک مسلمانوں نے اسلام کی حقیقی تعلیم پر عمل کیا اور امن کی حقیقی تڑپ قائم رہی تب تک امن قائم رہا۔ دوسرا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد زمانہ گزرنے کے ساتھ ساتھ بدی نے جڑ پکڑنا شروع کر دی۔ یہ ایک ایسی چیز ہے جو ہر مذہب کے ساتھ ہے اور اسلام کے ساتھ بھی یہی ہوا۔ نفسانی اغراض کے مقاصد اور علماء

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں
تیلگو اور اُردو لٹریچر فری دستیاب ہے
فون نمبر: 0924618281,04027172202
09849128919, 08019590070
منجانب: ڈیکو بلڈرز حیدرآباد۔ آندھرا پردیش

نے مسلمانوں کا استحصال کرتے ہوئے انہیں گمراہ کیا۔

اسلام کا قضیہ یہاں ختم نہیں ہوا۔ دنیا کے قوانین اور ضابطے نظام قدرت کے قوانین کے تابع ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی مسلمانوں کی اس حالت کے بارے میں پیشگوئی فرمادی تھی اور آپؐ نے اس کا علاج بھی بتلا دیا تھا کہ ایسے حالات میں اور ایسے وقت میں ایک مسیح موعود اور مصلح میری امت میں ظاہر ہوگا جو مسلمانوں کو اکٹھا کرے گا اور ان کی بدیاں دور کرے گا اور وہ مسلمان جو اس کے ہاتھ پر جمع ہوں گے اور وہ غیر مسلم جو اس کے ہاتھ پر جمع ہوں گے وہ ان تعلیمات پر عمل کریں گے جو اسلام کی حقیقی تعلیمات ہیں اور جو امن کی ضامن ہیں۔

احمدیہ مسلم جماعت کی 120 سالہ تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ بحیثیت جماعت ہم ہمیشہ کوشش کرتے رہتے ہیں کہ دنیا میں امن قائم کیا جائے۔ ابھی حال ہی میں احمدیہ مساجد میں قتل عام کیا گیا ہے جس میں 86 احمدی شہید ہوئے اور کئی زخمی ہوئے۔ اسلام کی حقیقی تعلیم پر عمل پیرا ہوتے ہوئے ہم احتجاج کرتے ہوئے سڑکوں پر نہیں نکلے حالانکہ احمدی بھی انہیں لوگوں سے نکلے ہیں جو ذرا ذرا سی بات پر اسلحہ اٹھا لیتے ہیں۔ جو سڑکوں پر پُرتشدد مظاہرے کرتے ہیں اور قومی اثاثوں کو تباہ کرتے ہیں۔ بلکہ اپنے مذہب کی حقیقی تعلیم کے ادراک نے ہمیں صبر سے، برداشت سے قانون کے دائرے کے اندر رہنے کا حوصلہ دیا۔ جب تک خلافت کی صورت میں جماعت احمدیہ میں ہدایت موجود ہے اس وقت تک کبھی کسی غیر مناسب ردّعمل کا مظاہرہ نہیں ہوگا۔ ہم ایمان رکھتے ہیں کہ خدا جس نے خلافت کے وعدے کا ایفاء کیا وہ اپنے اس وعدہ کو بھی پورا کرے گا کہ امن عالم صرف خلافت کے ذریعے قائم ہوسکتا ہے۔

آپ ممکن ہے اسے ایک مذہبی رہنما کی خوش فہمی خیال کریں لیکن میں ایک پختہ یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ دنیا اسے ایک دن ضرور پورا ہوتا دیکھے گی۔ جیسا میں نے پہلے کہا ہے، خارجی اور داخلی امن یہ دو وہ اہم ترین مسئلے ہیں جن میں دنیا آج الجھی ہوئی ہے۔ لیکن بیرونی امن اس وقت تک ممکن نہیں جب تک اندرونی طور پر امن قائم نہ ہو۔

پس اگر ہم دنیا کو امن کا گہوارہ بنانا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنے دلوں میں امن پیدا کرنے کی راہیں ڈھونڈنی ہوں گی۔ جب انسان اندرونی امن حاصل کر لیتا ہے جو بیرونی امن کے حصول کا ایک ذریعہ ہے تو مذاہب، عقائد اور رنگ سے بالاتر ہوکر ہر شخص دوسروں کے بارے میں ہمدردانہ جذبات رکھنے لگتا ہے۔ اور اس کے بغیر امن ممکن نہیں۔ آدمی بالعموم اپنے لئے تو امن چاہتا ہے مگر اپنے دشمنوں کے لئے نہیں۔ آدمی اپنے لئے امن چاہتا ہے کہ وہ معاشی مشکلات سے بچا رہے اور یہ کہ اس کے بیوی بچے ایک پرامن زندگی گزاریں اس کا ملک کسی قسم کی افراتفری، بحران، بدامنی اور جنگ کا شکار نہ ہو لیکن اپنے دشمن کے لئے وہ ایسے جذبات نہیں رکھتا۔ جیسا میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ ایسا اس لئے ہے کہ انسان اپنے خالق سے دور ہٹ گیا ہے۔ جب یہ یقین پیدا ہو کہ ایک قادر اور اعلیٰ ہستی ہے جو ہم سے بالا ہے جو آسمان و زمین میں جو کچھ ہے اس کی خالق ہے۔ جو ہر عمل دیکھ رہی ہے۔ وہ بالا ہستی چاہتی ہے کہ امن کسی ذات سے مخصوص نہ ہو بلکہ پوری دنیا میں پھیلے۔ وہ بالا ہستی کسی ایک ملک کے لئے امن نہیں چاہتی بلکہ دنیا کے تمام ممالک کے لئے چاہتی ہے۔ پس چاہئے کہ خالق کائنات کی خاطر اپنے ذہنوں کو ایسی وسعت دی جائے جیسے اپنے لئے۔ جب تک اس طرح کی سوچ اور عقیدہ راسخ نہیں ہوگا دنیا میں امن محفوظ نہیں رہ سکتا۔

یہ بات واضح ہے کہ جنگیں اور بدامنی جو دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں سب لوگوں کی غلط خواہشات کا نتیجہ ہے۔ دنیا میں امن کی خاطر ہی ''لیگ آف نیشنز'' کا قیام عمل میں آیا تھا مگر بعض غلط خواہشات کے نتیجہ میں محض بیس سال بعد دنیا ایک عالمی جنگ میں گھر گئی۔ پھر اقوام متحدہ بنی جس کے منفی محرکات بالکل آغاز سے ہی سامنے آگئے جب اس نے چند مخصوص بڑی طاقتوں کو ویٹو کا حق دیا۔ ان بڑی طاقتوں نے اپنے لئے بعض اور اصول وضع کئے اور کمزور ملکوں کے لئے اور۔ کیا اس طرز سے امن قائم کیا جا سکتا ہے۔ اسلام تو مزید یہ بھی کہتا ہے کہ اگر کوئی ملک غلط طور پر کسی دوسرے ملک پر حملہ کرے تو دوسرے ہمسایہ ممالک کوشش کریں کہ ان کے درمیان مساوات کے ذریعے امن قائم کیا جائے۔ ظالم کو جنگ کے بعد سزا دینے کی خاطر حد سے تجاوز نہیں کرنا چاہئے۔ صرف امن کا معاہدہ ہو اور مناسب سزا دی جائے۔ ایسا نہ ہو کہ بعضوں کو ان کے حقوق سے ہی محروم کر دیا جائے۔ مثلاً ان کی زمین پر قبضہ کر لیا جائے یا ان کے وسائل کو ہتھیا لیا جائے۔ ایسے اقدام یقینی طور پر ایسے ردعمل سامنے لاتے ہیں جس سے امن تباہ ہو جاتا ہے۔ جرمن قوم اس حقیقت سے خوب آگاہ ہے۔ اس لئے دنیاوی لوگ جو خدا سے بہت دور ہیں جب وہ قوانین وضع کرتے ہیں تو اس میں ضرور بعض خامیاں ہوتی ہیں۔ اگر اس حکم پر کہ جو اپنے لئے پسند کرو وہی دوسروں کے لئے پسند کرو، صحیح طور پر عمل نہ ہو تو حقیقی بھائی چارہ اور امن قائم نہیں ہوسکتا۔ ایسا تبھی ممکن ہے جب خدائے واحد سے دور جانے کی بجائے ہم اس کے قرب کے حصول کی کوشش کریں۔

ہم احمدی مسلمان اخلاص سے یہ چاہتے ہیں کہ اس پیغام کی اشاعت ہو کہ حقیقی امن خدائے واحد پر ایمان کے بغیر ممکن نہیں۔ ہم اپنی دعاؤں میں ہمیشہ یہ کہتے ہیں کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ جو کچھ زمین و آسمان میں ہے اس کا پالنے والا ہے اور وہ ایسا قابل تعریف خدا ہے جو مسیحیوں کا بھی خیال رکھتا ہے، وہی ہے جو یہودیوں کا بھی خیال رکھتا ہے اور وہی ہے جو مسلمانوں کا بھی خیال رکھتا ہے اور وہ دوسرے مذاہب کا بھی خیال رکھتا ہے جس طرح وہ ایشیائی باشندوں کا خیال رکھتا ہے ویسا ہی وہ افریقی، یورپین اور جزائر کے رہنے والوں کا بھی خیال رکھتا ہے۔ جب ہماری طرز فکر اس طرح کی ہو جاتی ہے کہ ہمارے دوسرے ملکوں کے ساتھ تعلقات کی بنیاد ہمارے خدا کے ساتھ تعلق پر ہو تب ہم ہر شئ میں خدا کی عظمت پاتے ہیں۔ اور پھر کوئی بھی اپنے اندر کسی کے خلاف دشمنی اور بغض نہیں رکھے گا۔ کسی کے دل میں کسی شخص یا قوم کے خلاف کوئی کینہ نہیں ہوگا کیونکہ یہ ممکن ہی نہیں کہ کوئی ایک خدا پر ایمان بھی لے کر آئے اور پھر اپنے سینے میں کسی کے خلاف کینہ او بغض بھی رکھے۔ یہی وہ خوبصورت اندرونی امن ہے کہ جب یہ ہمارے دلوں میں قائم ہو جائے گا تو پھر یہ ہر قسم کے امن کی ضمانت بن جائے گا۔

پس بغیر کسی دلیل اور ثبوت کے مذہب کو بدامنی اور انتشار کا ذمہ دار ٹھہرانا خدا پر الزام ہے جو خدا کے پیغام کو نہ سمجھنے کی وجہ سے لگایا جاتا ہے۔

امن کا موضوع اس قدر وسیع ہے کہ اس مختصر وقت میں کوئی اس کے ساتھ انصاف نہیں کرسکتا۔ میں نے صرف چند اشارے دیئے ہیں اس امید اور دعا کے ساتھ کہ آپ ان پر غور کریں گے۔ احمدیہ مسلم جماعت انسانی اقدار اور ہستی باری تعالیٰ پر ایمان کے لئے پوری دنیا میں کوشاں ہے۔

میں آپ سب کا شکر گزار ہوں جنہوں نے اپنا قیمتی وقت نکالا اور اس تقریب میں شامل ہوئے۔

آپ سب کا شکریہ۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب پانچ بج کر چالیس منٹ تک جاری رہا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آخر پر ایک بار پھر سب مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے آئے۔

نو بج کر پچاس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لا کر نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی جائے رہائش پر تشریف لے گئے۔

(باقی آئندہ) ☆☆☆

اللہ کے نام پر ......!!

مورخہ ۲۸ مئی کو پاکستان کے شہر لاہور میں جماعت احمدیہ کی دو مساجد پر دہشت گردوں نے جو ظالمانہ حملہ کر کے درجنوں احمدیوں کو شہید کر دیا۔ اس ظالمانہ کاروائی پر دنیا بھر کی پرنٹ و الیکٹرانک میڈیا نے احتجاج کیا ہے۔ بھارت کے صوبہ (جھارکھنڈ) سے شائع ہونے والی اخبار'' رانچی ایکسپریس'' بزبان ہندی کے نمائندہ ارجن شرما نے اپنے کالم میں لکھا ہے:۔

کیا یہ بات حیران اور پریشان کرنے والی نہیں کہ 123 سالوں سے قائم ایک اسلامی جماعت جماعت احمدیہکو پاکستان میں خود کو مسلم کہنے سے روکنے کے لئے باقاعدہ ایک سخت قانون کام کر رہا ہے۔ پاکستان میں احمدیہ احباب پر مسلم دنیا میں ملنے پر استعمال کئے جانے والے السلام علیکم کا استعمال کرتے ہوئے پکڑے جانے پر تین سال تک قید یا جرمانہ لگنے کا قانون ہے۔

اذان دینا بھی منع :جماعت احمدیہ پاکستان میں 26 اپریل 1984ء میں باقاعدہ قانون کی دفعہ 295.C میں ترمیم کر کے صدر ضیاء الحق کے ذریعہ غیر اسلامک و اسلامی دشمن قرار دی جا چکی ہے۔ اور اس قانون کو پوری طرح سے لاگو کرنے کے لئے 5 اکتوبر 1986ء کو قانون کی دفعہ 198 میں ترمیم کرے حضرت محمد ﷺ اور ان کے خاندان کے افراد کے تئیں گستاخی کرنے کے جرم میں موت کی سزا کا انتظام کیا گیا۔

اس نئے قانون کو پاکستان میں گستاخی رسول کا قانون کہا جاتا ہے۔ اس قانون کے تحت کوئی بھی احمدی اپنی مذہبی جگہ کو مسجد نہیں کہہ سکتا۔ 3 سال کی قید اور جرمانہ کی سزا ہے مزہبی عبادت گاہ کو مسجد کہنے پر۔ مذہب اِسلام میں نماز سے پہلے اذان دینے کا طریق ہے، مگر احمدی مسلمان کو اذان دینے کا بھی حق نہیں ہے اور نہ ہی اذان لفظ کو استعمال کرنے کا۔ یہ لفظ احمدیوں کے لئے لکھنے، بولنے یہاں تک کے خیالات سے زبان پر لانا بھی ممنوع ہے۔

احمدی مسلمانوں کے خلاف ان قانونوں کی ترمیم کو اس لئے جائز ٹھہرایا گیا ہے کہ یہ جماعت خود کو مسلم کہتی ہے اور پیش کرتی ہے۔۔ اس لئے ان کی ہر حرکت کو غیر اسلامی قرار دیا جا چکا ہے۔

امنیسٹی انٹرنیشنل پاکستان کے صدر فیض الرحمان کی رپورٹ میں یہ صاف لکھا ہے کہ سال 1974ء تک بڑی تعداد میں جماعت احمدیہ کے لوگ پاکستان کی حکومت میں اعلیٰ عہدوں پر متمکن تھے جن میں پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان اور نوبیل انعام جیتنے والے پروفیسر عبدالسلام بھی تھے۔

آنسوں بھانا ھے منع: آج کی تازہ موجودہ حالت یہ ہے کہ اونچی تعلیم اور سرکاری نوکریوں میں اگر کوئی احمدی ملے گا تو سب سے نیچے کے عہدوں میں ہی دیکھا جا سکے گا۔ ووٹر کارڈ بنوانے، پاسپورٹ، ڈرائیونگ لائسنس، پانی اور بجلی کا کنکشن، تعلیم نوکری، زمین کا خریدنا و بیچنا اور ہسپتال کی خدمات ان سبھی معاملوں میں جو فارم ہر پاکستانی کو بھرنا پڑتا ہے، اُس پر لکھا ہے کہ میں جماعت احمدیہ کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کو جھوٹا اور ان کی تعلیم کو اسلام مخالف مانتا ہوں۔

اس عبارت پر کوئی بھی احمدی دستخط نہیں کرتا جس کے چلتے ان خدمات میں تحریری اور زبانی تفریق کا قانون چلایا جاتا ہے۔ پاکستان میں ووٹ بنانے سے لے کر سبھی معاملوں میں سرکار نے ان کے ووٹ کے حق کو نہیں چھینا پر فارم پر لکھی تحریر جو کہ ان کے فرقہ کے بانی کے خلاف ہے اس پر احمدی دستخط نہیں کرتا لہٰذا سرکار اس فارم کو ادھورا مانتے ہوئے اسے ووٹ نہیں مانتی۔

احمدی لوگوں کی قابل رحم حالت سے ہمدردی رکھنے والا ایک اخبار بھی ہے الفضل۔ اس اخبار کو 25 جولائی 2002ء سے شائع کئے جانے پر پاکستان کی آنترک محکمہ کے ذریعہ خط نمبر 2002 / 21.S.P.L.3 مورخہ 25 جولائی 2002ء کے مطابق پابندی عائد کر دی گئی ہے۔ اس ممنوعہ چٹھی میں محکمہ نے احمدیوں کی تبلیغ کو بڑھاوا دے رہے اس اخبار کی اشاعت پر اور اس کی ضلع میاں والی و سرگودھہ میں جماعت کی بڑھ رہی تعداد پر بے حد حیرت وغصہ سے بھرا ردعمل ظاہر کیا ہے۔ اس ممانعت کے بعد الفضل کے دفتر پر مارے گئے چھاپے کے دوران جو شخص بھی ملا، اسے تین سے لیکر آٹھ سال تک کے لئے جیل میں ڈال دیا گیا جن کی نہ کوئی دلیل اور نہ کوئی اپیل سنی گئی۔

پریس کی آزادی پر ہوئے حملہ پر پاکستان میں کسی نے آنسوں نہیں بہائے جبکہ احمدیاں کو آنسوں بہانے کی اجازت نہیں دی گئی۔ الفضل کے علاوہ دیگر پانچ رسالے بھی ایسے ہیں جو جماعت احمدیہ کی قدروں کو سمجھتے ہیں جن میں ماہنامہ مصباح، ماہنامہ انصار اللہ، ماہنامہ خالد، ماہنامہ تشحیذ الاذہان، ماہنامہ تحریک جدید۔ ان رسالوں کے سبھی ایڈیٹر صاحبان اور ناشر صاحبان پر تعزیرات 29B اور C کے تحت بار بار کیس درج کئے جاتے رہے۔

اللہ کے نام پر: سرکاری قانون کی تبدیلی کے نتیجہ میں احمدیہ جماعت کو کئی طریقے سے نقصان پہنچا جن میں 105 احمدیوں کو شہید کیا، 120 کے قتل کی کوشش ہوئی، 22 مسجدوں کو توڑا گیا، مسجدوں کو سرکاری اتھارٹی نے سیل کر آگ لگادی، 14 مسجدوں پر قبضہ کرلیا گیا، 41 مسجدوں کو ممنوع قرار دے دیا گیا۔ احمدیوں کی قبروں کو توڑ دیا گیا و لاشوں کی بے حرمتی کی گئی۔ 47 احمدیوں کو دفنانے پر مناہی کر دی گئی۔

پھر بھی کوئی احمدی پاکستان کے خلا ف نہیں بولتا: آپ لوگوں پر اتنا جرم ہو رہا ہے پھر بھی آپ پاکستان کو اپنا ملک مانتے ہیں اور ملک کے خلاف کبھی نہیں جاتے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ یہ سوال میں نے دسمبر میں قادیان میں منعقدہ جلسہ سالانہ میں ایک عالم (جنہوں نے آدھہ درجن کے قریب موضوع پر M.A اور بعد میں Phd بھی کیا) ڈاکٹر دوست محمد شاہد سے کیا۔ فرشتوں جیسے جسم کے مالک شاہد صاحب کا کہنا تھا کہ ان کے فرقہ کے بانی مرزا غلام احمد صاحب نے اپنے ہر ماننے والے کو یہ تعلیم پوری تاکید سے دی ہے کہ جس ملک میں رہو، اس کی مٹی کے تئیں وفادار رہو۔ یہی وجہ ہے کہ ہم ظلم و ستم سہہ کر بھی پاکستان کو اپنا وطن مانتے ہیں۔ ملک کا نظام چلانے والے نفرت و غفلت کے جذبہ کا شکار ہو سکتے ہیں لیکن ملک کا اس میں کوئی قصور نہیں۔

......احمدیہ جماعت عادتاً پڑھے لکھے عالم سمجھدار و صابر لوگوں کی جماعت ہے۔ کیا یہ بات قابل غور نہیں کہ پاکستان کے ذریعہ پھلائے جا رہے دہشت گردی کے کھیل میں کبھی بھی کوئی احمدی شامل نہیں ہوا۔ یہ لوگ شانتی و امن پسند لوگ ہیں۔ مذہب کے نام پر انتہاء پسندی اور شدت پسندی تو جیسے ان سے نکال کر باہر کر دی گئی ہے۔ ضلع گورداسپور واقع قادیان میں ہی احمدیہ فرقہ کی بنیاد (حضرت) مرزا غلام احمد قادیان کے ذریعہ رکھی گئی بس انکا قصور صرف اتنا ہی ہے کہ یہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور مسلم دھرم کو صحیح معنوں میں جانتے ہیں اور اُن انتہا پسند لوگوں سے کہیں زیادہ دھرم (مذہب) کا مطلب جانتے ہیں جنہیں اسلام کا صرف نفرت پھلانے والا ایک ہتھیار ہی سمجھ آتا ہے۔ اس خاموش و خدارسیدہ جماعت پر پاکستان میں بہت ظلم ہو رہا ہے۔ حال ہی میں لاہور کی دو احمدیہ مسجدوں پر حملوں کو چاہے دہشت گردی جیسے واقعات کا نام دیا جائے پر اُن کی جڑوں میں تو وہ سچ ہے جس کا خلاصہ ہم نے پہلے کیا ہے۔'' (رانچی ایکسپرس رانچی مورخہ 27.7.2010)

(مترجم: شیخ مجاہد احمد شاستری۔ سیکرٹری پریس کمیٹی برائے دِفاعِ اسلام)

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ 28

میں اس بات کو بطور ریکارڈ پیش فرمایا کہ تَبَّتْ يَدَآ اَبِیْ لَهَبٍ وَّتَبّ۔ (سورۃ اللھب آیت:۱)

ترجمہ: ابولہب کے دونوں ہاتھ ہلاک ہوئے اور وہ بھی ہلاک ہوگیا۔

خطبہ کے آخر میں حضور نے فرمایا کہ ہر زمانہ میں دشمنان اسلام اپنے انجام تک پہنچتے رہے ہیں اور ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آپؐ کی بلند شان اور پیار کے نظارے دکھاتا رہے۔ اور ہم حقیقی رنگ میں قرآن مجید کی تعلیم اپنے اوپر لاگو کرنے والے ہوں اور حقیقی رنگ میں ایسے مومن بنیں جس کی آنحضرتؐ نے توقع کی تھی۔

ارشاد نبویؐ

اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْن

(نماز دین کا ستون ہے)

طالب دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز

AUTO TRADERS

16 مینگو لین کلکتہ 70001

دکان: 2248-5222

2248-16522243-0794

رہائش:: 2237-0471, 2237-8468

بسم اللہِ الرحمن الرحیم

وَسِّعْ مَکَانَکَ (الہام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام)

BUILD YOUR OWN HOUSE IN QADIAN DARUL AMAN

M/S ALLADIN BUILDERS

Please contact us for good quality construction works in Qadian Darul Aman

Contact : Khalid Ahmad Alladin

#67, WHITE AVENUE, QADIAN, PUNJAB 143516 INDIA

Phones: +91 9872370449 , +91 98780226396

Emal: khalid@alladinbuilders.com

Please visit us at : www.alladinbuilders.com

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کی مستقل نشریات

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیزکے پروگرام

نام پروگرام	دن		وقت
خطبہ جمعہ Live	جمعہ	شام	6-30
Repeat	جمعہ	رات	9-45
Repeat	ہفتہ	صبح	8-45
Repeat	ہفتہ	شام	3.20
Repeat	اتوار	صبح	8-45
Repeat	اتوار	شام	7-35
Repeat	جمعرات	صبح	9-15
Repeat	جمعرات	شام	6-00
گلشن وقفِ نو	جمعہ	دوپہر	1-00
	ہفتہ	رات	8-25
	اتوار	دوپہر	12-00
	سوموار	دوپہر	01-00
	منگل	دوپہر	01-00

ایم ٹی اے کی Live نشریات

راہِ ھُدیٰ Repeate'	ہفتہ	صبح	9-55
Live	ہفتہ	رات	9-50
Repeate	منگل	رات	10-00
Faith Matters	اتوار	صبح	10-25
	اتوار	دوپہر	01-25
	اتوار	رات	10-00
	بدھ	رات	10-15
	جمعرات	دوپہر	01-35
انتخابِ سخن Live	ہفتہ	شام	6-15

آؤ قرآن مجید سیکھیں

یسرنا القرآن کلاس	اتوار	صبح	07-10
	اتوار	شام	05-40
	سوموار	صبح	06-15
لقاء مع العرب	جمعہ	صبح	7-00
ترجمۃ القرآن	جمعہ	صبح	9-45

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے پروگرام

سوال و جواب (اردو)	جمعہ	دوپہر	2-30
لقاء مع العرب	ہفتہ	صبح	7.05
سوال و جواب (اردو)	ہفتہ	دوپہر	2-00
لقاء مع العرب	اتوار	صبح	7-40
سوال و جواب (انگریزی)	سوموار	صبح	10-25
لقاء مع العرب	منگل	صبح	6-55
سوال و جواب (فرینچ)	منگل	صبح	9-00
سوال و جواب	منگل	دوپہر	2-30
لقاء مع العرب	بُدھ	صبح	6-50
سوال و جواب	بدھ	صبح	9-15
سوال و جواب	بدھ	دوپہر	2-15
خطبہ جمعہ	بدھ	شام	6-15
لقاء مع العرب	جمعرات	صبح	6-10
خطبہ جمعہ	جمعرات	صبح	9-55
سوال و جواب (انگلش)	جمعرات	دوپہر	2-40
ترجمۃ القرآن	جمعرات	رات	7-35

خبروں کے اوقات

خبرنامہ اردو	روزانہ	صبح	5-35
	روزانہ	صبح	8-35
	روزانہ	رات	9-30
عالمگیر جماعتی خبریں	روزانہ	صبح	6-15
	روزانہ	دوپہر	12-00
	روزانہ	شام	5-30
انگریزی خبریں	روزانہ	رات	11-30
سائنس اور میڈیکل کی خبریں	جمعہ	صبح	06-30
" "	منگل	صبح	06-30
" "	منگل	رات	06-20

ایم ٹی اے انٹرنیشنل

(M.T.A International)

کی ڈش لگانے کیلئے مندرجہ ذیل سیٹیلائٹ سیٹنگ سے استفادہ کریں

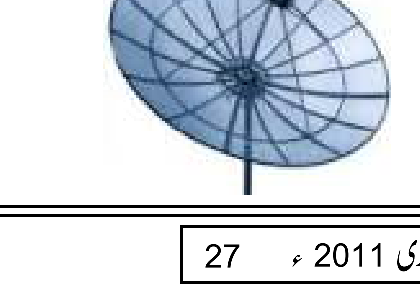

Satalite	:	Asia Set 3S
Position	:	105.5 East
Frequency	:	3.760 Mhz
Min Dish Size	:	1.8 Size
Polarisation	:	Horizontal
Symbol Rate	:	2600 Mbps
Fec	:	7/8

EDITOR
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel. : (0091) 1872-220757
Tel. : (0091) 1872-221702
(Mob.): " 9915379255
badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADR Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA

Vol. 60 Thursday 3-10 Feb 2011 Issue No. 5-6

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 350/-
By Air : 35 Pounds Or 60 U.S. $
: 40 Euro
: 65 Canadian Dollar

ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آ کر آنحضرتؐ کے مقام اعلیٰ وارفع کو پہچانا انبیاء سے استہزاء اور مخالفت کرنے والوں کی پکڑ کا کام خدا تعالیٰ نے خود اپنے ہاتھ میں لیا ہے

اللہ تعالیٰ ہمیں آنحضرت ﷺ کی بلند شان اور پیار کے نظارے دکھاتا رہے

خلاصہ خطبہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مورخہ 28 جنوری 2010 بمقام لندن یو کے

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث قدسی ہے کہ لولاک لما خلقت الافلاک یعنی اے محمد اگر تجھے پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو یہ زمین و آسمان پیدا نہ کئے جاتے۔ اس حدیث کی صحت کے بارے میں علماء اختلاف کرتے ہیں۔ مگر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام آنحضرت ﷺ کی بلند شان کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”دَنَا فَتَدَلّٰی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں آیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اُوپر کی طرف ہو کر نوعِ انسان کی طرف جھکا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال اعلیٰ درجہ کا کمال ہے جس کی نظیر نہیں مل سکتی اور اس کمال میں آپ کے دو درجے بیان فرمائے ہیں ایک صعود دوسرا نزول۔ اللہ تعالیٰ کی طرف تو آپؐ کا صعود ہوا یعنی خدا تعالیٰ کی محبت اور صدق و وفا میں ایسے کھینچے گئے کہ خود اس ذاتِ اقدس کے دنو کا درجہ آپ کو عطا ہوا۔ دنوّ اقرب سے ابلغ ہے اِس لئے یہاں یہ لفظ اختیار کیا۔ جب اللہ تعالیٰ کے فیوضات اور برکات سے آپؐ نے حصہ لیا تو پھر بنی نوع پر رحمت کے لئے نزول فرمایا۔ یہ وہی رحمت تھی جس کا اشارہ مَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ (سورۃ الانبیاء:۱۰۸) میں فرمایا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اِسم قاسم کا بھی یہی سِر ہے کہ آپؐ اللہ تعالیٰ سے لیتے ہیں اور پھر مخلوق کو پہنچاتے ہیں۔ پس مخلوق کو پہنچانے کے واسطے آپؐ کا نزول ہوا۔ اِس دَنَا فَتَدَلّٰی میں اسی صعود اور نزول کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علو مرتبہ کی دلیل ہے۔

(الحکم جلد ۹ نمبر ۲۲ مورخہ ۱۰ر ستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ:۸)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پس یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آ کر آنحضرت ﷺ کے مقام اعلیٰ وارفع کو پہچانا۔ اس تسلسل میں حضور نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کی خاطر ہی آسمان وزمین کی پیدائش کی گئی ہے اور آپؐ کے کئی ایسے معجزات ہیں جو خصوصیت سے افلاک سے تعلق رکھتے ہیں۔ خصوصاً معجزہ شق القمر جو آپؐ کا ایک عظیم معجزہ ہے۔ پھر آپؐ نے اپنے مہدی کے لئے جو سورج چاند گرہن کی پیشگوئی فرمائی تھی اس کا بھی خصوصی تعلق افلاک سے ہے۔

حضور نے فرمایا اس ساری تمہید سے یہ مقصد ہے کہ آپؐ کا بلند و بالا مقام واضح ہو مگر ان سب کے باوجود جب آپ ﷺ سے کفار مکہ نے آسمان میں چڑھ جانے کا مطالبہ کیا تو خود خدا تعالیٰ نے جواباً فرمایا کہ:

قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا۔ (بنی اسرائیل آیت:۹۴)

ترجمہ: تو کہہ دے کہ میرا ربّ (ان باتوں سے) پاک ہے (اور) میں تو ایک بشر رسول کے سوا کچھ نہیں۔

پس آپ کا مقام گو سب انسانوں سے بڑھ کر ہے کیونکہ آپؐ انسان کامل ہیں مگر جہاں تک بشر رسول ہونے کا سوال ہے آپؐ سے بھی خدا تعالیٰ نے دیگر رسولوں جیسا سلوک فرمایا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت تشنیع اور استہزاء کئے جانے کے تعلق سے حضور نے فرمایا کہ آپؐ ہر زمانہ کے لئے نبی ہیں اس لئے آپؐ کی مخالفت اُس زمانہ میں بھی ہوئی آج بھی ہو رہی ہے۔ اور آئندہ بھی ہوگی۔ مگر سعید فطرت لوگ ہر زمانہ میں آپؐ کو قبول کرتے رہے ہیں۔ آپؐ کی زندگی میں سارے عرب میں اسلام پھیل گیا اور پھر تمام دنیا میں پھیلا۔ نیز آج بھی پھیلتا جا رہا ہے۔ اور ایک وقت آئے گا کہ جب اسلام کے جھنڈے تلے دنیا کی اکثریت ہوگی۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو يَاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ (المائدہ:٦٨) کا حکم فرمایا تھا۔ آپ نے پیار و محبت نرمی و رفق کے ساتھ اس تعلیم کو عملاً دنیا کے سامنے پیش کیا مگر اس کے باوجود غیر آپ پر اسلام کو تلوار سے پھیلانے کا الزام لگاتے ہیں اور بعض مسلمان کہلانے والے علماء بھی آپؐ پر تلوار سے اسلام پھیلانے کا الزام لگاتے ہیں۔ حالانکہ تاریخ سے یہ امر سراسر غلط ثابت ہوتا ہے۔ اسلام سب سے زیادہ صلح حدیبیہ سے لیکر فتح مکہ تک جو پانچ سال کا عرصہ ہے پھیلا اسلام کے پھیلنے کی اصل وجہ آنحضرت ﷺ کا امن و عفو اور صبر و تقویٰ کا اعلیٰ نمونہ تھا نہ کہ تلوار کا۔

حضور نے قرآن مجید کی متعدد آیات پیش کرتے ہوئے بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو ہرزہ آرائیوں طعن و تشنیع پر صبر کا نمونہ دکھانے کا حکم فرمایا تھا۔ اس تسلسل میں حضور نے قرآن مجید کی آیت فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ ؕ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ ۙ لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ ؕ بَلٰغٌ ۚ فَهَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ O

(سورہ الاحقاف آیت 36)

ترجمہ: پس صبر کر جیسے اُولوالعزم رسولوں نے صبر کیا اور ان کے بارہ میں جلد بازی سے کام نہ لے۔ جس دن وہ اُسے دیکھیں گے جس سے اُنہیں ڈرایا جاتا ہے تو یوں لگے گا جیسے دن کی ایک گھڑی سے زیادہ وہ (انتظار میں) نہیں رہے۔ پیغام پہنچایا جا چکا ہے۔ پس کیا بدکرداروں کے سوا بھی کوئی قوم ہلاک کی جاتی ہے؟

کو پیش کر کے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو تسلی دی ہے کہ یہ طعن و تشنیع تو ہوگی مگر آپ صبر سے کام لیں۔ اور اولوالعزم نبیوں کی مانند صبر پر گامزن رہیں، اس کے نتیجہ میں آپ کی فتح و غلبہ مقدر ہے۔ اور یہی تعلیم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والوں کے لئے ہے کہ وہ بھی اپنے آقا کے نقش قدم پر چلتے ہوئے صبر کا دامن نہ چھوڑیں۔

حضور نے انبیاء سے استہزاء اور مخالفت کرنے والوں کی خدائی پکڑ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ کام خود خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں لیا ہے۔ آنحضرت ﷺ کے دشمنوں کو خود خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے پیس دیا اور کچل دیا تھا۔

آنحضرت ﷺ کے مخالفین نے آپؐ کو کس طرح نہ تنگ کیا۔ کبھی مجنون قرار دیا تو کبھی ساحر۔ قرآن مجید نے اس بات کو ریکارڈ کیا ہے کہ کفار آپ کو ویقولون انه لمجنون (القلم آیت:۵۲) یعنی وہ کہتے ہیں کہ آپؐ مجنون ہیں۔ مگر آنحضرتؐ نے فتح مکہ کے موقع پر ان تمام طعن و تشنیع و استہزاء کرنے والوں سے محبت و شفقت کا سلوک فرمایا۔ پس ایک مومن کے لئے بھی جو اپنے پیارے آقا سے دل و جان سے بڑھ کر محبت کرتا ہے اس میں ایک سبق ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جہاں مومنین کے لئے صبر کی تعلیم بیان کی گئی ہے وہاں خود اللہ تعالیٰ نے استہزاء کرنے والوں سے بدلہ لیا اور یہ آنحضرت ﷺ کے صبر کے نتیجہ میں تھا۔ اس تسلسل میں آپ نے قرآن مجید کی آیت اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يَنْهٰى O عَبْدًا اِذَا صَلّٰى O اَرَءَيْتَ اِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى O اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى O كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ لَنَسْفَعًا ۢ بِالنَّاصِيَةِ O نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ O فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ O سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ O (سورۃ العلق آیت ۱۲ تا ۱۹)

ترجمہ: کیا تو نے اُس شخص پر غور کیا جو روکتا ہے؟ ایک عظیم بندے کو جب وہ نماز پڑھتا ہے۔ کیا تو نے غور کیا کہ اگر وہ (عظیم بندہ) ہدایت پر ہو؟ یا تقویٰ کی تلقین کرتا ہو؟ کیا تو نے غور کیا کہ اگر اس (نماز سے روکنے والے) نے (پھر بھی) جھٹلا دیا اور پیٹھ پھیر لی؟ (تو) کیا وہ نہیں جانتا کہ یقیناً اللہ دیکھ رہا ہے؟ خبردار! اگر وہ باز نہ آیا تو ہم یقیناً اُسے پیشانی کے بالوں سے پکڑ کر کھینچیں گے۔ جھوٹی خطا کار پیشانی کے بالوں سے۔ پس چاہئے کہ وہ اپنی مجلس والوں کو بلا دیکھے۔ ہم ضرور دوزخ کے فرشتے بلائیں گے، کو پیش کر کے فرمایا کہ استہزاء کرنے والوں سے یہ سلوک کیا گیا تھا اسی طرح حضور نے فرمایا کہ آج اس بات پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ جو لوگ نمازیں پڑھتے ہیں اور جو لوگ اُن کو روکتے ہیں وہ کون لوگ ہیں۔

استہزاء کرنے والوں میں یہود و نصاریٰ ہوتے تھے جو السلام علیکم کی بجائے السام علیکم کہا کرتے تھے مگر اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو صبر کی تعلیم دی اور استہزاء کرنے والوں کو خود سزا دینے کا وعدہ دیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے استہزا اور طعن کرنے والے ابولھب کے ساتھ کیا اور قرآن مجید

(باقی صفحہ 27 پر ملاحظہ فرمائیں)

کمپوزنگ و ڈیزائننگ : کرشن احمد قادیان